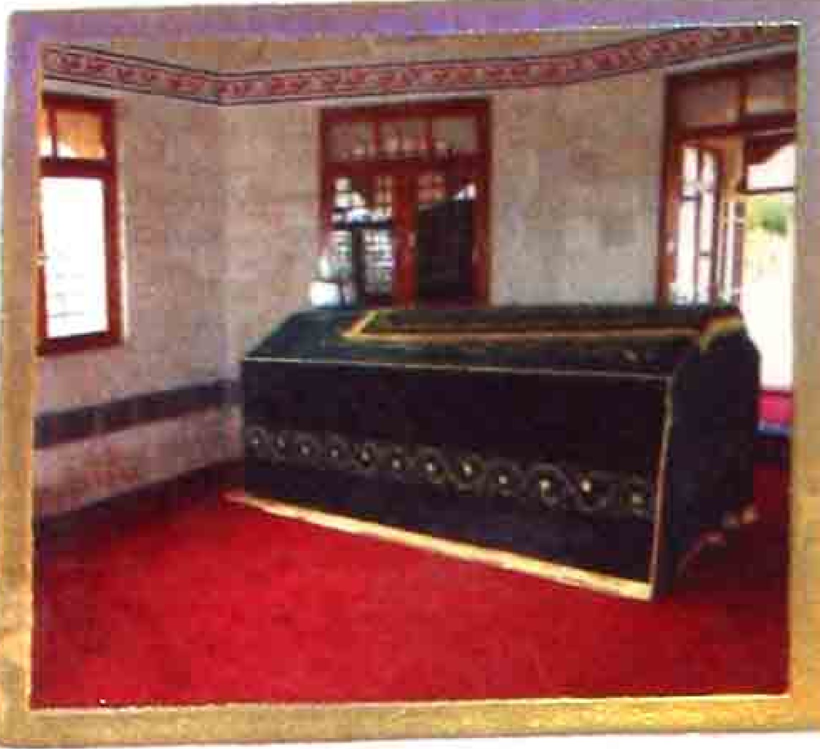
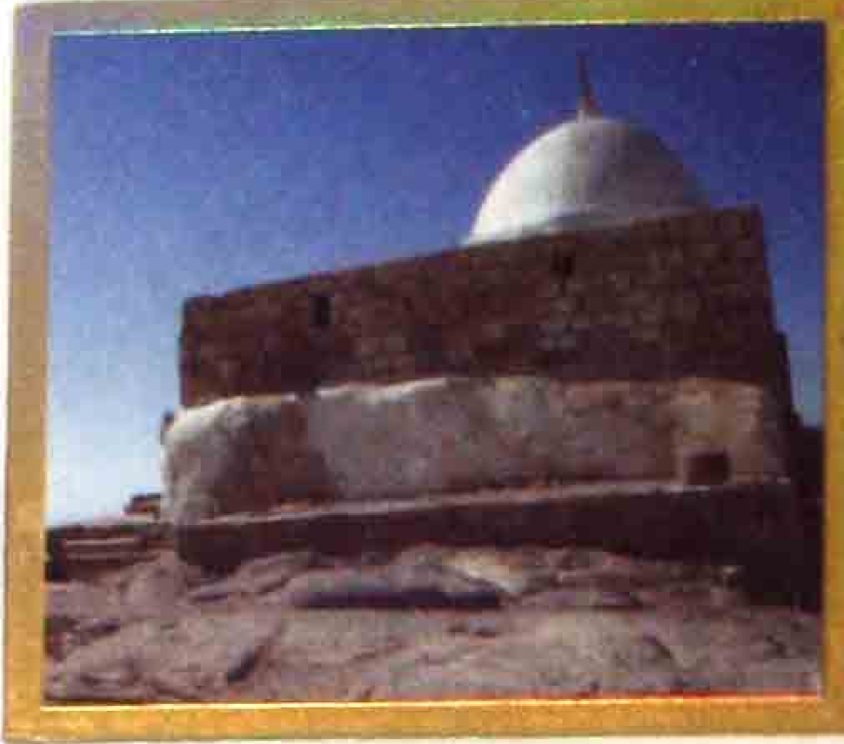



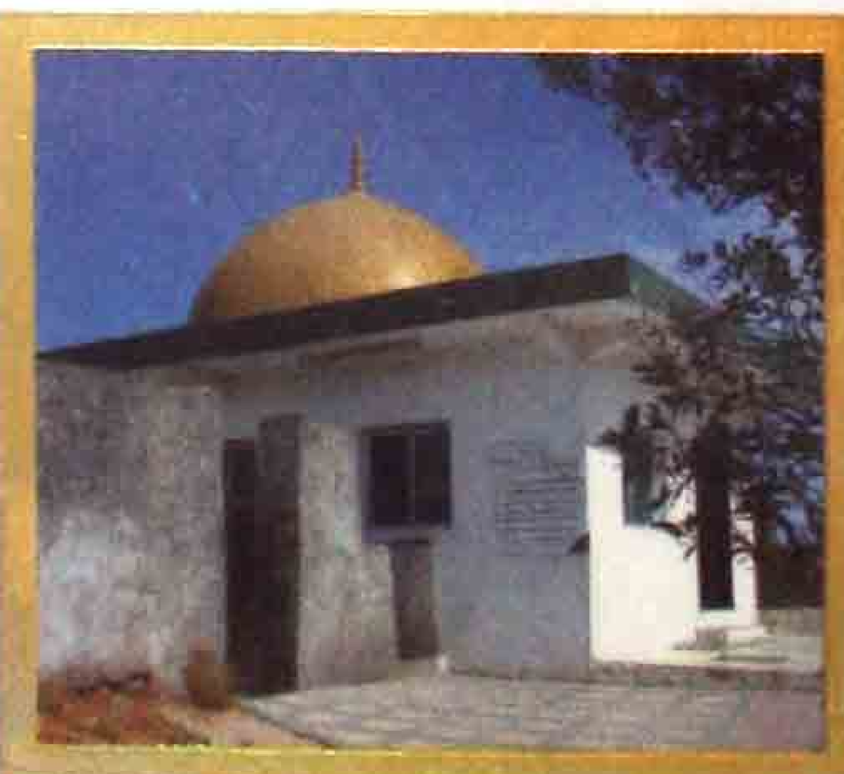


انبیاء علیہم السلام سے منسوب 1500 مقدس مقامات

رنگین تصاویر سے مزین

مقاماتِ انبیاء علیہم السلام

کا تصویری البم



مؤلف
مولانا ارسلان بن اختر میمن

مکتبہ الارسلان
MAKTABA-E-ARSALAN



مکتبہ ارسلان
جمشید روڈ نمبر 3، کراچی
فون: 0333-2103655

خط و کتابت کا پتہ: ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34914596

نام کتاب .... مقاماتِ انبیاء کا تصویری البم

جامع و مرتب .... مولانا ارسلان بن اختر میمن

اشاعت اول .... مئی 2010ء

ملنے کے پتے

کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، فون: 021-32722080، مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی، فون: 021-34594144، بیت الکتب گلشن اقبال نمبر 2، فون: 021-34975024
کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر 2، فون: 021-34992176۔ دار الاشاعت اردو بازار، ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن فون: 021-34914596۔
علمی کتاب گھر اردو بازار، فون: 021-32624097۔ مکتبۃ القرآن علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

حیدر آباد: بیت القرآن، چھوٹی گٹی۔ فون: 640875 مکتبہ اصلاح و تبلیغ، مارکیٹ ٹاور۔ فون: 0300-9371712۔

میرپور خاص: مکتبہ یوسفیہ دوکان نمبر 303، گلی نمبر 3، بلدیہ شاپنگ سینٹر۔ فون: 0300-3319565, 0321-3310080

نواب شاہ: حافظ اینڈ کو، لیاقت مارکیٹ **سکھر:** عزیز کتاب گھر بیراج روڈ، فون: 0300-9312148، مکتبہ امدادیہ فون: 0321-5628333

لاہور: مکتبہ رحمانیہ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، فون 042-37224228۔ ادارہ اسلامیات، انار کلی بازار، فون: 042-37243991

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار۔ اسلامی کتاب گھر فون: 0300-5203645 قرآن محل، فون: 0321-5123698۔

اسلام آباد: مکتبہ جامع الفریدیہ E-78۔ 051-2654813

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر، فون: 0300-7301239, 061-4514929۔ مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، فون: 061-4544965

فیصل آباد: اسلامی کتاب گھر دکان نمبر 4، شادمان پلازہ، فون: 0321-7693142۔ مکتبۃ العارفی، نزد جامعہ اسلامیہ ستیانہ روڈ، فون: 0300-6621421

رحیم یار خان: مکتبۃ الامۃ عقب نیو صادق بازار، فون: 0321-2647131، مکتبۃ الازہر فون: 0300-9675060

گوجرانوالہ: والی کتاب گھر اردو بازار فون: 055-444613 **سیالکوٹ:** مکتبۃ البشیر خادم علی روڈ، فون: 0321-7183040

سرگودھا: مکتبہ عبداللہ، بلاک 10 سٹی روڈ، فون: 0321-6018171

پشاور: ممتاز کتب خانہ، فون: 091-2580331، دار الاخلاص محلہ جنگی فون: 091-2567539

اکوڑہ خٹک: مکتبہ علمیہ، نزد دار العلوم حقانیہ، فون: 0923-630594 **کوئٹہ:** مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، فون: 081-2662263

جہلم: بک کارنر 0321-5440882 **حسن ابدال:** مکتبہ فاروقیہ 0321-9825540 **بہاولنگر:** مکتبہ حکیم الامت 0321-760630

ڈیرہ اسماعیل خان: قرآن محل، 0966-717806 **چکوال:** کشمیر بک ڈپو، 054-3551148 **بہاولپور:** مکتبہ زکریا، مکتبہ ہاشمیہ

مردان: مکتبۃ الاحرار 0321-9872067 **مانسہرہ:** عثمان دینی کتب خانہ 0997-307583 **میانوالی:** مکتبہ جاوید 045-9230652

کوہاٹ: مکتبہ فاروقیہ 0333-9183789 **ایبٹ آباد:** مکتبہ اسلامیہ 0992-340112

عرض مؤلف

مجھے قلبی طور پر تاریخی اور مقدس مقامات کی زیارت کا شوق رہا ہے اسی شوق کے نتیجہ میں عرصہ 7 سال سے احقر انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے منسوب مقدس مقامات کی تصاویر جمع کرتا رہا گویا کہ زیر نظر کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے احقر کی سات سالہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

شروع میں یہ کتاب کئی جلدوں میں چھاپنے کا ارادہ تھا مگر بعد میں بندہ نے قارئین کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے اس کتاب کو 7 مختلف کتب میں تقسیم کر دیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

① تبرکات نبوی ﷺ
② تبرکات انبیاءؑ
③ مقامات انبیاءؑ کا تصویری البم
④ قرآن کے تاریخی مقامات
⑤ تبرکات صحابہؓ
⑥ مقدس مقامات کا تصویری البم
⑦ تبرکات اولیاءؒ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی چاہت شامل حال رہی تو مذکورہ بالا 7 کتب 6 ماہ کے اندر قارئین کے ہاتھوں میں ہونگی۔

اس کتاب کے بارے میں ایک بات جو کہ انتہائی اہم ہے وہ یہ کہ جب بندہ نے انبیاء کے حالات جمع کرنا شروع کئے تو دوران مطالعہ ایک ہی نبی علیہ السلام کی قبریں مختلف مقامات پر پڑھنے کو ملیں پھر جب تصاویر جمع کیں تو بھی ایک ہی نبی کی قبروں کی تصاویر مختلف ممالک میں نظر سے گزریں۔

جیسا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار 3 ممالک میں موجود ہے۔ مصر، عراق، ازبکستان۔ اسی طرح حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک 4 ممالک میں موجود ہے۔ عراق، دمشق، ترکی، اسرائیل۔ اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک، عراق، دمشق، عمان، لبنان، بخارا، ترکی یعنی 6 ممالک میں موجود ہے۔

انبیاء علیہم السلام دنیا میں کہاں کہاں مدفون ہیں؟ اس سلسلے میں احقر نے مفسرین اور مؤرخین کے اقوال جمع کرنے کے ساتھ ان مقامات کی تصاویر کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ مثلاً اگر حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر 3 مقامات پر بنی ہوئی ہیں تو احقر نے کوشش کر کے ان تینوں مقامات یعنی مزارات کی تصاویر بھی اس البم میں شائع کی ہیں تا کہ بات حقیقت کے زیادہ قریب ہو جائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رہے کہ مقامات انبیاء علیہم السلام کو جمع کرنے کی جو کوشش میں اپنی ذات کے اعتبار سے کر سکتا تھا وہ میں نے کر لی کہ فلاں نبی علیہ السلام کا مزار کہاں ہے اور فلاں نبی علیہ السلام کے مقام کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کا رجحان کس طرف ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار 6 ملکوں میں موجود ہے۔ اب یہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان مقامات میں سے کس مقام پر حضرت ایوب علیہ السلام مدفون ہیں؟

اسی طرح بہت سے انبیاء علیہم السلام کے مقام پیدائش اور دیگر مقامات کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے لہذا یاد رہے کہ اس کتاب میں موجود مقامات انبیاء علیہم السلام مبینہ ہے نہ کہ 100 فیصد درست ہیں۔ کیونکہ ایک ہی نبی علیہ السلام 4 جگہ دفن ہو یہ ناممکن ہے۔

درحقیقت یہ کتاب 2 حصوں میں تقسیم ہے اس جلد میں 15 انبیاء علیہم السلام کے مقدس مقامات کو مع تصاویر بیان کیا گیا ہے جبکہ دوسری کتاب ''تبرکات انبیاء علیہم السلام'' میں بقیہ 15 انبیاء علیہم السلام کے مقامات و مزارات کو مع تصاویر شائع کیا جا چکا ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ کر یہ کتاب انبیاء کے حالات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہ صرف غور وفکر کے بہت سے نئے دروازے کھول دے گی بلکہ سنجیدہ عشاق حقیقی کے طالب علموں کیلئے قرآن فہمی میں بھی آسانی کا ذریعہ بنے گی کیونکہ بنی آدم کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اسے اس مقام کو دیکھنے کا تجسس ہوتا ہے۔

ہزاروں سال سے قارئین جب بھی انبیاء علیہم السلام کے واقعات پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں ان مقامات کو دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مگر مشقت اور مالی اعتبار سے کمزوری کی وجہ سے لوگ مقامات انبیاء علیہم السلام کی زیارت کو دل میں لئے ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

احقر نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام سے منسوب مقامات و مزارات کو ایک جگہ جمع کر دوں تا کہ ہمارے قارئین ان 500 صفحات کا مطالعہ کر کے گھر بیٹھے ہزاروں کلومیٹر کا سفر اور لاکھوں روپے خرچ کئے بغیر انبیاء علیہم السلام کے مزارات و مقامات کی سیر کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام سے منسوب مقامات کے نقشوں کو بھی تفصیل سے دیا گیا ہے تا کہ قارئین کو ان مقامات کے تعین کو سمجھنے میں مزید آسانی ہو جائے۔

میرے نزدیک یہ کتاب انبیاء علیہم السلام کے عاشقوں کیلئے انمول تحفہ ہے جو قارئین کو مقدس مقامات کی گھر بیٹھے سیر کراتی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات کو پڑھنے کے بعد جذبہ ایمانی پیدا کرتی ہے۔

آخر میں احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، خاص طور پر ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جن کی ارسال کردہ کتب اور تصاویر کو احقر نے اس کتاب کی زینت بنایا ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔

العارض: مولانا ارسلان بن اختر میمن
کان اللہ لہ عوض کل شئی

نوٹ: انبیاء علیہم السلام کے مقامات کے تعین کے بارے میں مفسرین میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے لہذا اگر کسی مقام کے تعین میں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو اور وہ آپ کے علم میں ہو تو ضرور مجھے اپنی قیمتی رائے سے آگاہ فرمائیں، میں آپ کا شکر گزار ہونگا اور اگلے ایڈیشن میں اسکی اصلاح کر لونگا۔ (انشاء اللہ)

مولانا ارسلان بن اختر اکابر کی نظر میں

محمد یوسف لدھیانوی

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

شہید الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ارسلان بن اختر کی کتاب ''علامات محبت'' کی تقریظ میں لکھا ہے کہ! زیر مجموعہ میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے مسترشد ''محمد ارسلان بن اختر'' نے نہایت محنت وعرق ریزی سے سلاست سے معمور اور مستند حوالوں سے مزین زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے جو کہ تحسین اور لائق اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!



العارض....

باسمہ تعالیٰ شانہ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR
KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ
ناظم: مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

کتاب ''اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں'' ۳۰۰ کتابوں سے مستند ہے۔ جس میں صوفی مولوی ارسلان سلمہ' نے اپنے فطری ذوق عاشقانہ عارفانہ سے محبت اور معرفت کے نہایت مفید مضامین جمع کئے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امت مسلمہ کیلئے معرفت اور محبت خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کیلئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ العارض حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

Dr. Mufti Nizamuddin Shamzai
Sheikh-ul-Hadees
Jamiat-ul-Uloom-Il Islamiyyah,
Allama Mohammad Yousuf
Banori Town, Karachi-5, PAKISTAN



ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

مولوی ارسلان بن اختر کی کتاب ''نماز میں خشوع وخضوع'' میں اقوال سلف کا اچھا ذخیرہ ہے۔ خصوصاً دوسرے حصے میں خشوع وخضوع کی صفت پیدا کرنے کے طریقے خوب بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!

بندہ نے عزیز مولوی ارسلان کی کتاب ''حصول ولایت'' دیکھی، ماشاء اللہ اس مقصد کیلئے انتہائی نافع اور مفید ہے اس کتاب کے مضامین بھی ماشاء اللہ بہت اونچے ہیں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی مخلوق کیلئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین!!!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ''گناہوں کا سمندر'' نامی کتاب میں دوران تقریظ لکھا ہے بندہ مولوی ارسلان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین!!!

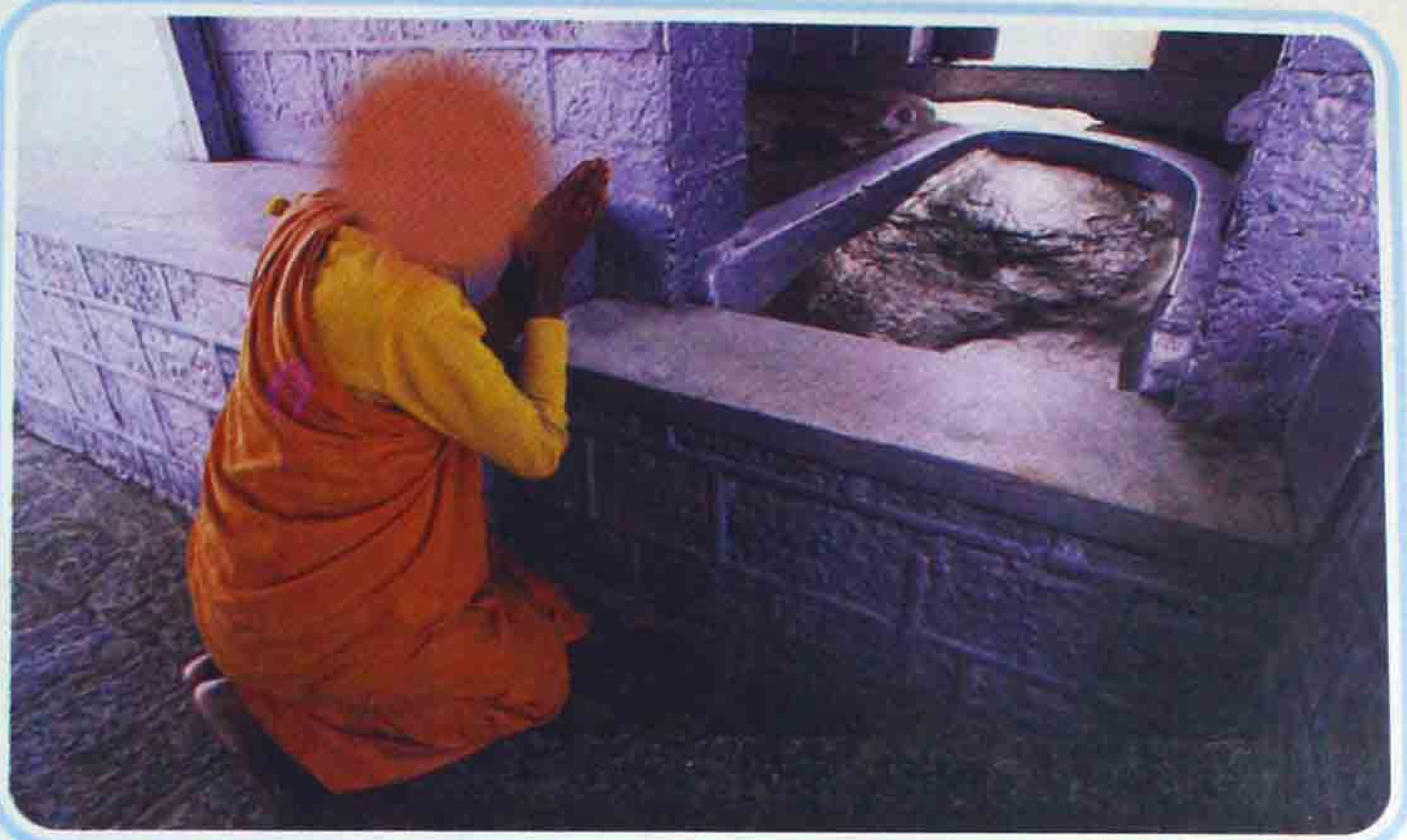
۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

فہرست

مولانا ارسلان بن اختر میمن کی تصانیف

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت	رعایتی
1	بیت اللہ کا تصویری البم	280	168
2	مسجد نبوی ﷺ کا تصویری البم	320	192
3	نامور علماء کے مثالی واقعات	230	138
4	تاریخ کے سنہری واقعات	265	159
5	حضور ﷺ کا مثالی بچپن	250	150
6	نامور بچوں کے مثالی واقعات	240	144
7	سچی حیران کن کارگزاریاں	200	120
8	موت کے پراسرار واقعات	265	159
9	حضور ﷺ کے بیان کردہ دلچسپ واقعات	270	162
10	اکیسویں اور بیسویں صدی کے سچے واقعات 2 جلد	475	285
11	مولانا طارق جمیل صاحب کے 10 بیانات کے کتابچہ	310	186
12	وجوہات محبت (بندوں کی اللہ سے محبت کی وجوہات)	100	60
13	اللہ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں تقریظ: مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ	240	144
14	اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر تقریظ: مولانا نظام الدین شامزئی	180	108
15	محبت الٰہی کے راستے	150	90
16	گناہوں کا سمندر اور محبت الٰہی کی وسعت	190	114
17	نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے	150	90
18	جوانی ضائع کرنے کے نقصانات	70	42
19	علامات محبت پسند فرمودہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	310	186
20	اللہ کے دوستوں کے حالات (اولیاء اللہ کے حالات)	70	42
21	اللہ کا پیارا بننے کے طریقے (دعوت وتبلیغ پر تحقیقی کتاب)	100	60
22	اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ (نفسانی خواہشات کی مذمت)	110	66
23	جدید مستند مجموعہ وظائف	85NET	–
24	عبرت انگیز بیانات (مولانا طارق جمیل صاحب کے 20 اثر انگیز بیانات)	275	165
25	دلچسپ اصلاحی واقعات (مولانا طارق جمیل صاحب کے بیان کردہ)	285	171
26	دلچسپ عبرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
27	دلچسپ حیرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
28	دلچسپ اثر انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
29	ہنستے ہنساتے واقعات (اکابر کے مزاحیہ واقعات)	225	108
30	دلچسپ انوکھے واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
31	صحابہ کے سبق آموز حالات	275	165
32	اللہ کے عاشقوں کے حالات	375	225
33	اللہ کے دیوانوں کے محبت بھرے واقعات	275	165
34	رب کریم کا گنہگاروں سے پیار	275	165
35	خوف خدا کے سچے واقعات	284	170
36	اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی	240	144
37	خواتین کے مثالی واقعات	265	159
38	گناہوں کا خوفناک انجام (سائز 23x36)	265	159
39	رزق حلال کی برکتیں	255	153
40	واقعات ہی واقعات	190	114
41	واقعات کی دنیا 4 کلر انڈونیشن پیپر	375	225
42	واقعات کا خزانہ 4 کلر انڈونیشن پیپر	375	225
43	فضائل حفظ قرآن (مولانا قاری محمد طاہر رحیمی)	240	144
44	روٹھے رب کو منالو (سائز 16=23x36)	190	114
45	حفاظت نظر کے 50 انعامات (سائز 16=23x36)	220	132
46	گناہوں سے بچئے اللہ کا محبوب بنئے	70	42
47	مواعظ مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ	240	144
48	بیانات مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ (اوّل)	200	120
49	گمراہی سے ہدایت تک خطبات مولانا طارق جمیل صاحب (1)	225	135
50	سچی توبہ کی برکات خطبات مولانا طارق جمیل صاحب (2)	225	135
51	قرآن کے حیرت انگیز واقعات	265	159
52	اللہ سے شرم کیجئے	225	135
	مولانا ارسلان بن اختر کی نئی تصانیف		
53	گناہوں سے بچنے کے انعامات	440	264
54	اللہ سے دوستی کے انعامات	275	165
55	لذت ترک گناہ	260	156
56	سیرت النبی ﷺ کے انمول واقعات	330	198
57	تبلیغ کی محنت انعامات کی بارشیں (مولانا طارق جمیل صاحب)	200	120
58	اللہ کا تعارف (مولانا طارق جمیل صاحب)	290	174
59	پراسرار اژدھا اور جنتی لاٹھی (حضرت موسیٰ کے 300 واقعات)	255	153
60	مالی پریشانیوں کا نبوی ﷺ حل	310	186
61	سکون دل کے نبوی ﷺ راستے	520	312
62	تبرکات نبوی ﷺ کا تصویری البم 4 کلر آرٹ پیپر	NET	
63	تبرکات انبیاء علیہم السلام کا تصویری البم 4 کلر آرٹ پیپر	NET	
64	عذاب قبر کا تصویری البم (4 کلر آرٹ پیپر 16=23x36)	NET	
65	گستاخ رسول ﷺ کا عبرتناک انجام		
	4 کلر پاکٹ سائز کتب + انڈونیشین پیپر		
66	گناہوں کا خوفناک انجام	NET	100
67	عذاب قبر کے دہشت ناک واقعات	NET	100
68	درود شریف کی برکات	NET	100
69	اللہ کو اپنا بنالو.......(طارق جمیل) Vol. 1	NET	90
70	اللہ سے دوستی کرلو.......(طارق جمیل) Vol. 2	NET	90
71	اللہ سے صلح کرلو.......(طارق جمیل) Vol. 3	NET	90
72	شان محمد ﷺ کے مثالی واقعات	NET	110
73	ندامت کے آنسو	NET	100
74	نیکیوں کے پہاڑ سیکنڈوں میں	NET	65
75	آپ کے پریشانیوں کا حل وظائف نبوی ﷺ کی روشنی میں	NET	90
76	روٹھے رب کو منالو	NET	100
77	نیک اعمال کی برکات	NET	100
78	تنگی رزق کا نبوی علاج	NET	65
79	کیا آپ سکون چاہتے ہیں؟	NET	100

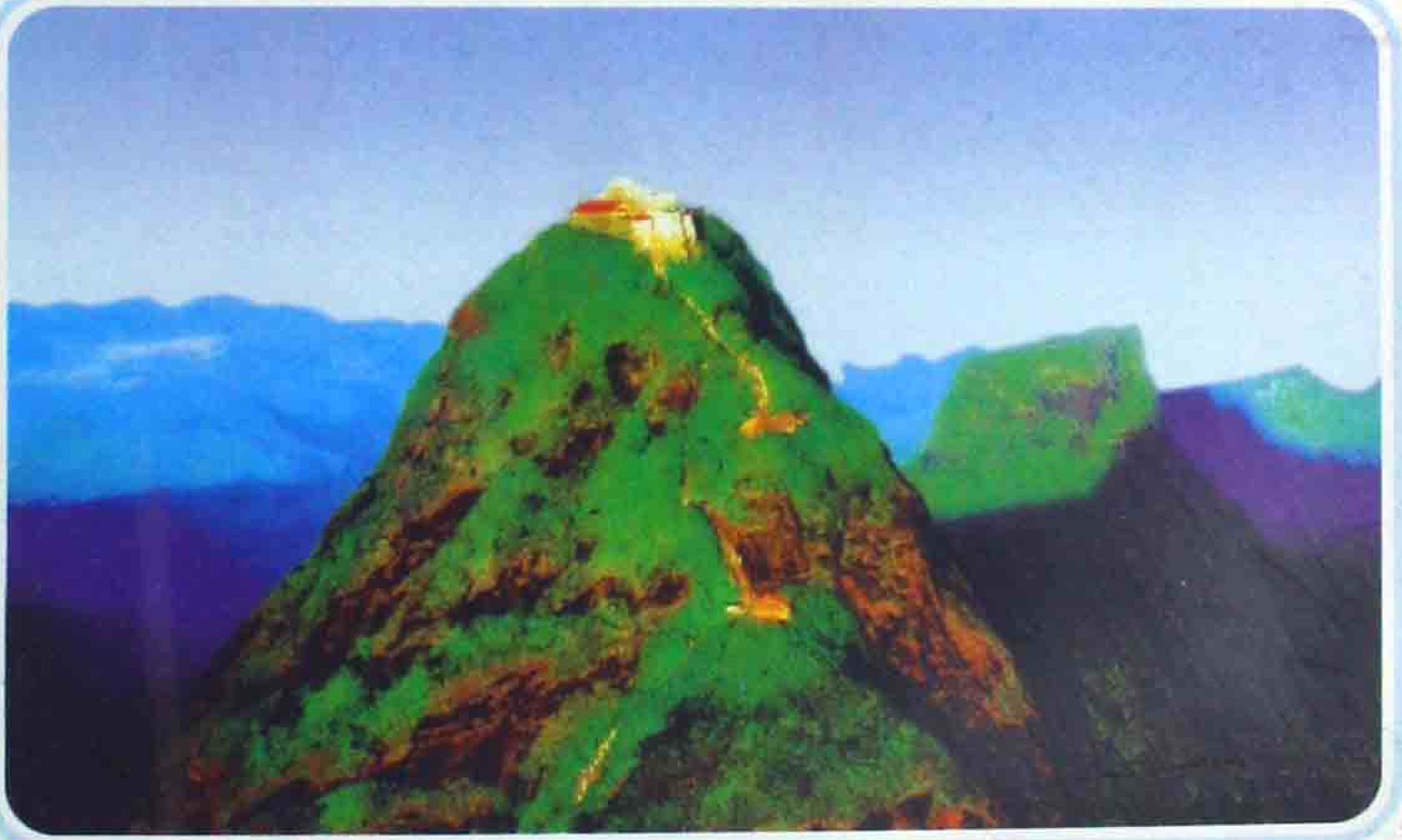
حضرت آدم علیہ السلام



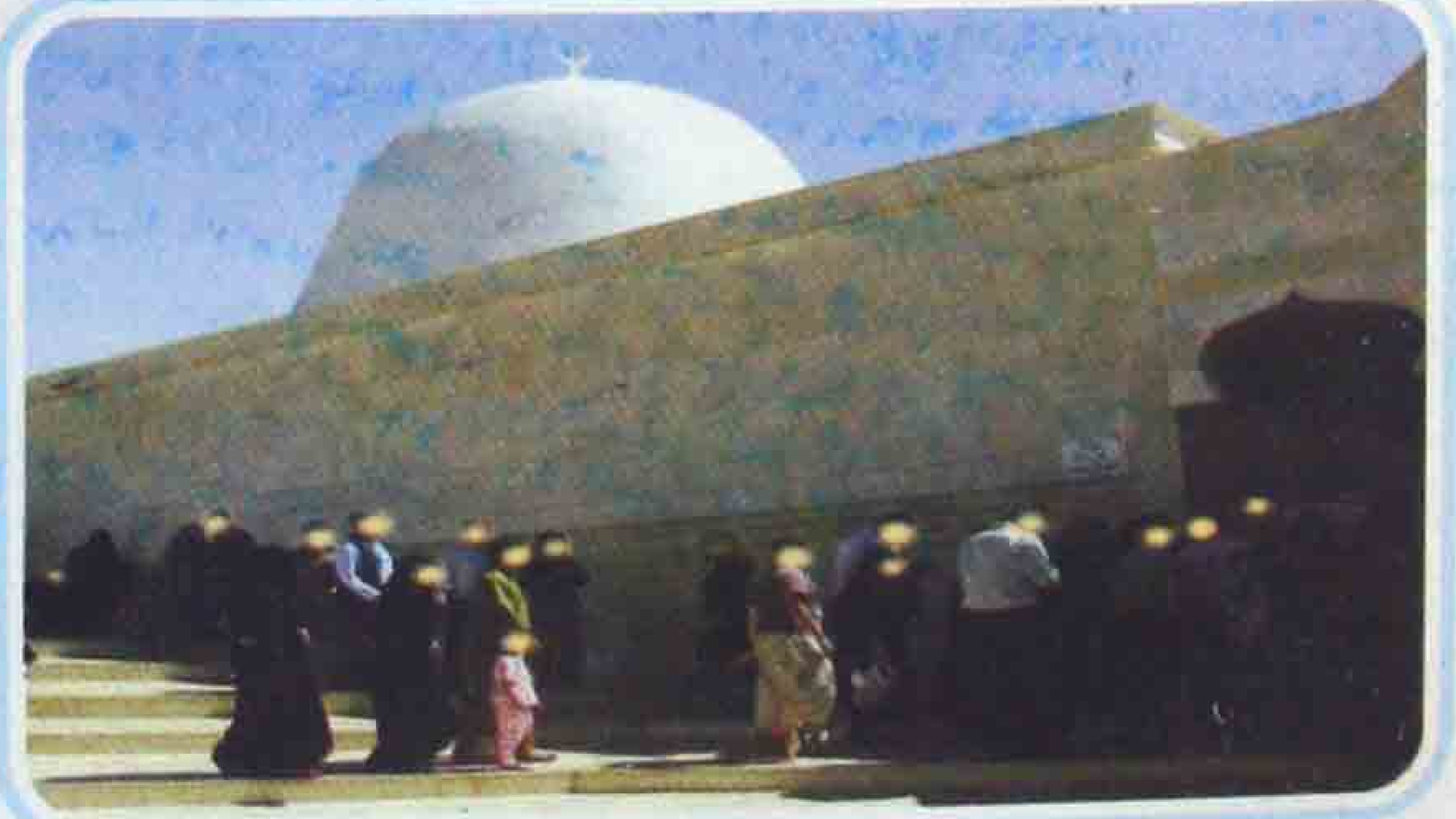
سری لنکا میں موجود حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب قدم مبارک



جدہ میں اماں حوا علیہا السلام کا مزار مبارک



سری لنکا کا وہ پہاڑ جہاں حضرت آدم علیہ السلام اترے تھے، یہاں آپ علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان موجود ہے



حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہابیل کا مزار (شام)



حضرت ہابیل کی قبر مبارک

حضرت ادریس علیہ السلام



بابل جہاں حضرت ادریس علیہ السلام اور ان کی قوم رہتی تھی



کوہ طور کی پہاڑی پر موجود حضرت ادریس علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت شیث علیہ السلام



حضرت شیث علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت شیث علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت نوح علیہ السلام



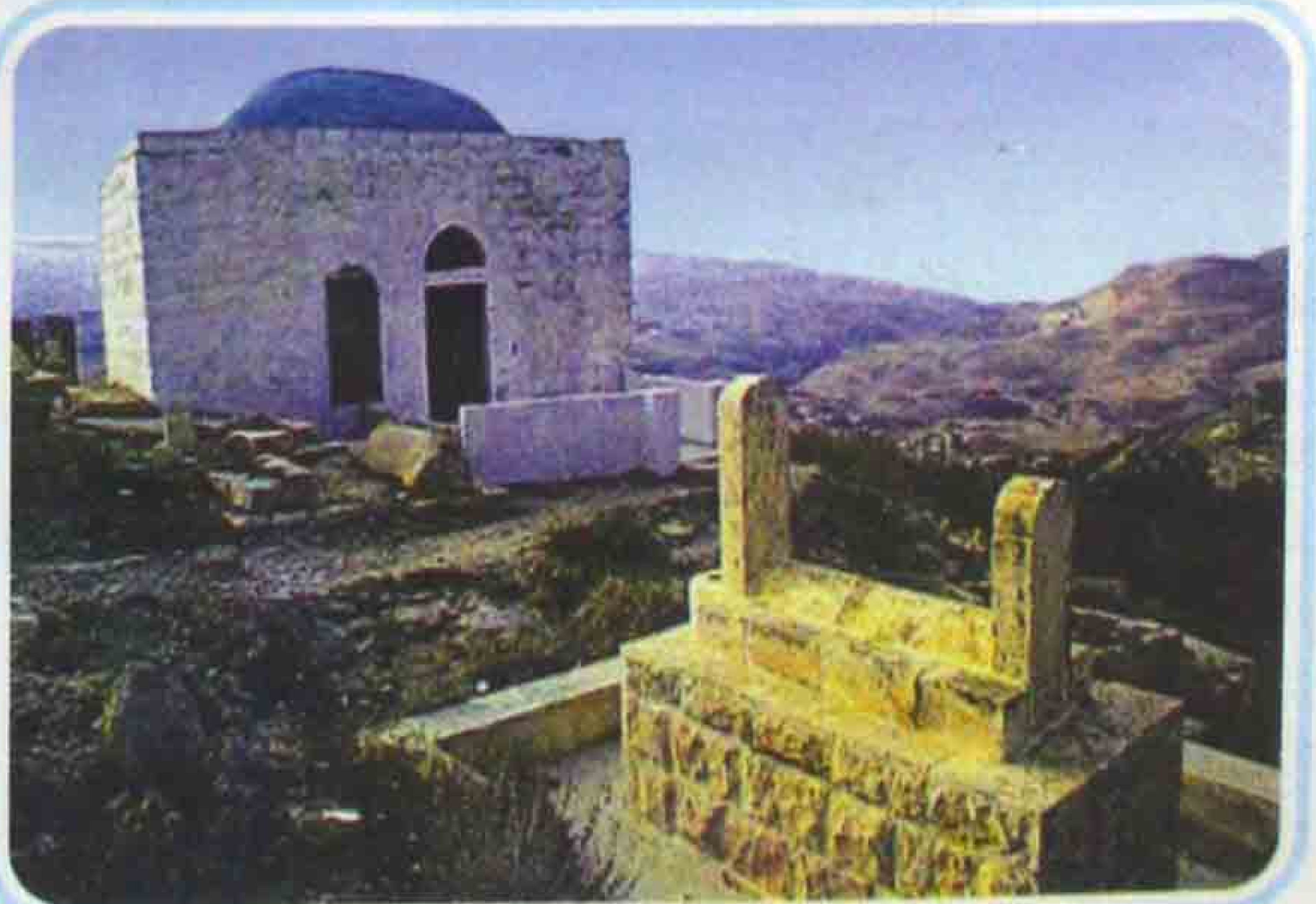
جودی پہاڑ جہاں طوفان نوح کے اختتام پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی رکی



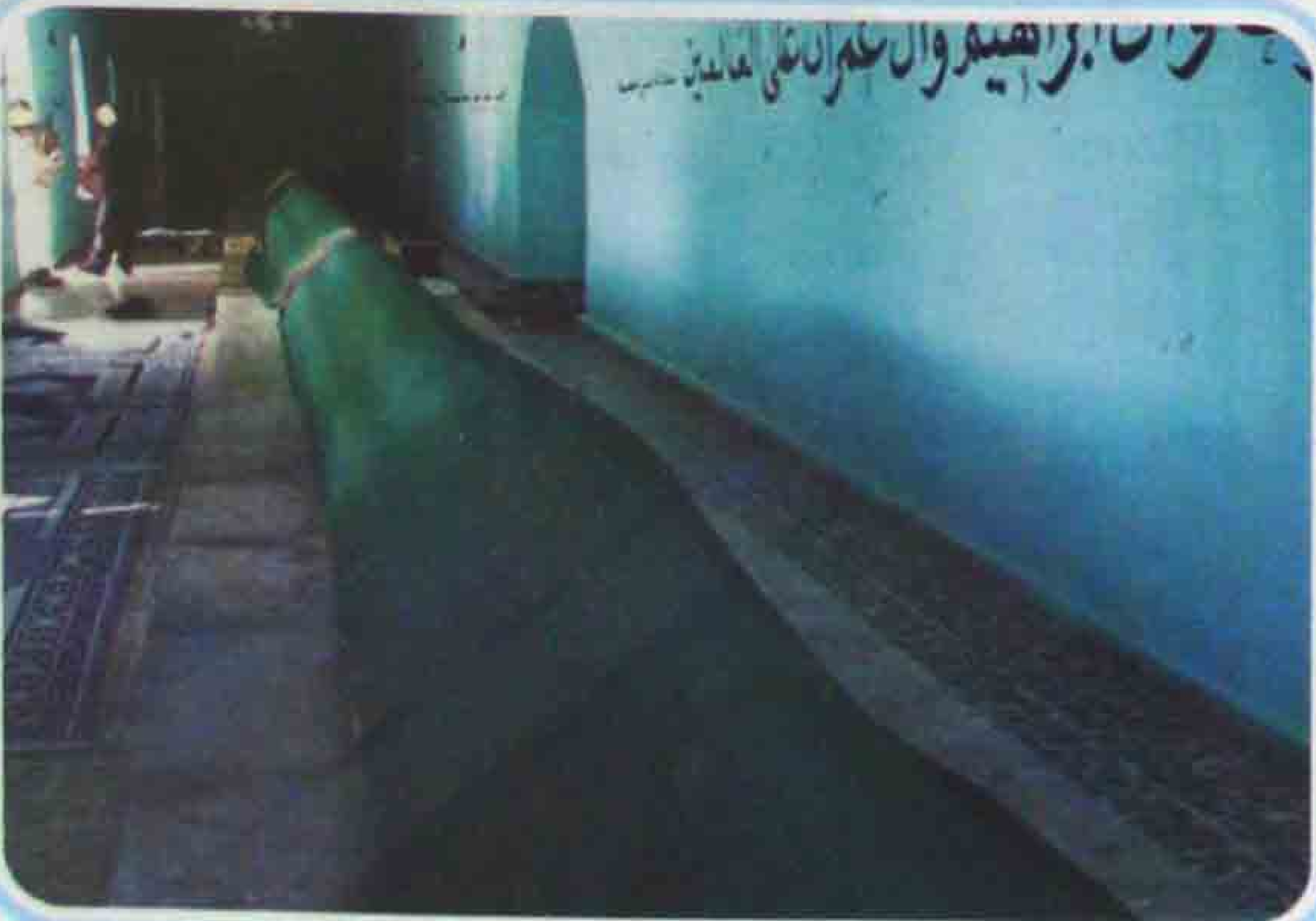
کوفہ کی وہ تاریخی مسجد جہاں سے طوفان نوح کی ابتداء ہوئی



حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے آثار



حضرت نوح علیہ السلام کا مزار



حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت ہود علیہ السلام



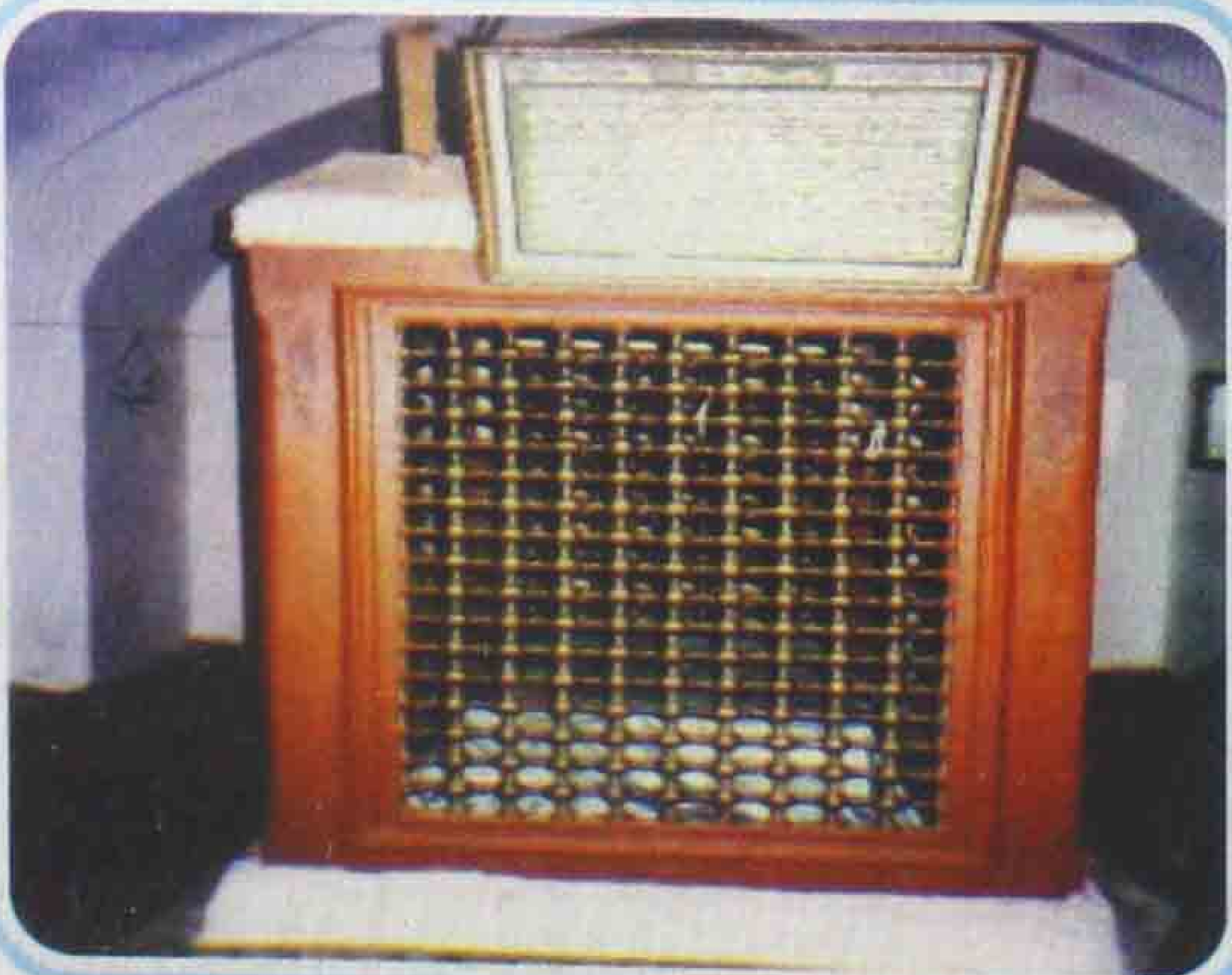
ربع الخالی سے ملنے والا قوم عاد کے شخص کا ڈھانچہ جس کا صرف سر انسانی قد کے برابر ہے



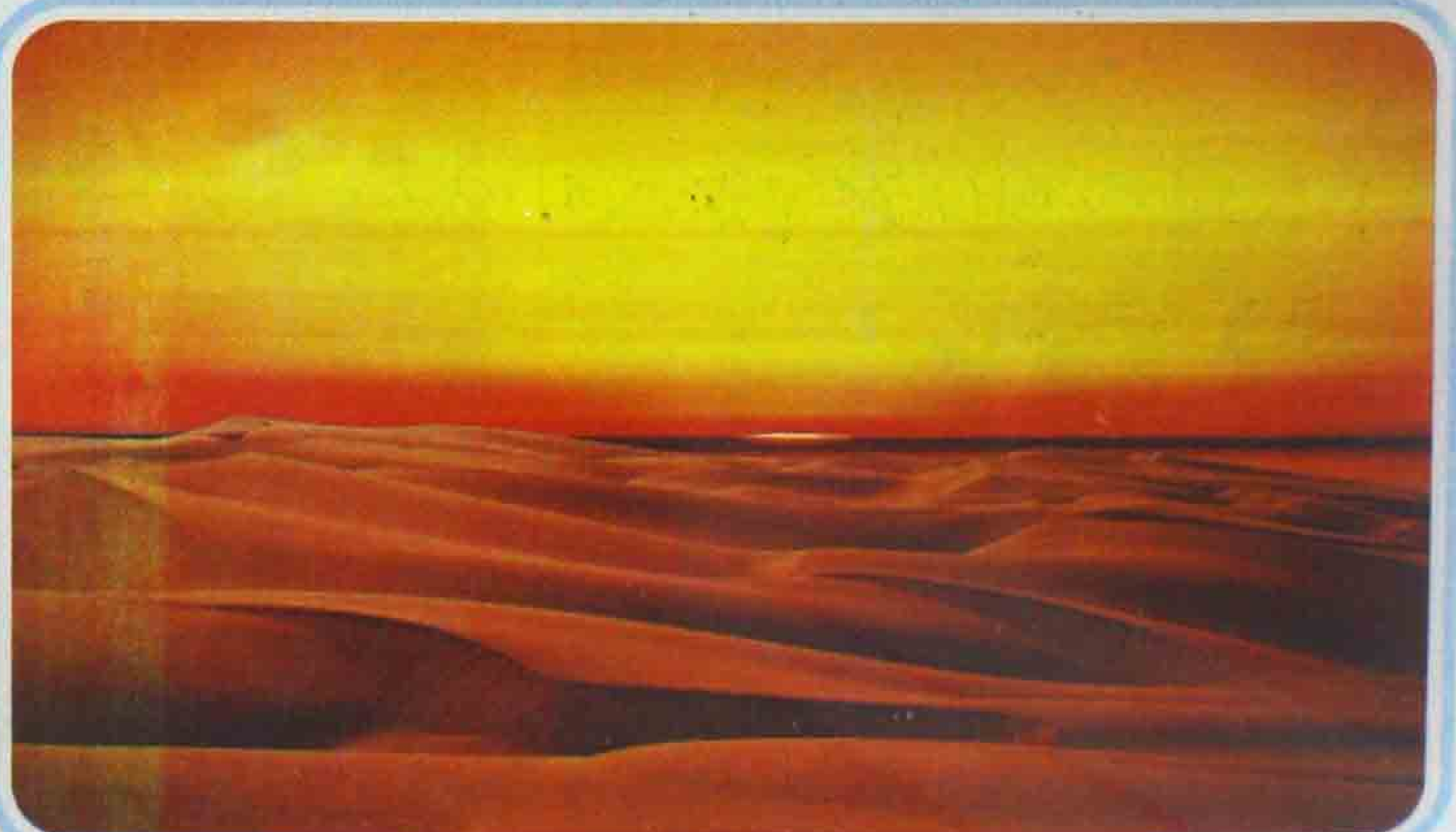
عراق میں موجود حضرت ہود علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت ہود علیہ السلام کا مزار مبارک



عراق میں موجود مزار ہود علیہ السلام کے اندر قبر ہود علیہ السلام



عبار: جہاں قوم ہود علیہ السلام رہتی تھی

حضرت صالح علیہ السلام



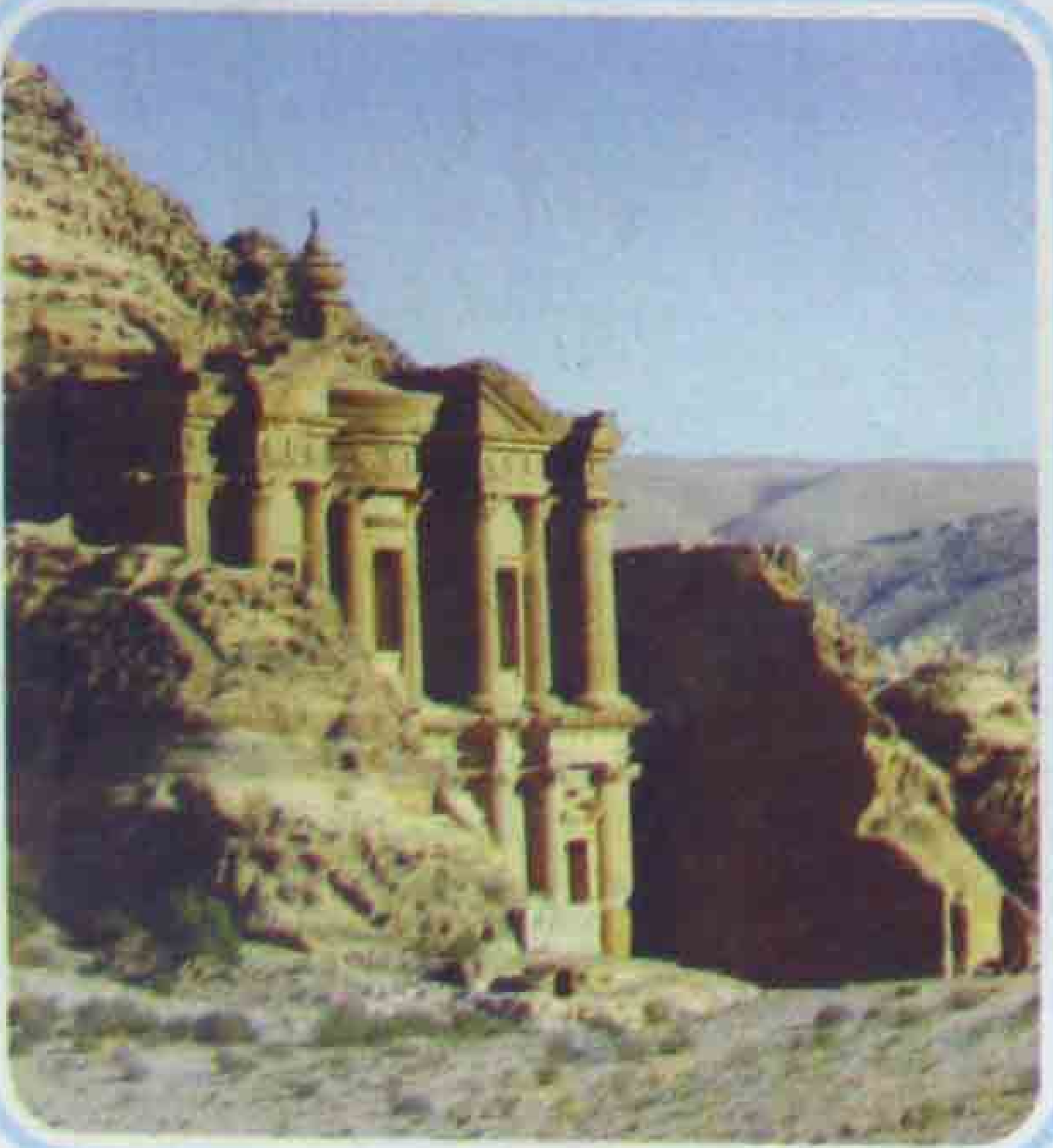
مدائن صالح میں موجود قوم صالح کے مکانات



وہ پیالہ جس میں اونٹنی کا دودھ جمع کیا جاتا تھا

وہ کنواں جہاں اللہ کی نشانی یعنی پہاڑ سے نکلنے والی اونٹنی پانی پیتی تھی







حضرت صالح علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت ابراہیم علیہ السلام



وہ غار جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے یہ غار ترکی کے علاقہ عرفہ میں موجود ہے



بئر سبع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کنواں



نمرود کا قلعہ



حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ کی قبر مبارک



حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک (مکہ)



عراق کے شہر اُور میں موجود نمرود کے محل کے کھنڈرات، سامنے نمرود بادشاہ کا محل بھی نظر آ رہا ہے



مسجد ابراہیمی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مدفون ہیں یہ اسرائیل کے شہر حبرون میں موجود ہے



حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک (حبرون، اسرائیل)

حضرت اسماعیل علیہ السلام



صفا و مروہ کا فضائی منظر یہ وہ جگہ ہے جہاں اماں ہاجرہ ننھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس کی وجہ سے پانی کی تلاش میں دوڑتی رہیں کبھی صفا جاتیں کبھی مروہ
پھر اسی جگہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پر مارا اور زم زم کا پانی جاری ہو گیا



جدید صفا و مروہ



وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے حکم الٰہی پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا تھا



حطیم وہ جگہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ کے ساتھ مدفون ہیں



زم زم وہ پانی ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے جاری ہوا

حضرت اسحاق علیہ السلام



مسجد ابراہیمی کا فضائی منظر جہاں حضرت اسحاق علیہ السلام مدفون ہیں



حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر مبارک جو کہ اسرائیل کے شہر الخلیل کی مسجد ابراہیمی کے نیچے بنے ہوئے غار میں ہے

حضرت لوط علیہ السلام



حضرت لوط علیہ السلام سے منسوب غار جہاں حضرت لوط علیہ السلام نے قوم پر آنے والے عذاب کے بعد قیام فرمایا تھا



حضرت لوط علیہ السلام کا مزار (اسرائیل)



بحرمیت جہاں قوم لوط عذاب الٰہی کے بعد زیر سمندر دفن ہوگئی



بحرمیت وہ جگہ جہاں قوم لوط پتھر کی بارش کی وجہ سے زیر سمندر اپنے شہر کے ساتھ دفن ہوگئی





بحرمیت کے اطراف کے عجیب وغریب پہاڑ

حضرت یعقوب علیہ السلام



مسجد اقصیٰ جس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر میں مزید اضافہ کیا۔



نابلس جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے 11 بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے



حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر مبارک کے باہر لگی جالیاں یہ مزار اسرائیل کے شہر حبرون کی مسجد الخلیل کے نیچے غار میں آج بھی موجود ہے

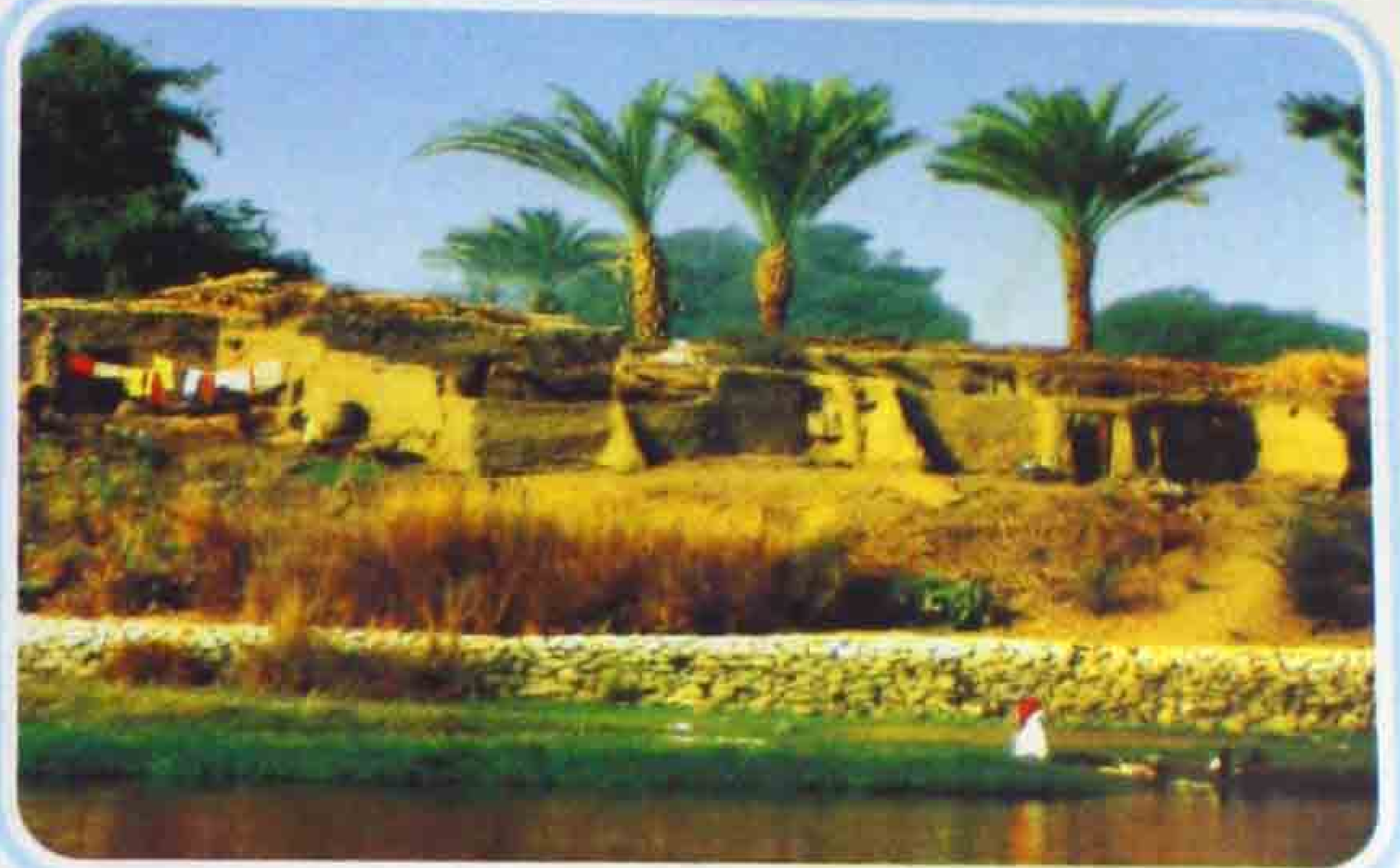


حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کا مزار



حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کی قبر

حضرت یوسف علیہ السلام



مصر جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت تھی



حضرت یوسف علیہ السلام کا عمامہ جو کہ ترکی کے عجائب گھر توپ کاپی میں محفوظ ہے



حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک



حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی بنیامین کا مزار (اسرائیل)



وہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے 10 سوتیلے بھائیوں نے حسد میں آ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال دیا تھا پھر مصر سے ایک قافلہ نے پانی کی تلاش میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اور مصر جا کر عزیز مصر کے ہاتھوں حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کر دیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام



وہ جگہ جہاں قوم شعیب علیہ السلام رہتی تھی



حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر (اردن)



اسرائیل میں موجود حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار



یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں دس سال گزارے اور یہیں سے آپ علیہ السلام اپنی زوجہ کو لے کر کوہ طور کی طرف گئے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی

حضرت داوٗد علیہ السلام



اسرائیل میں موجود حضرت داوٗد علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت داوٗد علیہ السلام کی قبر مبارک

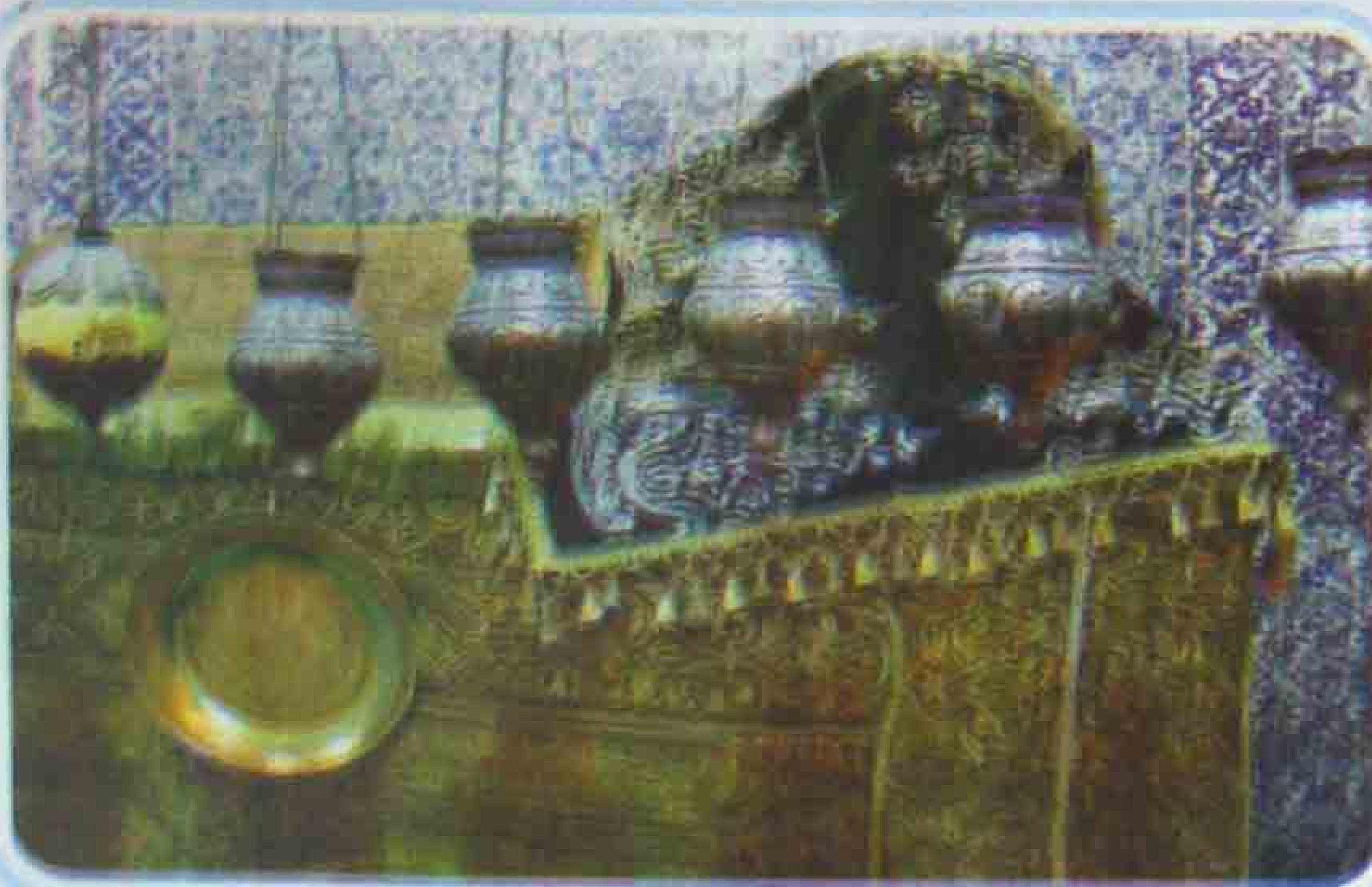


مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قبۃ الصخرہ جہاں حضرت داوٗد علیہ السلام زبور پڑھا کرتے تھے

حضرت زکریا علیہ السلام



حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک (حلب)



حضرت زکریا علیہ السلام کی قبر مبارک

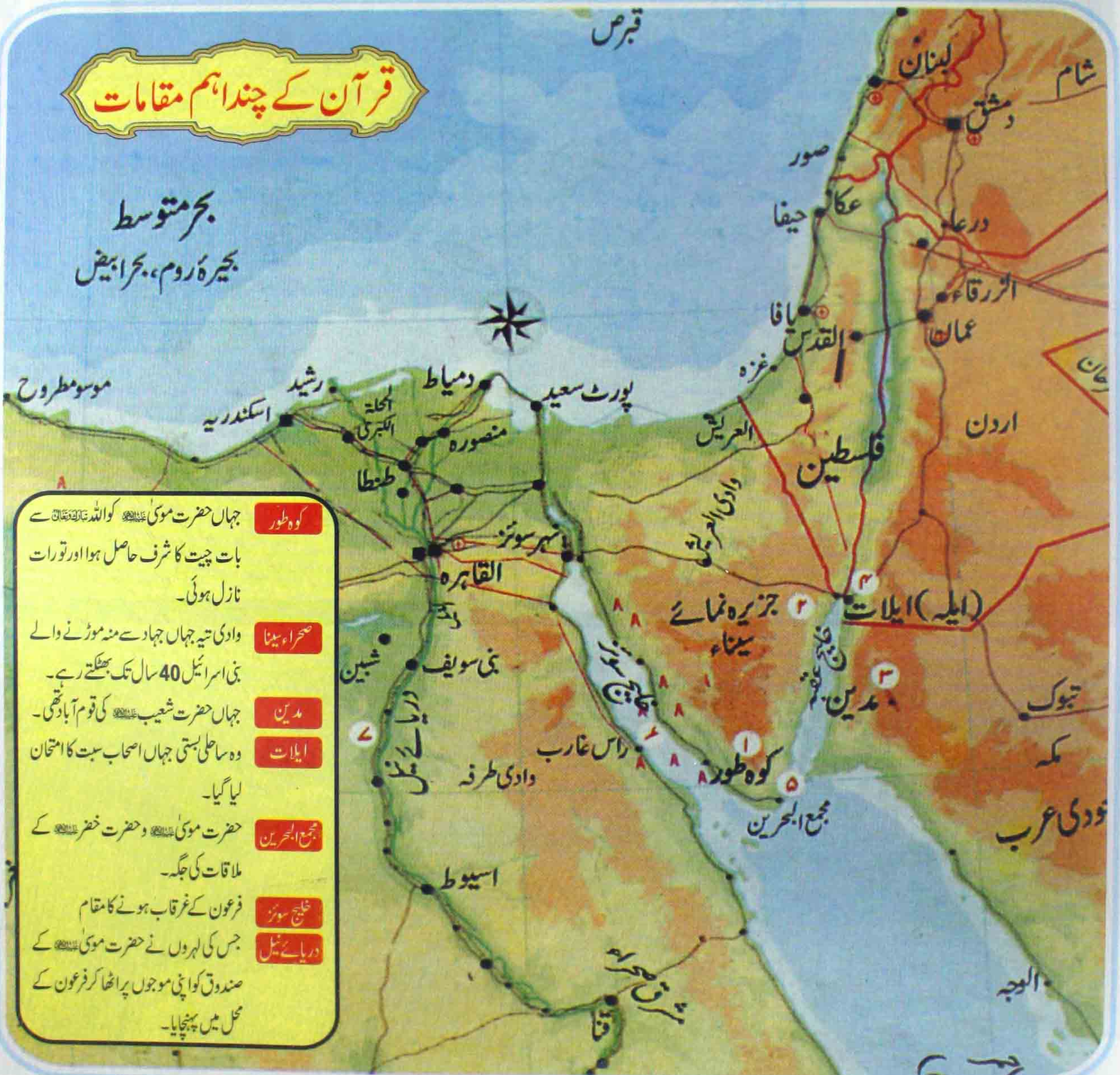
حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، آپ کا نسب یوں ہے:

موسیٰ بن عمران بن قاہث بن عاز بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم۔

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی جاملتا ہے اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اسی لئے آپ کا شمار بنی اسرائیل میں ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام مبارک قرآن میں **136** مرتبہ آیا ہے، آپ علیہ السلام آج سے تقریباً **4000** سال قبل مصر کے شہر طیبہ جس کا قدیم نام تھیبس تھا، پیدا ہوئے۔ اب طیبہ کا نام الاقصر ہے، مصر کی تاریخ **5000** سال پرانی ہے، یہاں **2500** قبل مسیح میں اہرام مصر تعمیر ہوئے، معجم البلدان کے مطابق مصر کا نام مصر بن مصرایم بن حام بن نوح کے نام پر رکھا گیا تھا۔



تذکرہ فرعون

مصر میں جتنے بھی بادشاہ گزرے ہیں، ان کا لقب فرعون ہوا کرتا تھا، جس طرح روم کے باشاہوں کا قیصر، فارس کے بادشاہوں کا کسریٰ لقب مشہور تھا، اسی طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔

مصر کے تمام فرعونوں میں سب سے زیادہ ظالم حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا فرعون تھا جو کہ اس زمانے میں رعمیس دوم کے نام سے مشہور تھا، حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کے زمانوں میں پائے جانے والوں فرعونوں کے درمیان **400** سال کا فاصلہ ہے۔

تعارف فرعون مصر

مصر سے حالیہ ملنے والے کتبات سے اب یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ (جس فرعون کے زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اور جس کی آغوش میں آپؑ نے پرورش پائی (وہ رعمیس دوم) تھا، رعمیس دوم اس زمانہ میں بہت معمر اور مسن ہو چکا تھا اس لئے اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے منفتاح کو شریک حکومت کر لیا تھا اور یہی اس کے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا، منفتاح رعمیس دوم کی ڈیڑھ سو اولادوں میں سے تیرھواں لڑکا تھا، بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے وقت یہی منفتاح وہ فرعون تھا جو غرق ہوا۔

رعمیس دوم کا تعلق مصر کے انیسویں حکمران خاندان سے ہے۔ یہ شاہ سیتی (**Seti**) کا بیٹا تھا اور اس کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ رعمیس دوم نے اپنے **67** سالہ دور حکومت میں شام پر متعدد کامیاب حملے کئے اور بہت سی شاندار عمارتیں تعمیر کرائیں اور کچھ نئے شہر بھی بسائے، اس نے ایک شامی شہزادی سے شادی کی جس کا نام ارمات نیفیر اراع **(Ur-Mast Nefera Ra)** رکھا گیا، اس کی متعدد ازواج میں سے ایک اور زوجہ کا نام ہینت ماراع **(Hent Ma Ra)** تھا، جس کا مجسمہ رعمیس دوم کے مجسمہ کے ساتھ ابوکر **(Abukr)** کے مقام پر کھدائی میں برآمد ہوا ہے۔

رعمیس دوم کی حنوط شدہ لاش انیسویں صدی کے اواخر میں باب الملوک کی وادی کی کھدائی میں برآمد ہوئی ہے، یہ لاش ایک چوبی تابوت میں رکھی ہوئی تھی، اس پر تین کتبے کندہ تھے، پھر بھی بعض ماہرین آثار قدیمہ کو اس بارے میں کچھ شک تھا کہ یہ واقعی رعمیس دوم کی لاش ہے۔

بالآخر رفع شک کی خاطر میپیرو **(Maepero)** نے اوپر لپٹے ہوئے کپڑے کو ہٹایا اور لاش کے سینے کے کفن پر روشنائی سے لکھا ہوا ایک واضح کتبہ دیکھا جس نے ہمیشہ کے لئے ان شکوک کا خاتمہ کر دیا اور قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ یہ رعمیس دوم ہی کی لاش ہے، یکم جون **1886**ء کو خدیو توفیق کی موجودگی میں اس لاش کو کھولا گیا۔ یہ لاش اب قاہرہ کے عجائب خانے میں محفوظ ہے۔

رعمیس دوم نے تقریباً **110** سال کی عمر پائی تھی اور بیمار ہو کر فطری موت مرا یہی وجہ ہے کہ اس کا جسم نہایت لاغر اور کمزور ہے برخلاف اس کے کہ اس کے بیٹے منفتاح نے اچانک بحر قلزم میں غرق ہو کر جان دی یہی وجہ ہے کہ وہ تنومند اور صحت مند نظر آتا ہے اور اس کی لاش سے بیماری کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوتے۔ (ملاحظہ ہو ایس ڈبلیو بیرن کی تصنیف کی ''یہود سماجی اور مذہبی تاریخ جلد اول حصہ اول'')

اطلس القرآن کے مصنف نے فرعون کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

یہاں یہ بات اور جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کے قصے کے سلسلے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے ایک وہ جس کے زمانہ میں آپؑ پیدا ہوئے اور جس کے گھر میں آپؑ نے پرورش پائی، دوسرا وہ جس کے پاس آپؑ اسلام کی دعوت اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ لے کر پہنچے اور جو بالآخر غرق ہوا۔ موجودہ زمانہ کے محققین کا عام میلان اس طرف ہے کہ پہلا فرعون رعمیس دوم تھا جس کا زمانۂ حکومت **1292** سے **1235** قبل مسیح تک رہا اور دوسرا فرعون منفتہ یا منفتاح تھا جو اپنے باپ رعمیس دوم کی زندگی ہی میں شریک حکومت ہو چکا تھا اور اس کے مرنے کے بعد سلطنت کا مالک ہوا۔ یہ قیاس بظاہر اس لحاظ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلی تاریخ کے حساب سے حضرت موسیٰؑ کا سن وفات **1272** قبل مسیح ہے۔ لیکن بہر حال یہ تاریخ قیاسات ہی ہیں اور مصری اسرائیلی اور عیسوی جنتریوں کے مطابق بالکل صحیح تاریخوں کا حساب لگانا مشکل ہے۔

لہٰذا منفتاح ہی وہ فرعون ہے جس کو حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ نے دعوت دی اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا اور یہی دریا میں غرق ہوا، توریت میں ہے کہ خروج سے پہلے مصر کے بادشاہ کا انتقال ہوگیا اس سے مراد وہی رعمیس دوم ہے جو منفتاح کا باپ تھا۔ (قصص القرآن، حصہ اول)


مصر کے عجائب گھر میں موجود فرعون کی لاش

فرعون کا خواب

فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی جانب سے ایک آگ نکلی ہے جس نے مصر کا احاطہ کر لیا اور تمام قبطیوں کو جلا دیا لیکن بنی اسرائیل کو اس نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، اس خواب سے فرعون بہت پریشان ہوا اور اس نے خواب کی تعبیر بیان کرنے والے ماہرین سے پوچھا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے؟

انہوں نے بتایا کہ اس خواب سے تو یہی سمجھ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا۔

یہ سن کر فرعون نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے، اس طرح اس کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں اسرائیلیوں کے بچے ذبح کر دیئے گئے، وہ بچے جو ذبح کیے گئے ان کی تعداد بارہ ہزار یا ستر ہزار تھی، اتنی بات واضح ہے کہ ہزاروں کی تعداد تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل کی حالت

بنی اسرائیل کی حالت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے یہ تھی کہ یہ لوگ فرعونیوں کے خادم تھے، فرعونیوں نے ان کو مختلف قسم کے کاموں پر مقرر کیا ہوا تھا۔ کچھ لوگوں کو تعمیر کے کاموں پر لگایا ہوا تھا اور کچھ لوگوں سے ہل چلانے کا کام لیا جاتا اور کچھ لوگوں سے کھیتی باڑی کے مختلف کام لئے جاتے کچھ لوگ فصل کی کاشت اور کٹائی وغیرہ کے کاموں پر مقرر تھے۔

گندے کاموں پر بھی انہیں ہی لگایا جاتا، بیت الخلاء کی صفائی انہی لوگوں کے ذمے تھی، کیچڑ کی صفائی وغیرہ کے کاموں پر ان کو ہی مقرر کیا جاتا، پتھر تراشنا اور پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لانا انہی کے ذمے تھا، جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے تھے ان پر جزیہ مقرر کر دیا جاتا تھا اور جو شخص سورج کے غروب ہونے سے پہلے جزیہ نہ ادا کرتا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے باندھ دیئے جاتے اور ایک مہینہ تک اس کے ہاتھ اسی طرح بندھے رہتے۔

بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس طرح کام لئے جاتے جیسے لونڈیوں سے کام لئے جاتے ہیں یعنی گھریلو تمام کام ان کے سپرد ہوتے، سوت کاتنا اور سلائی بنائی وغیرہ کے کام ان عورتوں سے ہی لئے جاتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

قرآن میں ہے:

وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَاتَخَافِیْ وَلَاتَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا، پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ بیشک اسے ہم تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

آپ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال کر یقین کرا دیا گیا تھا کہ پیدائش کے بعد تم بچے کو دودھ پلاتی رہو جب تمہیں فرعون کے جاسوسوں سے خطرہ لاحق ہو یا بچے کے رونے وغیرہ سے پڑوسیوں سے تمہیں خطرہ ہو تو بچے کو دریا میں ڈال دو ہم اس بچے کی حفاظت کریں گے اور تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

آپ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو دریا میں پھینکنے سے پہلے کتنی مدت دودھ پلایا اس کی مدت کا ذکر قرآن پاک میں تو نہیں البتہ ایک قول ابن جریج کا یہ ہے:

انہ بعد اربعۃ اشہر صاح فالقی فی الیم والمراد بالیم ھھنا النیل

بے شک آپ علیہ السلام چار ماہ بعد روئے تو پڑوسیوں وغیرہ کے خطرہ کے پیش نظر آپ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈال دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ علیہ السلام کے پاس ایک دایہ آئی ان میں سے جو فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے نور کی کرنیں ظاہر ہو رہی تھیں جن کو دیکھتے ہی دایہ کا ہر جوڑ کانپنے لگا اس کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈال دی گئی، اس نے کہا: اے عورت (اے اس بچے کی ماں) میں تو اسے قتل کرنے کے لئے آئی تھی لیکن مجھے اس سے شدید محبت ہو چکی ہے اس لئے تو اپنے بچے کو محفوظ کر لے، وہ دایہ یہ کہہ کر چلی گئی۔

اتنے میں فرعون کے جاسوس آپ علیہ السلام کے دروازے پر پہنچ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے جاسوسوں کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: اے ماں فرعونی آرہے ہیں؟

آپ علیہ السلام کی ماں کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے ہوش وحواس جاتے رہے بچے کو ڈر کے مارے کپڑے میں لپیٹ کر جلتے تنور میں ڈال دیا جب فرعونی آپ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو جلتے تنور کی طرف تو وہ نہ گئے اور گھر تمام چھان مارا کوئی بچہ نظر نہ آیا۔

جب فرعونی آپ علیہ السلام کے گھر سے نکل گئے تو آپ علیہ السلام کی والدہ کو ہوش آیا اور اپنی بیٹی سے پوچھا بچہ کہاں گیا؟ یعنی آپ علیہ السلام کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بچے کو کہاں ڈالا تھا۔ بیٹی نے جواب دیا مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔

اتنے میں تنور سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی تو آپ علیہ السلام کی والدہ نے دیکھا کہ بچے پر آگ ٹھنڈی سلامت ہو چکی ہے انہوں نے بچے کو تنور سے نکال لیا، والدہ کو جب یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ فرعون بچے کی تلاش میں پوری جدوجہد کر رہا ہے تو انہوں نے بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دل میں پختہ بات ڈال دی تھی کہ اس طرح بچہ محفوظ رہے گا اور ایک دن انہیں واپس مل جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جھونپڑے سے فرعون کے محل کی طرف

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ایک بڑھئی کے پاس گئیں تا کہ اس سے ایک صندوق حاصل کریں اس نے پوچھا تم نے لکڑی کے صندوق کا کیا کرنا ہے؟
تو آپ نے سچ سچ بتا دیا کہ اپنے بیٹے کو اس میں ڈال کر دریا میں ڈالنا ہے ہوسکتا ہے وہ فرعونیوں سے بچ جائے۔ صندوق اس نے آپ کو فروخت کر دیا لیکن بڑھئی کے دل میں بدنیتی پیدا ہو گئی وہ فرعونی لوگوں کے پاس گیا جو بچوں کو ذبح کرنے پر مقرر تھے کہ انہیں بتا سکے جب وہ ان کے پاس آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی زبان کو بند کر دیا وہ ہاتھ سے اشارے کر رہا تھا ان لوگوں نے اسے (پاگل سمجھ کر) مارا اور بھگا دیا جب وہ واپس اپنے گھر پہنچا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی زبان کو اس پر پھر لوٹا دیا، پھر وہ دوسری مرتبہ ان لوگوں کی طرف گیا تا کہ انہیں بتا سکے پھر اس کی زبان بند ہوگئی پھر ہاتھوں سے اشارے کرنے کی وجہ سے انہوں نے اسے مارا، گھر لوٹا پھر اس کی زبان ٹھیک ہوگئی پھر تیسری مرتبہ انہیں بتانے کے لئے گیا تو اس کی زبان بھی بند ہوگئی اور اندھا ہو گیا پھر اس کی پٹائی ہوئی اور اسے واپس بھگا دیا گیا اب وہ سچے دل سے توبہ کرنے لگا:
اے اللہ تبارک وتعالیٰ اگر تو مجھے میری نظر اور زبان دے دے تو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول فرمالیا اور اسے زبان اور نظر دے دی۔



دریائے نیل، جس میں بہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل پہنچے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش الاقصر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں مفسرین کے دو قول ملتے ہیں:
(۱)......حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے شہر ممفس میں پیدا ہوئے۔
(۲)......دوسرے قول کے مطابق آپ علیہ السلام مصر کے شہر الاقصر میں پیدا ہوئے۔ زیر نظر تصویر الاقصر کی ہے



مصر کے دارالحکومت

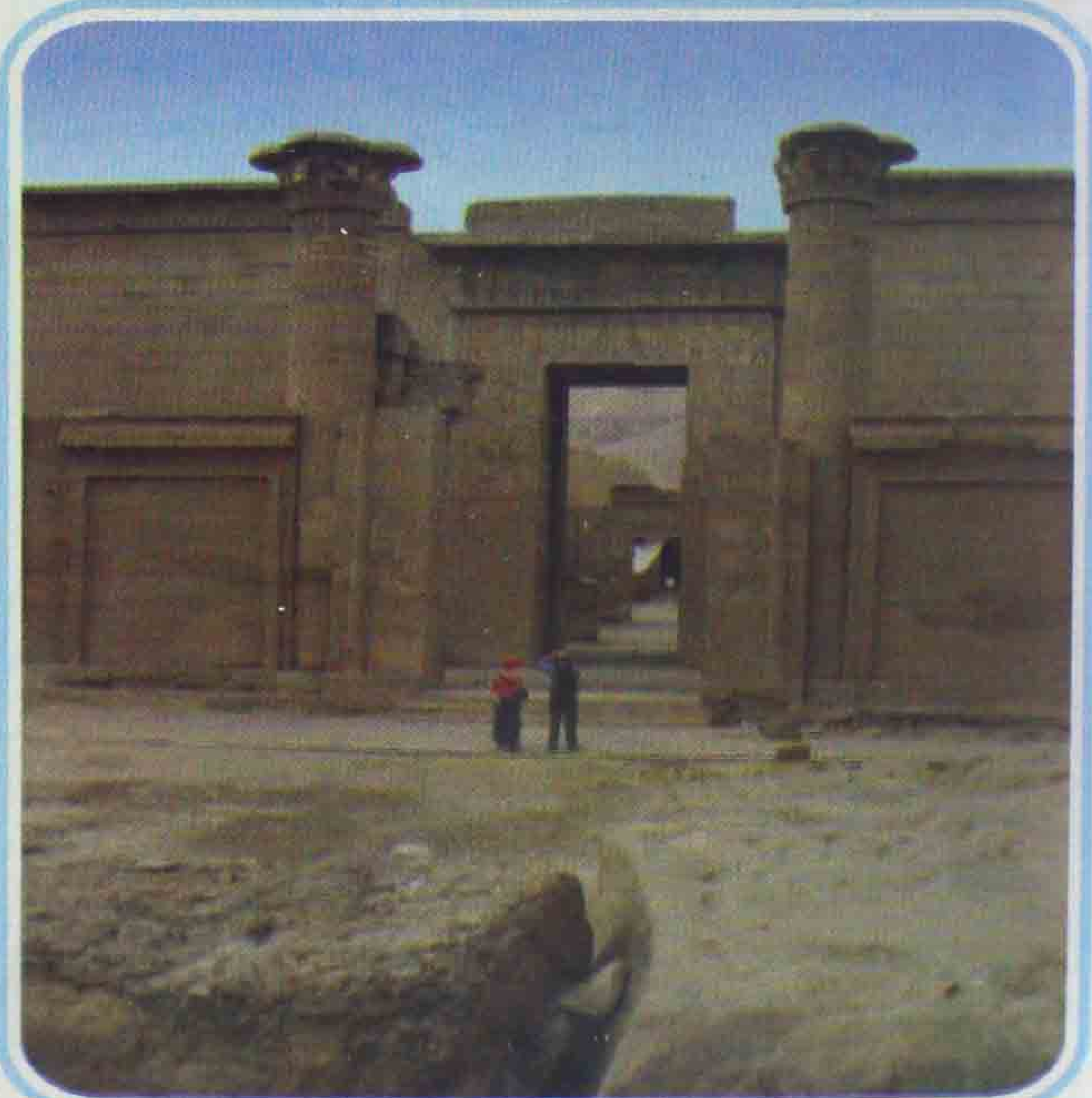
آج سے ہزاروں سال قبل مصر کے دارالحکومت ممفس یا الاقصر میں فرعون کا محل دریائے نیل کے کنارے تھا۔ فرعون کے اسی محل کی دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا جھونپڑا تھا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈالا تو دریا کا پانی حکم الٰہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے محل کی طرف لے گیا۔

الاقصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا

الاقصر: مصر کا قدیم شہر ہے جو کہ قدیم زمانہ میں طیبہ اور تھیبس کے نام سے مشہور تھا، یہ دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔
الاقصر وہ شہر ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گھر تھا اور اسی مقام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل کے حوالے کر دیا تھا اور پھر وہ صندوق دریائے نیل میں بہتا ہوا الاقصر میں موجود فرعون کے شاہی محل میں جا پہنچا۔



ممفس شہر کی اب صرف چند ایک نشانیاں رہ گئی ہیں باقی سب کچھ زمانے نے مٹا دیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ بھی فنا ہو گیا، باقی بچ جانے والی چیزوں میں سے رعمیس ثانی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی کے دو بڑے مجسمے شامل ہیں، یہ مجسمے فراعنہ دور میں شہر میں نصب تھے ایک مجسمہ سنگ مرمر کا ہے، ان میں سے ایک چالیس فٹ بلند مجسمہ اب قاہرہ کے مرکزی ریلوے اسٹیشن کے باہر نصب ہے۔

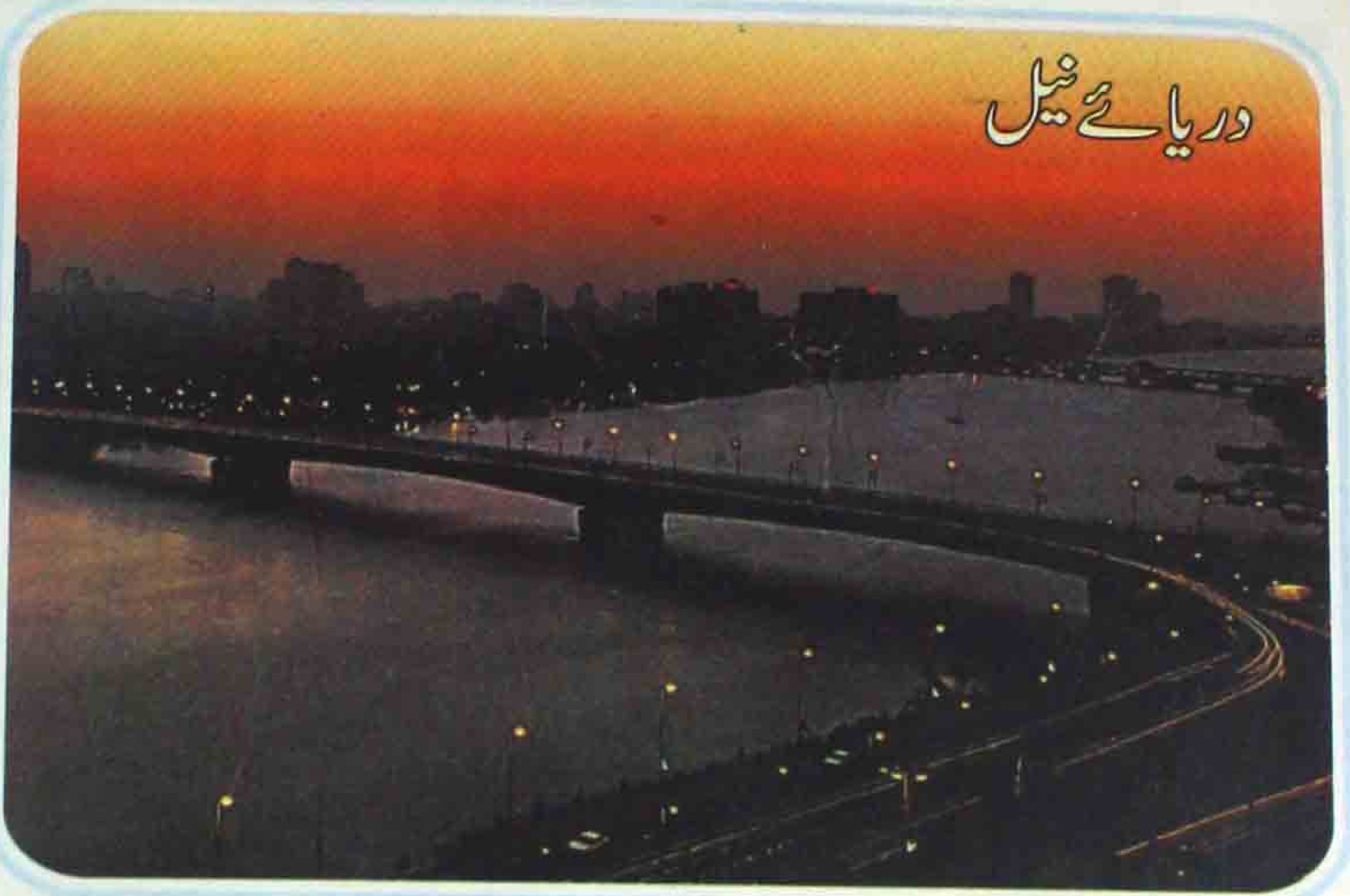




الاقصر کی شاہی عمارتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل میں بہتے ہوئے فرعون کے محل کی طرف جا پہنچے

فرعون کے خوف سے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا، یہ صندوق فرعون کے محلات کے نیچے بہتا ہوا گذرا اس کی بیوی جناب آسیہ کی نظر صندوق پر پڑی صندوق سے باہر نکال کر آغوش محبت میں لے کر پرورش کرنے لگیں۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے محل میں ہوئی۔



دریائے نیل



مصر کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو دریائے نیل ملک کے بیچوں بیچ ایک لکیر کھینچتا ہوا یوں گزرتا نظر آتا ہے جس طرح انسانی جسم میں شہ رگ، حقیقت بھی یہی ہے مصر کی زندگی اسی دریا کی بدولت ہے ورنہ یہ کب کا صحرا میں بدل گیا ہوتا، دریائے نیل افریقہ کے ملک رونڈا سے نکل کر وکٹوریہ جھیل میں آملتا ہے جس کے بعد دوبارہ اپنا سفر شروع کرتے ہوئے افریقی ممالک سے گزرتے ہوئے سوڈان کے بیچوں بیچ سفر کرتا ہوا ایتھوپیا میں داخل ہوتا ہے، دوسری طرف ایتھوپیا کے پہاڑوں پر مئی سے ستمبر کے دوران مون سون بارشوں کا شفاف پانی جو نیلے دریا کی شکل میں سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے مقام پر رونڈا سے آنے والے سفید دریا میں مل جاتا ہے یوں دونوں دریا مل کر ایک بڑے دریا کی صورت میں مصر پہنچتے ہیں، مصر میں دریائے نیل جھیل میں شامل ہو کر تھوڑے آرام کے بعد اپنا سفر دوبارہ شروع کرتا ہے یوں چلتے چلتے الاقصر کے پاس سے گزر کر مصر کے درمیان سے ایک آبی لکیر کھینچتے ہوئے قاہرہ پہنچتا ہے جہاں اپنے حسن کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے مصر کے علاقے ڈیلٹا سے ہوتا ہوا 4331 میل کا فاصلہ طے کر کے بحراوقیانوس میں گرتا ہے۔ لمبائی کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے لمبا دریا ہے۔

فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریا کے حوالے کر دیا، فرعون کی صرف ایک بیٹی تھی اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی وہ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ محبت کیا کرتا تھا وہ بھی ہر روز اپنے باپ کے پاس تین حاجات پیش کرتی تھی، وہ بہت زیادہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی۔

فرعون نے اس کے بارے میں طبیبوں اور جادوگروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ یہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوسکتی جب تک دریا میں سے ایک انسان کے مشابہ کوئی چیز نہ پائی جائے اور اس کا لعاب لے کر اس کے برص والے مقامات پر ملا جائے پھر یہ ٹھیک ہوجائے گی اور یہ بھی اس وقت ہوگا جب فلاں دن اور فلاں مہینہ ہو اور سورج خوب روشن ہو۔

جب وہی دن آ گیا تو فرعون نے دریا کے کنارے پر محفل سجائی اس کے ساتھ اس کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم بھی تھیں، فرعون کی بیٹی بھی اپنی لونڈیوں کے ساتھ دریا کے کنارے پر جا کر بیٹھ گئی، دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محلات کی طرف آئی ہوئی تھی اس میں فرعون کی بیٹی اور اس کی لونڈیاں نہانے لگیں۔

انہوں نے دیکھا ایک تابوت دریا کی موجوں میں ہچکولے کھا رہا ہے جو ایک درخت کے ساتھ آ کر رکا ہے فرعون نے حکم دیا کہ جلدی سے وہ تابوت میرے پاس لایا جائے کشتی والے لوگوں نے جلدی سے وہ تابوت فرعون کے پاس پیش کر دیا۔

انہوں نے کوشش کی کہ اس کو کھولیں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے پھر توڑنا چاہا لیکن توڑنے میں بھی کامیاب نہ ہوئے، فرعون کی زوجہ آسیہ کو اس تابوت کے اندر ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا جو دوسروں کو دکھائی نہ دیا، جب آسیہ نے تابوت کو کھولنا چاہا تو کھل گیا جس میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس کی آنکھوں کے درمیان ایک نور چمک رہا تھا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اس بچے کی محبت ڈال دی، فرعون کی بیٹی نے اس بچے کا لعاب لے کر جب اپنے برص والے مقامات پر لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی اس نے بچے کو سینے سے لگایا۔

فرعون کو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی بچہ نہ ہو جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں، تمہارے ڈر کی وجہ سے اسے دریا میں پھینک دیا گیا ہوگا۔

فرعون نے یہ سن کر بچے کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن فرعون کی زوجہ آسیہ نے بچے کی بخشش طلب کی اور اسے اپنا بیٹا بنا لیا اس طرح یہ پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لعاب کی خیر و برکت کا مظاہرہ بھی کرالیا گیا۔

آپ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچا کر رب تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھا دی کہ جس بچے کو ختم کرنے کی غرض سے تم نے ہزاروں بچے ذبح کرا دیئے اسے میں نے تمہارے پاس پہنچا دیا ہے لیکن تم اسے نہ ذبح کر سکے اور نہ ہی کر سکو گے۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے فرعون کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں ڈال دیا تھا۔ پھر یہ صندوق دریائے نیل کی لہروں پر بہتا ہوا فرعون کے محل جا پہنچا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مُکّا

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تیس برس کے ہو گئے تو ایک دن فرعون کے محل سے نکل کر شہر میں داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام نے دو آدمی آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھے، ایک تو فرعون کا باورچی تھا اور دوسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا فرعون کا باورچی لکڑیوں کا گٹھا اس دوسرے آدمی پر لاد کر اسے حکم دے رہا تھا کہ وہ فرعون کے باورچی خانہ تک وہ لکڑیاں لے چلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات دیکھی تو فرعون کے باورچی سے فرمایا اس غریب آدمی پر ظلم نہ کر لیکن وہ باز نہ آیا اور بد زبانی پر اتر آیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ایک مُکّا مارا تو اس ایک ہی مُکّے سے اس فرعونی کا دم نکل گیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کی طرف ہجرت

جب فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے کارنامہ کی خبر ملی تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ (قرآن کریم، پ ۲۰، ع ۵۔ روح البیان صفحہ ۹۲۵، جلد ۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلے فرعونیوں میں سے ایک مرد نیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیر خواہ بھی تھا، وہ دوڑا ہوا آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی اور کہا کہ آپ (علیہ السلام) یہاں سے کہیں اور تشریف لے جائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی حالت میں نکل پڑے اور مدین کی طرف رخ کیا، مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام تشریف رکھتے تھے، یہ شہر فرعون کی حدود سلطنت سے باہر تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا، نہ کوئی سواری ساتھ تھی نہ کوئی ہمراہی۔ چنانچہ اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اسی شہر میں رہتے تھے۔ آپ علیہ السلام کی دو لڑکیاں تھیں اور بکریاں آپ علیہ السلام کا ذریعہ معاش تھا۔

مدین کا فضائی منظر

مقام قوم لوط

وادیٔ تیہ

وہ جگہ جہاں فرعون غرق ہوا

مصر: جہاں فرعون کی حکومت تھی

کوہ طور

مدین

جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر 10 سال گزارے اور بکریاں چرائیں

دریائے نیل

مدین وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں 10 سال گزارے

مدین کا محل وقوع

مدین جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 10 سال گزارے، یہ جگہ اس وقت سعودی عرب کے شہر تبوک کے مغرب میں واقع ہے۔ جس جگہ بنی مدیان (قوم شعیب) آباد تھے۔ وہ جگہ آج کل البدع کے نام سے مشہور ہے۔

تفہیم القرآن کے مصنف سفر نامہ مدین کی کارگزاری میں لکھتے ہیں:

1959ء میں تبوک سے عقبہ جاتے ہوئے مجھے مقامی باشندوں نے بتایا کہ ہم باپ دادا سے یہی سنتے آئے ہیں کہ مدین اسی جگہ واقع تھا، اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر وہ جگہ ہے جسے مغایر شعیب علیہ السلام یا مغارات شعیب علیہ السلام کہا جاتا ہے، اس جگہ ثمودی طرز کی کچھ عمارات موجود ہیں۔ اس سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ کھنڈر ہیں جن میں دو اندھے کنویں ہم نے دیکھے۔ مقامی باشندوں کی روایات یہی ہیں کہ ان میں سے ایک کنواں وہ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلایا تھا یہی بات ابوالفداء نے تقویم البلدان اور یاقوت نے معجم البلدان میں لکھی ہے۔

(تفہیم القرآن، جلد سوم)

قرآن پاک میں مدین کا ذکر دو سبب سے آتا ہے۔ اول حضرت شعیب علیہ السلام اور دوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق کی حسب ذیل آیتیں ہیں:

فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْٓ اَھْلِ مَدْیَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ﴿۴۰﴾ (طٰہٰ)

اہل مدین میں چندسال رہا پھر اے موسیٰ (علیہ السلام) تو ایک اندازہ پر آیا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾
وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۙ (القصص)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام (مصر سے) مدین کی طرف چلے، انہوں نے کہا: شاید میرا پروردگار مجھے راہ راست دکھائے اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو وہاں پر لوگوں کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین کی طرف سفر اور پھر مصر کی طرف واپسی بذریعہ نقشہ

البحر الكبير (المتوسط)

جبل موسیٰ: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی اور آپ علیہ السلام کو نبوت کا تحفہ دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین کی طرف سفر

ممفس: جہاں فرعون کی حکومت تھی

برکۃ قارون: قارون سے منسوب کنوئیں کا مقام

دریائے نیل

مصر جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

مدین جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 10 سال گزارے اور آپ علیہ السلام کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے ہوا۔

مصر

مدين

جبل موسى

مقياس الرسم

مدین کی 4 اہم تصاویر



مدین کا فضائی منظر: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے قبطی کو مارنے کے بعد پہنچے تھے



مدین کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے



مدین کی وہ سرسبز جگہ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا



مدین کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے

''مدین'' سے مراد وہ شہر ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام تشریف فرما تھے، اس شہر کو مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب کیا گیا تھا، مصر اور مدین میں آٹھ دنوں کی مسافت تھی اس شہر پر فرعون کی حکمرانی نہیں تھی اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس شہر کی جانب جانے کی ہدایت دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ تو یہ شہر اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی اس کا راستہ جانتے تھے، کوئی سواری بھی پاس نہیں تھی، راستے کا کوئی خرچ اپنے پاس نہیں تھا، صرف درختوں کے پتوں پر گزارا کر کے آپ علیہ السلام نے راستے کی مسافت کو طے کیا۔

راستہ دکھانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی معاونت کے لئے جبرائیل امین علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ فرعونی لوگ آپ علیہ السلام کو تلاش کرتے رہے لیکن آپ علیہ السلام کو تلاش نہ کر سکے کیونکہ مدین کو جانے والے تین راستے تھے آپ علیہ السلام نے درمیانی راہ کو اختیار کیا اور وہ دوسرے راستوں پر آپ علیہ السلام کو تلاش کرتے رہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ علیہ السلام کی حفاظت کر رہا تھا تو وہ آپ علیہ السلام کو تلاش کر بھی کیسے سکتے تھے؟

اہل تفسیر نے لکھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے تو کھانے کے لئے آپ علیہ السلام کو صرف درختوں کے پتے اور سبزیاں ہی ملیں۔ انہیں کو کھاتے کھاتے آپ کو اجابت بھی سبز ہونے لگی اور مدین پہنچے تو آپ علیہ السلام کے ناخن گر چکے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ پہلی آزمائش تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مدین کا کنواں

مدین میں ایک کنواں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے اسی کنوئیں پر پہنچے اور آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کنویں سے پانی کھینچتے ہیں اور اپنے جانوروں کو پلا لیتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دونوں لڑکیاں بھی اپنی بکریوں کو الگ روک کر وہیں کھڑی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لڑکیوں سے پوچھا کہ تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم سے ڈول کھینچا نہیں جاتا یہ لوگ چلے جائیں گے تو جو پانی حوض میں بچ رہے گا وہ ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آ گیا اور پاس ہی جو ایک دوسرا کنواں تھا، جس پر ایک بہت بڑا پتھر ڈھکا ہوا تھا اور جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے آپ علیہ السلام نے تنہا اس کو ہٹا دیا اور اس میں سے ڈول کھینچ کر ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔

گھر جا کر ان دونوں لڑکیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا: ابا جان! ایک بڑا نیک اور قوی نووارد مسافر آیا ہے، جس نے آج ہم پر رحم کھا کے ہماری بکریوں کو سیراب کر دیا ہے۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات

حضرت شعیب علیہ السلام نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس مرد صالح کو میرے پاس بلا لاؤ، چنانچہ بڑی صاحبزادی چہرے کو آستین سے ڈھکے ہوئے اور جسم کو چھپائے ہوئے بڑی شرم وحیا سے چلتی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا کہ میرے باپ آپ (علیہ السلام) کو بلاتے ہیں تا کہ آپ (علیہ السلام) کو اجرت دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان سے ملاقات کرنے کے لئے چل پڑے اور ان صاحبزادی سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر راستہ بتاتی جائیں (یہ آپ علیہ السلام نے پردے کے اہتمام سے فرمایا اور اسی طرح تشریف لائے) جب حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرعون کا حال اور اپنی ولادت سے لے کر فرعون کے باورچی تک کا سب قصہ سنایا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب کوئی فکر نہ کرو ظالموں سے بچ کر یہاں چلے آئے ہو اب یہیں میرے پاس رہو۔

سبق:......ظالم اور مغرور حاکم اللہ تبارک وتعالیٰ والوں کے درپے آزار ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ والے مصائب وآلام کو برداشت فرما لیتے ہیں مگر اشاعت حق سے نہیں رکتے۔



مدین میں موجود وہ کنواں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلاتے تھے



یہ مدین کے اس کنویں کا مقام ہے، جس کا قرآن میں ذکر ہے

مدین: یہ بستی حقیقت میں حجاز کی حدود کے اندر ہے کیونکہ جزیرہ نمائے عرب میں خط بحر کے اندر کا سارا علاقہ داخل ہے اور مدین ساحل پر واقع ہے، یہاں وہ چٹان نظر آتی ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا جب وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کے ریوڑ کو پانی پلانے لائے تھے۔ اس جگہ پانی افراط سے ہے۔ بستی میں اوزان، پیمانے اور لوگوں کے رسم ورواج شام والوں کی طرح ہیں۔ (مقدسی، ۱۷۹)

مشہور مؤرخ یاقوت لکھتے ہیں کہ:

مدین آل شعیب علیہ السلام کا شہر ہے، یہ تبوک سے 6 کوس بحر قلزم کے کنارے پر واقع ہے، یہ تبوک سے زیادہ بڑا قصبہ ہے۔ یہیں وہ کنواں ہے جس کے پاس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کے ریوڑ کو سیراب کرتے تھے، میں اسے دیکھ چکا ہوں اسے پاٹ کر اوپر مکان بنا لیا گیا ہے اور پانی ایک چشمے سے بہہ کر نکلتا ہے۔ مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور انہیں کے نام پر یہ بستی موسوم ہے۔

قدیم شہر مدین یا ''میدین'' کا محل وقوع مشتبہ سا نظر آتا ہے، مشہور محقق سر ایف برٹن موجودہ علاقہ مقنا کو جو خلیج عقبہ پر واقع ہے اس کا قائم مقام سمجھتے ہیں اور انہی کی رائے کے مطابق اسے نقشوں میں دکھایا ہے۔



مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں آج بھی موجود ہے۔ مقامی لوگوں میں نسل درنسل یہ بات مشہور ہے کہ یہ وہ کنواں ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام قبطی کو قتل کرنے کے بعد مصر سے مدین آئے تھے اور یہاں آپ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔



مدین میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں



وادیٔ سینا کا وہ راستہ جس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے کوہ طور کی طرف گئے تھے

جناب عاصم صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں: مغایر شعیب علیہ السلام (یا مدین) ایک سرسبز وشاداب وسیع وادی ہے اور اس کے پہاڑوں میں بھی اسی طرح کے مکانات پائے جاتے ہیں جس طرح کے مکانات مدائن صالح میں ہم نے دیکھے تھے۔ اس کے قریب دو بہت پرانے کنوئیں ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، جن کے متعلق وہاں کے عام لوگوں کا خیال ہے کہ شاید ان ہی میں سے ایک کنواں وہ ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک قبطی کو قتل کرنے کے بعد مصر سے پہنچے تھے ان کا فاصلہ مغایر شعیب علیہ السلام کے آثار سے تقریباً ایک میل اور البدع کی بستی سے ڈیڑھ اور دو میل کے درمیان ہے ان کے قریب شمال کی طرف ایک پرانے قلعے کے اور جنوب مغرب کی طرف ایک پرانے برکہ کے آثار بھی موجود ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان کی تاریخ کیا ہے؟ اس وادی میں دَوم نامی ایک درخت پایا جاتا ہے جو شاید کسی دوسری جگہ نہیں پایا جاتا۔ اس کا پتا پام سے مشابہ ہے اور اس میں ایک قسم کا پھل بھی لگتا ہے۔

وادئ سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب مقدس مقامات

وادئ سینا وہ مشہور وادی جو مقدس مقامات سے بھری ہوئی ہے۔

(۱) یہی وہ وادی ہے جس میں کوہ طور نامی پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی ہوئی تھی۔

(۲) یہی وہ وادی ہے جس میں مقدس درخت سے حق تعالیٰ شانہ کی آواز گونجی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی تھی۔

(۳) یہی وہ وادی ہے جہاں قوم موسیٰ علیہ السلام کو دشت تیہ میں 40 سال تک من وسلویٰ کھلایا گیا تھا۔

(۴) یہی وہ وادی جس میں کوہ طور نامی پہاڑ بنی اسرائیل پر بطور عذاب معلق ہو گیا تھا، جیسے وہ ان پر گرنے والا ہو۔

(۵) اس وادی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے سونے کا بچھڑا بنایا۔

(۶) یہی وہ وادی ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا تھا۔

(۷) اسی وادی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے۔

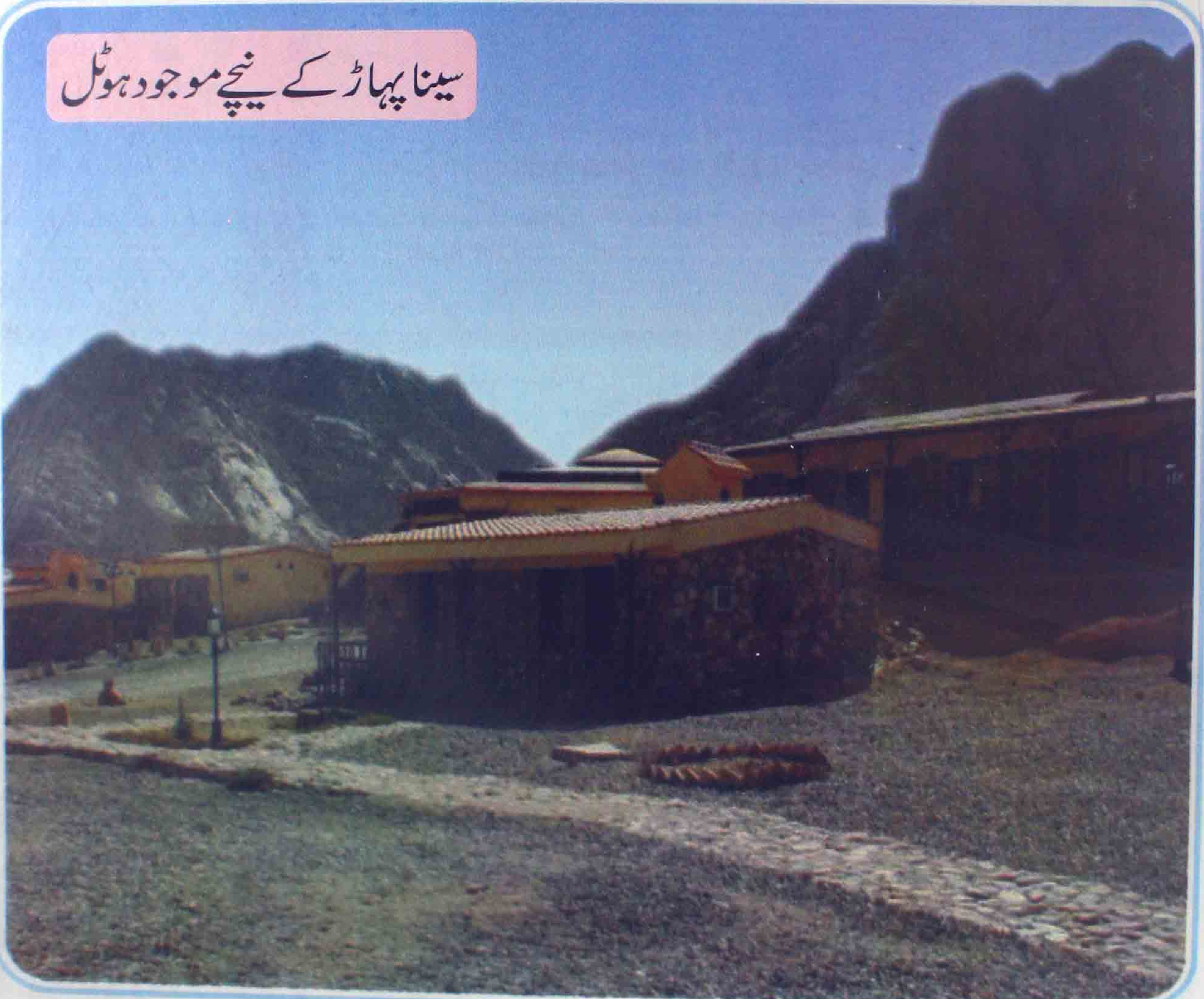
(۸) یہی وہ وادی ہے جس میں بنی اسرائیل بطور سزا چالیس سال تک تک بھٹکتے رہے۔

(۹) یہی وہ وادی ہے جس میں بنی اسرائیل کے لئے 12 چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزانہ طور پر جاری کرے تھے۔

(۱۰) اسی وادی میں ایک مقام ہے جہاں حضرت صالح علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے۔

کوہ طور کی بلندی 2285 میٹر (7396 فٹ) ہے۔ (حوالہ المنجد فی الاعلام)

فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ 1824 ق م میں پیش آیا۔



سینا پہاڑ کے نیچے موجود ہوٹل



حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل سے منسوب مقامات کا تفصیلی نقشہ



البحر الکبیر (المتوسط)

یافا — جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی تھی

اریحا
اور سالم
نہر الاردن
جبل نیبو
بحیرۂ لوط
حبرون (الخلیل) — جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اور 4 انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں
غزة
ارض کنعان
عراد
سدوم: وہ جگہ جہاں قوم لوط غرق ہوئی
بحیرة البردویل
بعل صیفون
مجدول
ارض جاسان
إيتام
رعمسيس
سكوت
العمالقة
جبل هور
قادش برنيع
بحر مرہ
جبل هارون (عليه السلام)
نقطة الانطلاق
برية صين
وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت میں بنی اسرائیل نے قیام فرمایا
عيون موسى
برية إيتام
تيه بني إسرائيل
يطبانة
مارة
برية فاران
العقبة
أيلة — وہ جگہ جہاں کے رہنے والے نافرمانی پر بندر بنادیئے گئے
مصر
ايليم
برية سيناء
دفقة
حصيروت
خليج السويس
خليج العقبة
رفيديم
الطور
جبل موسى
مدين
شمال — شرق — غرب — جنوب
مقياس الرسم

① حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی مصر سے رفیدم طرف ہجرت۔

② وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل وادیٔ تیہ میں چالیس سال تک پھرنے کے بعد اس جگہ جمع ہوئے تھے۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل صحراء میں اس علاقے میں جمع ہوئے تھے۔

④ کوہ طور کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی۔

⑤ رفیدم: وادی سینا کی وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل پیاسے تھے ان کی حالت کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مارا جس سے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔

⑥ وادیٔ فاران۔

⑦ وادیٔ تیہ: اس وادی میں بنی اسرائیل اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے 40 سال تک بھٹکتے رہے۔

⑧ عمالقہ: وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے دیو جتنے لمبے آدمیوں کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا خدا ان سے لڑیں۔

⑨ جبل نیبو، وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں۔

⑩ جبل ہارون علیہ السلام: وہ جگہ جہاں ہارون علیہ السلام مدفون ہیں۔

⑪ مدین: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں 10 سال گزارے۔

⑫ بحر مرہ: وہ جگہ جہاں فرعون غرق ہوا۔

وادیٔ سینا کی طرف

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم اپنے سفرنامے میں کوہ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

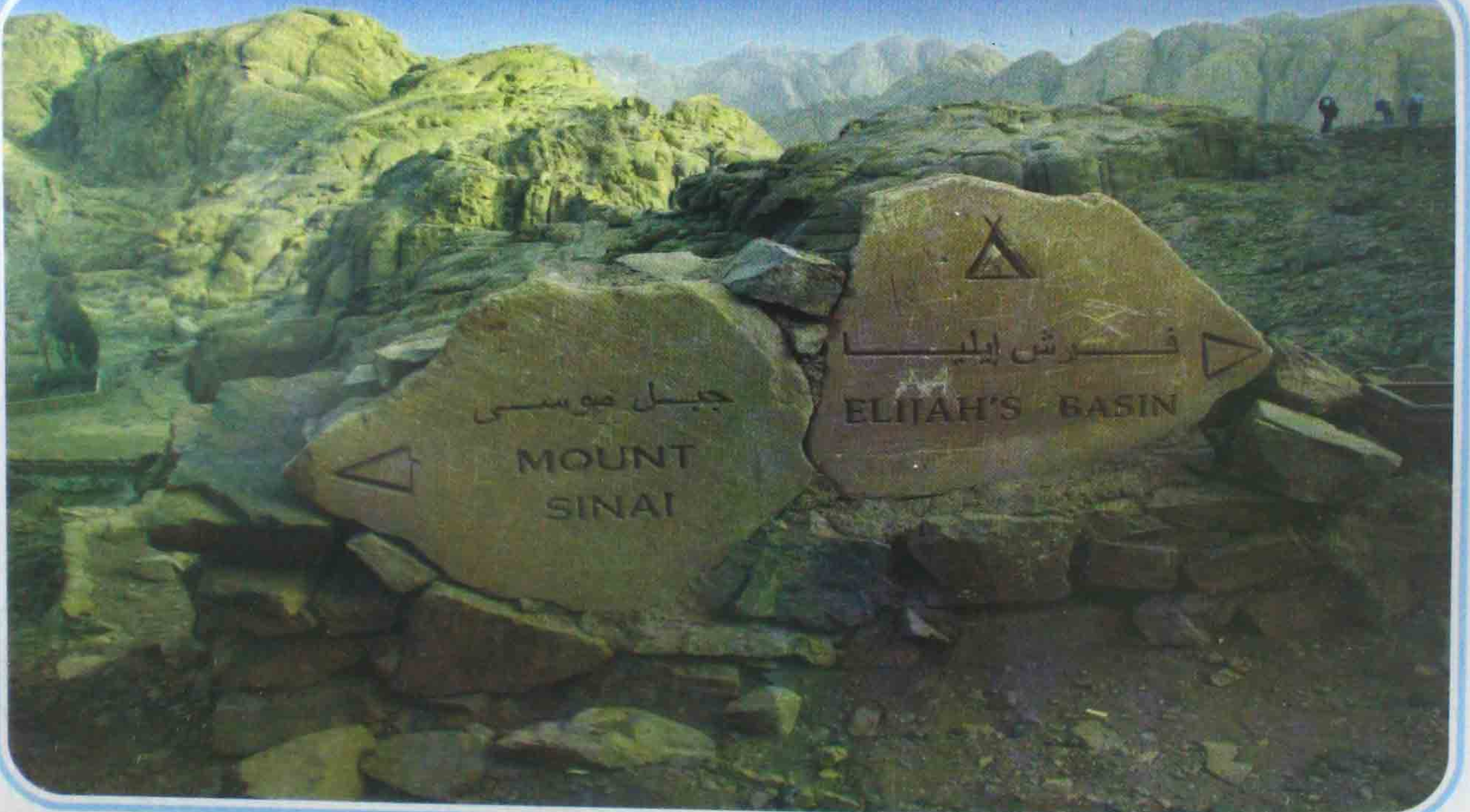
پھر ہمارا قافلہ وادیٔ سینا میں موجود وادیٔ مقدس پہنچا، یہ تقریباً آٹھ نو کلومیٹر کی پہاڑی ہے، درمیان میں ایک وادی ہے، کوہ طور کے اوپر سبزہ نہیں ہے، جیسے کشمیر اور مری کے پہاڑ سرسبز ہوتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ جبل احد جبل نور اور جبل ثور کی طرح کا ہی ایک پہاڑ ہے اور سرخ گرینائٹ کا بنا ہوا ہارڈ پتھر ہے، جو لوگ بیت اللہ گئے ہیں وہاں جو بیت الخلا کے اندر گرینائٹ استعمال ہوا ہے سرخ یہ اس طرح کا گرینائٹ ہے، اس اتنی بڑی وادی میں کہیں کہیں کوئی گھاس اُگی نظر آتی ہے۔

یہاں پر انہوں نے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے جو فائیو اسٹار ہوٹل ہے اور بہت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ یہ تو ہمیں بعد میں پتا چلا کہ ملکوں کے صدر جو یہاں پہنچتے ہیں تو وہ اسی ہوٹل میں رہتے ہیں۔ چنانچہ فرانس کا صدر یہاں رہا، اٹلی کا صدر یہاں رہا اور مصر کا صدر رمضان کے آخری دس دن اس میں گزارتا تھا، تو جہاں ملکوں کے صدر ٹھہرتے ہوں تو وہ تو پھر بہت ہی اہم جگہ ہوتی ہے۔ اس ہوٹل میں بہت سیکورٹی تھی، اب ہمارا ایک ساتھی اندر گیا اور استقبالیہ میں جا کر بات کی تو انہوں نے کہا کہ تم یہاں کہاں؟

اس نے کہا: ہم رات رہنے آئے ہیں یہاں ہماری بکنگ ہے۔

آگے سے جواب ملا آپ کی تو یہاں بکنگ نہیں ہو سکتی۔

اب اللہ کی شان دیکھئے کہ ہوا یہ کہ جس شخص نے اس میں بکنگ کروائی تھی اس کی ساری تعلیم امریکا کی تھی اور یہ اسی لب و لہجے میں بات کرتا تھا، اس نے دبئی سے فون پر بکنگ کروائی تھی اسی ہوٹل میں۔ اس وقت جو عورت استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی بکنگ لے رہی تھی وہ سمجھی کہ کوئی امریکن بول رہا ہے اس نے ان کے کریڈٹ کارڈ سے پیمنٹ (رقم) بھی لے لی بہرحال ہوٹل میں بکنگ لینے والے نے یہ تصور کیا تھا کہ کوئی امریکن آنے والا ہے اور جب ہم وہاں حاضر ہوئے تو وہ ہمیں دیکھ کر حیران ہوئے اب شکلیں دیکھیں تو کہیں جی آپ یہاں نہیں رہ سکتے اور جب وہ بکنگ دیکھتے ہیں کوڈ نمبر دیکھتے ہیں تو بکنگ موجود اسی سوچ بچار میں تقریباً 45 منٹ گزر گئے ہم نے کہا کہ ہم نے رات یہاں رہنا ہے ہم نے یہاں بکنگ کرائی ہے خیر انہوں نے ہمیں وہاں رہنے کے لیے ایک کمرہ دے دیا۔



ماؤنٹ سینا پہاڑ کی نشاندہی کرنے والا پتھر

وہ وادیٔ سینا جسے اللہ نے مقدس کہا

حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بھئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا: **انک بالواد المقدس طویٰ**

آپ ایک مقدس طویٰ وادی میں ہیں۔

یہ وہ وادی ہے اور اللہ نے ہمیں قسمت سے ایک رات یہاں دی ہے، تو بہرحال ساتھیوں نے خوب ذکر، عبادت، تہجد، مراقبہ میں وہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو ہم نے ناشتہ کیا پھر وہاں سے ہم جبل طور کی طرف روانہ ہوئے۔

جبل طور کی طرف روانگی

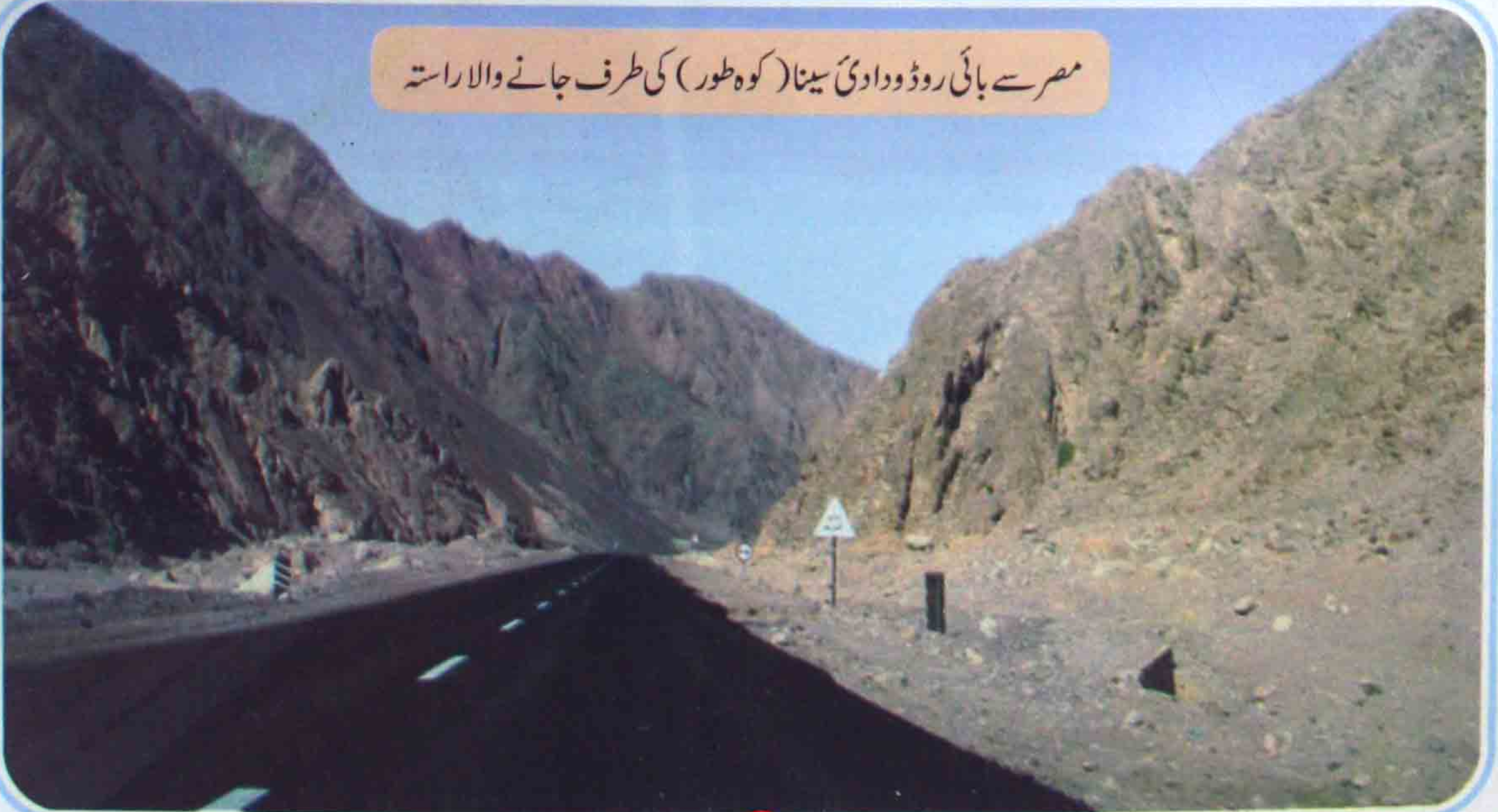
میرے دل میں قدرتی ایک بات آئی کہ بھئی ہوٹل والوں نے ہمیں رات قبول تو کرلیا اب ہم ہوٹل کے ایک شب کے رہائشی تو ہو گئے اب اس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم فیس ادا کریں گے، ہمیں ایک رہبر دے دو جو ہمیں صحیح جگہوں پر لے جائے اور ہمیں دکھائے بتائے۔

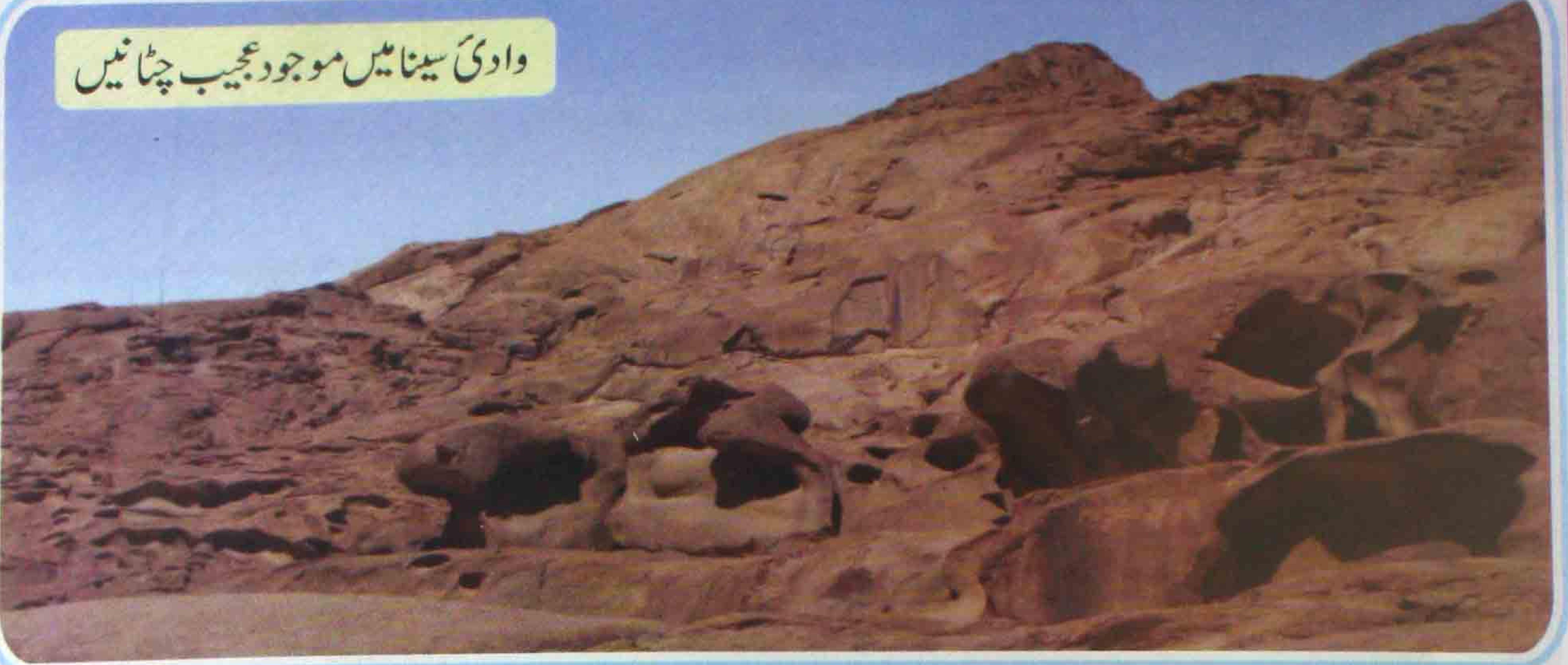
تجربے کی بات

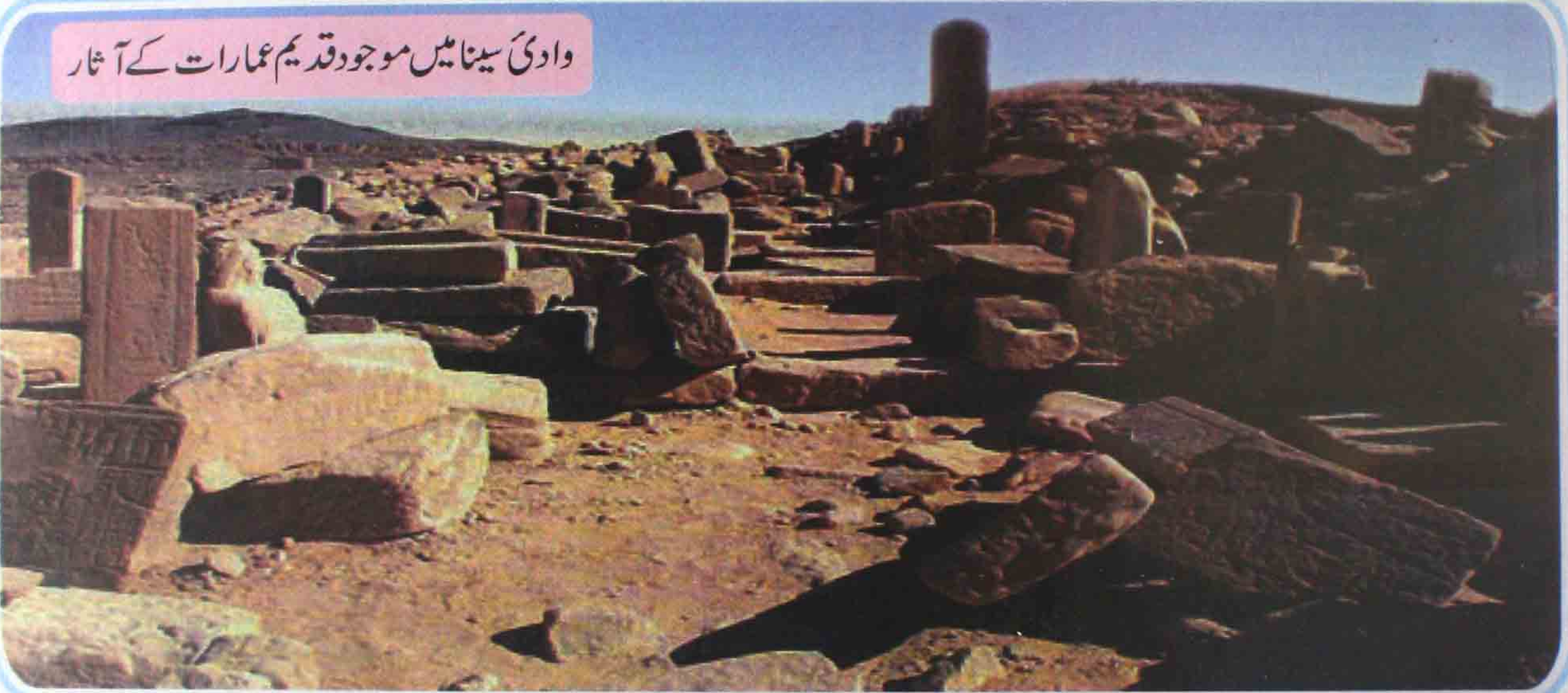
میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ ایسی جگہوں پر انسان مقلد بن کر سفر کرے جو غیر مقلد بن جاتا ہے تو وہ بہت سی باتوں سے محروم ہو جاتا ہے، تو ساتھی گئے اور انہوں نے ہوٹل والے سے کہا کہ ہمیں گائیڈ چاہیے، انہوں نے اپنی فیس لی اور گائیڈ دے دیا، اللہ کی شان کہ وہ گائیڈ ایک اچھا نوجوان تھا، اس کی داڑھی تو نہیں تھی لیکن جب آ کر بیٹھا اور ہماری مسکین شکل دیکھتا رہا تو تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ مجھے آپ کی مسکین شکل بہت اچھی لگی ہم نے کہا الحمد اللہ اس کا فائدہ تو ہمیں ہی ہے کہ آپ ہمیں اچھی طرح سیر کرائیں گے۔

رات تو اس پورے علاقے میں کوئی بندہ تھا ، لیکن جب صبح ہوگئی تو فوجی ہی فوجی کھڑے ہوئے ہیں اور زائرین کی قطار لگی ہوئی ہے۔ ہمارے اندازے کے مطابق تقریباً دو ہزار زائرین تھے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ سارے زائرین جو شرم الشیخ میں چھٹیاں گزارنے آتے تھے وہ چھٹیاں گزارنے کے بعد ادھر حج کر کے جاتے تھے۔ وہ وہاں سے چلتے تھے اور تین یا چار گھنٹے میں یہاں پہنچ جاتے تھے اور دوپہر کا کھانا وہ اس ہوٹل میں کھاتے تھے جس میں ہم نے رات گزاری تھی۔ اس ہوٹل میں رات کو اتنے افراد نہیں ہوتے یہ چلتا ہی اسی دوپہر کے کھانے کے اوپر تھا۔ اب دو ہزار بندے جس ہوٹل میں روز کھانے آئیں تو ان کے تو مزے ہی ہیں۔

اب وہاں انسان جو جمع تھے ان کے لباس بھی برائے نام تھے اور سارے کے سارے انسان ایک منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ ہم ایک گاڑی میں چلے ایک جگہ بیریئر تھا۔ اس بیریئر سے تقریباً دو کلومیٹر آگے ایک چرچ تھا جس کا نام ''سینٹ کیتھرائن'' تھا۔


مصر سے بائی روڈ وادیٔ سینا (کوہ طور) کی طرف جانے والا راستہ

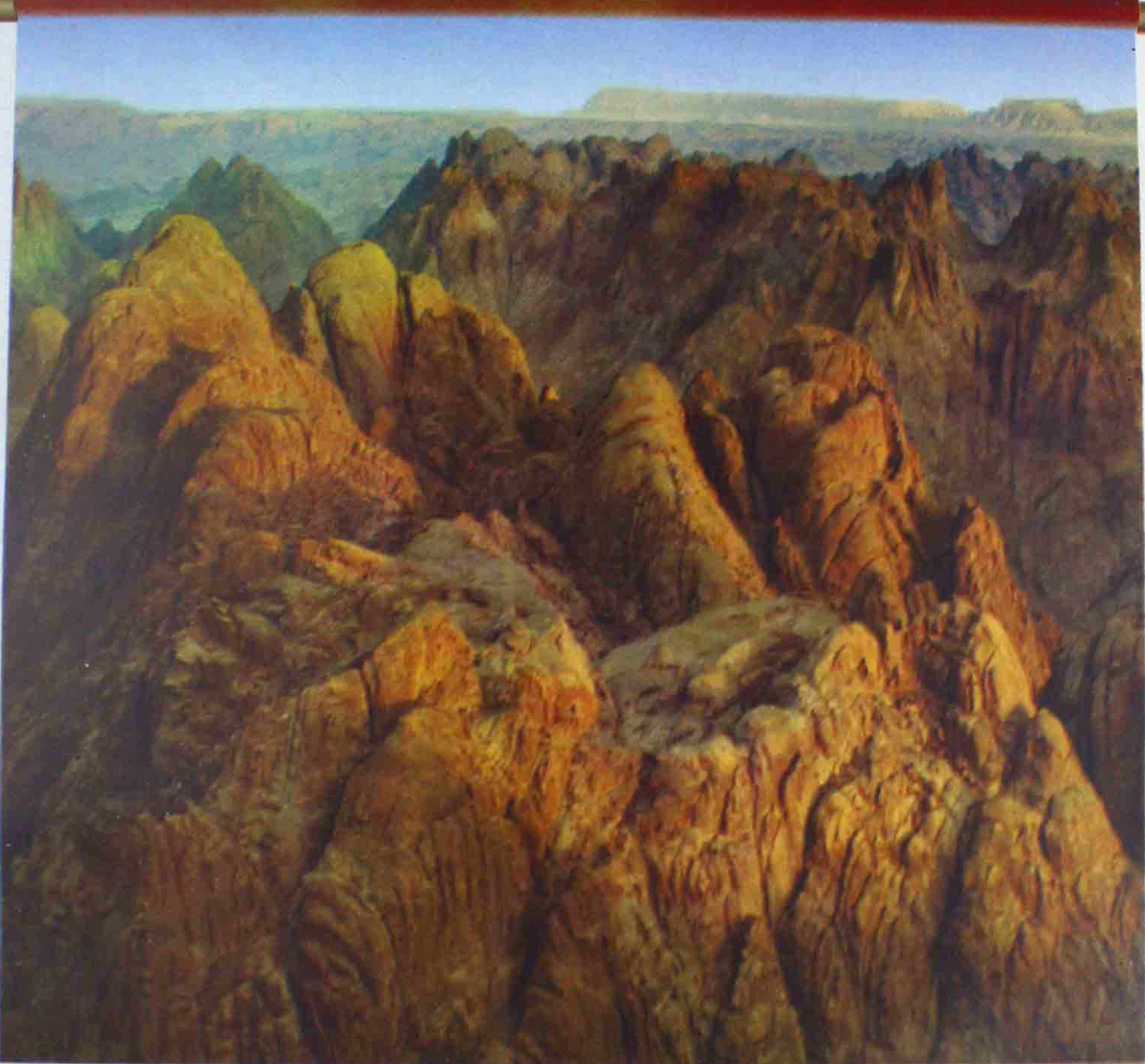

وادیٔ سینا میں موجود عجیب چٹانیں


وادیٔ سینا میں موجود قدیم عمارات کے آثار


سینا پہاڑ پر قدرتی پانی کا چشمہ


وادیٔ سینا میں موجود عمارت کا پتھروں سے بنا راستہ

کوہ طور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کی



وادئ سینا میں وہ پہاڑ جو کوہ طور یا ''جبل موسیٰ'' کہلاتا ہے، اسی پہاڑ کی چوٹی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی درخواست کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ پہاڑ پر انوار الٰہی کی تجلی ہوئی تو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو توبہ کی۔

قرآن میں 10 مرتبہ اس مبارک پہاڑ کا تذکرہ آیا ہے اور یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جسے قرآن نے البُقْعَةُ الْمُبَارَكَةُ مبارک قطعہ زمین کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ (پارہ ۲۰، القصص، رکوع ۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جب آپ علیہ السلام طور پر پہنچے تو آپ علیہ السلام کو ایک درخت سے آواز آئی جو اس مبارک قطعۂ زمین کی داہنی جانب ہے۔

مراد اس جزیرہ نمائے سینا کا کوہ طور ہے۔ جس کی ایک اونچی چوٹی پر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔

اس پہاڑ کی اونچائی 7369 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس پہاڑ پر 40 دن تک عبادت کرنا ثابت ہے اور یہی وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا۔

یہودیوں کے نزدیک کوہ طور کی اہمیت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ سفرنامہ کوہ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک بیت اللہ معظم ہے۔ جیسے ہم بیت اللہ کا حج کرتے ہیں۔ اسی طرح یہودی لوگ اس جگہ کا حج کرتے ہیں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام فرمایا کرتے تھے اور اس پر ان کو بڑا مان ہے کہ تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ اللہ نے بندے سے ہم کلامی کی، جیسے ہم معراج کو بڑے پر زور طریقے سے بیان کرتے ہیں تو یہودی لوگ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ لہذا وہ ہر سال اس جگہ کا حج کرتے ہیں اور جگہ بھی ان کی مقدس ہے لہذا وہ نہیں چاہتے کہ وہاں کوئی اور جائے۔

گفتگو کی جگہ:

کوہ طور پہاڑ کافی اونچا ہے اور اس کی چوٹیاں اوپر نیچے کو چلی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک چوٹی ہے جس کا نام ہے "حجر موسیٰ علیہ السلام" کی چٹان۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے اوپر جاتے تھے اور وہاں ان کی ہم کلامی ہوتی تھی، وہیں کھڑے ہو کر ایک بار کہا تھا:

رب ارنی انظر الیک

"اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تھا:

لن ترانی ولکن انظر الی الجبل

"تم پہاڑ کی طرف دیکھو۔"

اس پہاڑ سے مراد جس چوٹی پر وہ کھڑے تھے اس سے بھی اونچی چوٹی تھی۔ وہ پہاڑ تھا یعنی پہاڑی سلسلہ تو ایک ہی ہے لیکن اس سے وہ اونچی چوٹی مراد تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چوٹی کی طرف دیکھا:

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی اس پر پڑی تو وہ پورے کا پورا پہاڑ جو تھا کالا ہو کر ریت کے ذروں کی طرح بیٹھ گیا۔ اس ٹیلے کا سائز اتنا ہے کہ "لوساکا" جیسے پانچ شہر اس کے اندر آ جائیں۔ اتنا بڑا پہاڑ ہے لیکن اس گائیڈ نے بتایا کہ یہ چوٹی حجر موسیٰ سے بھی اونچی تھی لیکن یہ بیٹھ گئی اور کالی ہو گئی اس کا نام "جبل دکا" ہے۔ یہ جبل طور کہلاتا ہے اور خاص جس جگہ تجلی پڑی تھی اس کا نام "جبل دکا" ہے۔

طور پہاڑ کی چوٹی سے لی گئی تصویر



جزیرہ سینا کا پہاڑی سلسلہ شمال مغرب سے جنوب مشرق تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کے ایک پہاڑ کو "جبل سینا" کہتے ہیں اور جبل سینا کے جنوبی سلسلے میں جو سب سے بلند پہاڑ ہے اسے جبل موسیٰ کہا جاتا ہے۔ جبل موسیٰ ملا 7396 فٹ قدم بلند ہے۔ نیچے سے اوپر تک راستے کے نشانات ہیں اور بیشتر مقامات پر ناہموار سی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ چونکہ زیادہ تر کھڑی چڑھائی ہے۔ اس لیے اس پر چڑھنا مکہ مکرمہ کے جبل نور تو کیا جبل ثور پر چڑھنے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔

کوہ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت سے سرفراز ہوئے

یہی وہ پہاڑ ہے جس کی ''وادیٔ مقدس طویٰ'' میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی، یہی وہ پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر انہیں توریت عطا کی گئی اور یہی وہ پہاڑ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا پہاڑ کی حالت خود زبان حال سے اس کی شہادت دیتی ہے، زیادہ تر بھورے اور کالے رنگ کا یہ پہاڑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اس طرح چیتھڑے بکھیر دیے گئے ہیں کہ بے شمار مقامات پر لبوریاں لٹکی ہوئی ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مواقع پر نبوت اور توریت ملنے اور اللہ کی تجلی سے پہاڑ کے ٹکڑے ٹکرے ہونے کا ذکر موجود ہے۔ جو لوگ جبل موسیٰ پر چڑھتے ہیں وہ عموماً رات کے دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور پانچ بجے تک چوٹی پر پہنچ پاتے ہیں، کمزور آدمیوں کو چار گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں، پہاڑ پر جانے کے لیے رہبر ضرور ساتھ لینا چاہیے۔

حضرت مولانا مظہر بقا صاحب مدظلہ کوہ طور کی زیارت کرنے کے بعد وہاں کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے بھی ایک رہبر سے وعدہ لے لیا تھا کہ دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیں گے لیکن کپتان نے جو پہلے بھی اس پہاڑ پر چڑھ چکا تھا کہا کہ وہ بھی ساتھ چلے گا اس لیے میں نے گائیڈ نہ لیا اور یہ میری غلطی تھی۔

کپتان نے اس خیال سے کہ میں بوڑھا آدمی ہوں مجھے بارہ بجے ہی جگا دیا۔ اس طرح بمشکل ایک گھنٹے کی نیند میسر آئی، ہم ساڑھے بارہ بجے روانہ ہوئے لیکن کپتان خود تو ہمارے ساتھ نہ چڑھا بلکہ دو سپاہیوں کو ساتھ کر دیا جن میں سے ایک سپاہی پہلے بھی پہاڑ پر چڑھ چکا تھا۔ میں نے بیوی اور بچی کو کمرے میں چھوڑا یہ کہہ کر کہ اندر سے تالا لگا لو اور ٹارچ کی روشنی میں دونوں سپاہیوں کے ساتھ چڑھنا شروع کر دیا۔

راستہ میں دو غیر آباد چھوٹے چھوٹے کنیسہ بھی ملے اور نصف بلندی سے کچھ کم پر ایک چھوٹے سے میدان میں جہاں سرو کے نہایت خوبصورت درخت کھڑے تھے ایک بدو مع اہل وعیال کے آباد تھا۔ رات کے تین بجے ہم جس بلندی پر پہنچے وہاں سے اس راستے پر چل پڑے جہاں سے اتار شروع ہو جاتا تھا۔ میں نے کہا: اب تو ہم اتر رہے ہیں۔

ایک سپاہی بولا: بس یہی پہاڑ ہے جسے دیکھنا تھا۔

میں نے کہا: اگر چوٹی پر نہ پہنچے تو اتنی مشقت اٹھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔

بالآخر یہ طے پایا کہ وہیں آرام کریں اور روشنی ہونے پر منزل کا تعین کریں۔ ایک سپاہی نے وہ بستر ساتھ لے لیا تھا جس کے اندر گھس کر سویا جاتا ہے اور چوں کہ گرمی کا زمانہ تھا اس لیے میں اس کے فعل کو حماقت سمجھ رہا تھا لیکن اس بلندی پر سپاہی کی عقل مندی کا علم ہوا۔ اتنی سخت سردی تھی جیسے **دسمبر کی سردی**۔ سرد ہوا کے جھونکے کپکپی پیدا کر رہے تھے۔

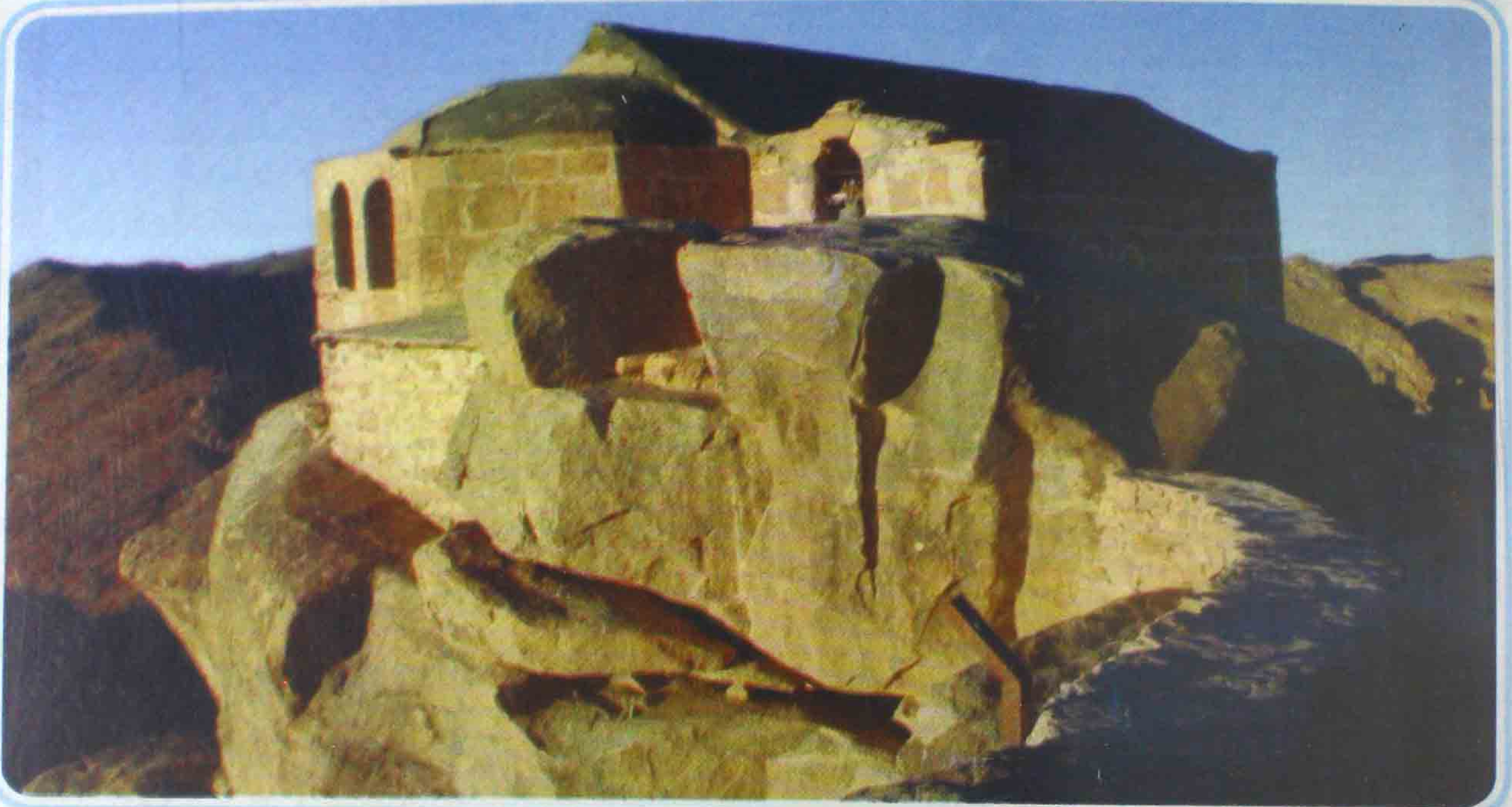
ہم تینوں نے وہی بستر بچھایا اس کو اوڑھا اور ایک دوسرے سے لپٹ کر اس طرح سو گئے کہ صرف اوپر کے بدن ڈھکے ہوئے تھے۔ اس سردی کے باوجود تکان کی وجہ سے نیند میں بے خبری رہی۔ پانچ بجے جاگے۔ میں نے تیمّم کر کے نماز پڑھی۔ ایک سپاہی نے تو وہیں ہمت ہار دی اور واپس ہو لیا۔ دوسرا میرے ساتھ چڑھا، لیکن تھوڑی دور ہی چڑھے کہ میں نے محسوس کیا کہ نیند کی وجہ سے اس کی ہمت بھی جواب دے رہی ہے، میں نے اس سے کہا: تم یہیں سو جاؤ میں تنہا چڑھتا ہوں اور واپسی پر تمہیں جگا لوں گا۔ چنانچہ تنہا روانہ ہوا راستے میں کچھ لوگ اترتے ہوئے ملے، چڑھنے والا میرے سوا کوئی نہ تھا۔

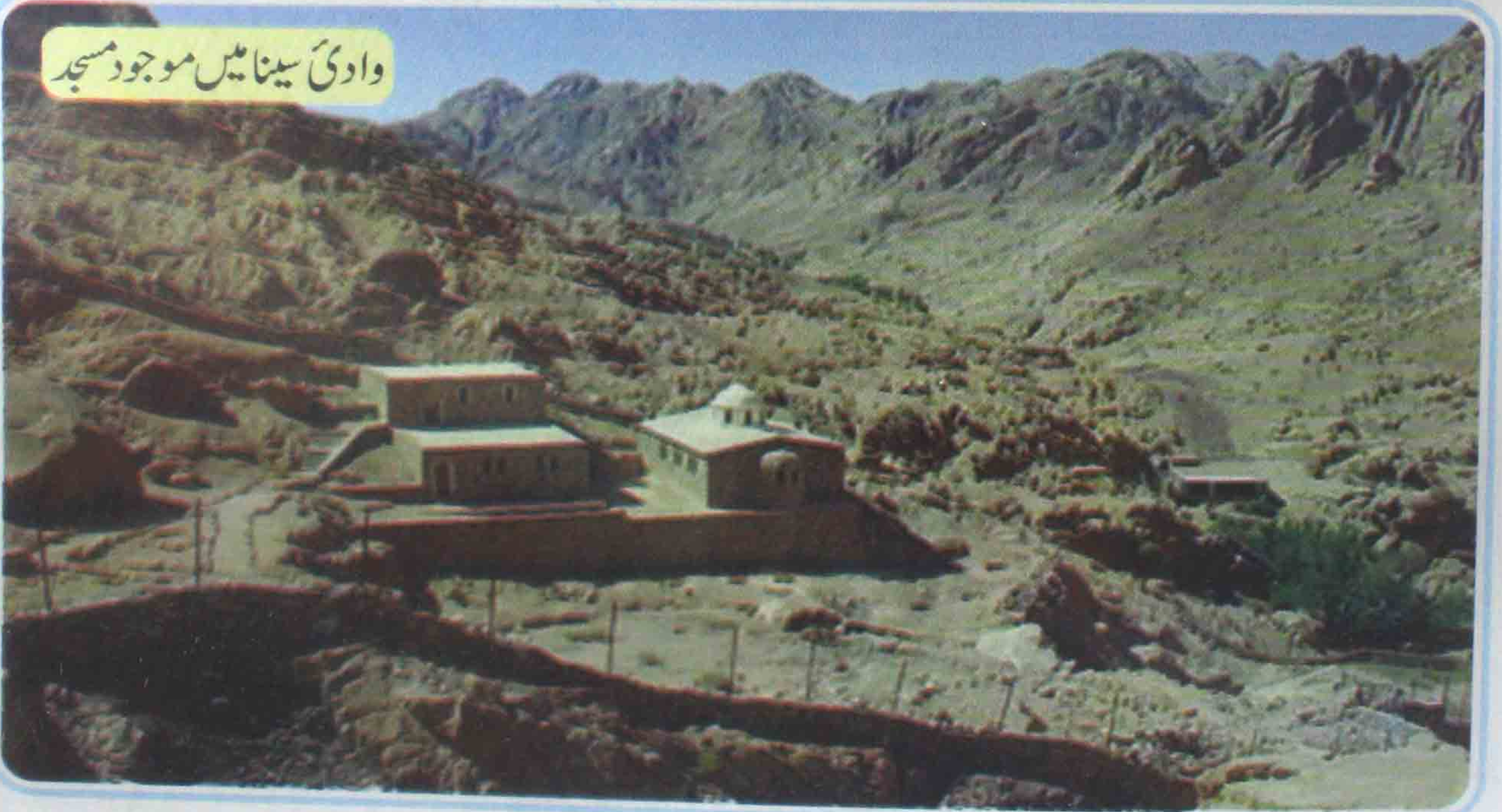
منزل عشق پہ تنہا پہنچے کوئی مسافر ساتھ نہ تھا
تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا



کوہ طور پر بنی مسجد کا خوبصورت نظارہ

مولانا مظہر بقا صاحب کوہ طور کی مسجد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:
کوہ طور پہاڑ کی چوٹی پر تنہا پہنچا تو وہاں ایک جانب چھوٹی سی مسجد تھی اور دوسری جانب ایک چھوٹا کنیسہ اور کنیسہ کے بازو میں چٹان تھی جس کے بارے میں نیچے آنے کے بعد کپتان نے بتایا کہ وہی چٹان ''صخرہ موسیٰ علیہ السلام'' کہلاتی ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے، میں نے تیمّم کر کے مسجد میں تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے اور واپس چل پڑا۔ راستہ سے سپاہی کو جگایا اور نیچے اترنا شروع کر دیا۔





وادیٔ سینا میں موجود مسجد



کوہ طور سے واپسی کا سفر



کوہ طور کی زیارت کے بعد سب لوگ کہتے تھے کہ نیچے اترنے کے لیے دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے جو وادی میں سے ہو کر آتا ہے لیکن وہ راستہ ہمیں نہ مل سکا اور جس راہ سے چڑھے تھے اسی سے واپس آنا پڑا اور جب اترنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ کھڑی چڑھائی کے مقابلے میں کھڑا اترنا بوڑھے آدمی کے بس کا نہیں۔ تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ گھٹنوں نے جواب دینا شروع کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے پچاس سیڑھیاں اس طرح طے کیں جیسے وہ اپاہج جس کا نچلا دھڑ بیکار ہو، ہاتھوں کا سہارا لے کر کولھوں کے بل گھسٹتا ہے۔ اپنی جوانی یاد آئی کہ پہاڑوں پر سے گھوڑے کی طرح دوڑتا ہوا اترتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ گویا ہر قدم پر پیر میں میخ ٹھونک دی گئی ہے اور اگلا قدم اٹھتا ہی نہ تھا۔ خدا خدا کر کے صبح آٹھ بجے واپس منزل پر پہنچے اور نمک کے گرم پانی کا رانوں سے نیچے تک کا ڈھال کیا تب کچھ چلنے کے قابل ہو سکا۔

پہلے روز جب ہم ''سانت کاترین'' کے قریب پہنچے تھے تو میں نے ایک جگہ ایک شخص کو جبل موسیٰ علیہ السلام کے خوبصورت پتھر فروخت کرتے دیکھا تھا۔ ان میں سفید مائل چند پتھر ایسے بھی تھے جن کے ہر رخ پر شجرہ کی قدرتی صورت بنی ہوئی تھی، بڑے اچھے نمونے تھے خیال آیا کہ خرید لوں پھر یہ سوچ کر نہ خریدے کہ مجھے تو پہاڑ پر چڑھنا ہے خود وہیں سے اٹھا کر لاؤں گا۔ لیکن پہاڑ پر مجھے وہ جگہ نظر نہ آئی جہاں اس طرح کے پتھر تھے۔ کوئی واقف کار ساتھ نہ تھا جو نشاندہی کرتا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سانت کاترین سے واپس آئے تو اسی دوکاندار سے چند پتھر خرید لیے اچھے نمونے فروخت ہو چکے تھے جو تھے انہیں پر قناعت کرنی پڑی، ان پتھروں کو جس طرف سے بھی توڑا جائے شجرہ کی صورت برآمد ہوتی ہے ہمیں یہی بتایا گیا تھا لیکن ہم نے ایک پتھر کو توڑا تو درمیان میں کوئی صورت نہ تھی دوسرے پتھر کو دو جگہ سے توڑا تو اس میں شجرہ کی ہلکی ہلکی صورتیں موجود تھیں۔ یہ پتھر میرے پاس محفوظ ہیں۔





حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب پہاڑ کی زیارت

جناب عاصم صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:
سینٹ کیتھرائن کے مشاہدے سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ ساڑھے نو بجے جبل موسیٰ علیہ السلام کے لیے تین اونٹوں پر روانہ ہوئے۔ تین چوتھائی چڑھائی اونٹوں پر طے کی گئی۔ اونٹوں کے لیے راستہ ایسا بنایا گیا ہے کہ اگر ذرا بھی اسے چوڑا اور درست کرنے کی طرف توجہ دی جائے تو موٹر میں اس مقام تک پہنچا جا سکتا ہے جہاں زائر اونٹ سے اترتا ہے۔

اس کے بعد پھر پیدل سیڑھیوں پر چڑھنا پڑتا ہے اور بہت سخت تھکا دینے والی چڑھائی ہے۔ سیڑھیاں بے قاعدہ بنی ہوئی ہیں بلکہ پتھر رکھ کر راستہ بنا دیا گیا ہے یہ چیز بھی تھوڑی سی توجہ سے اس حد تک درست کی جاسکتی ہے کہ پہاڑ کی چوٹی پر جانے والے کو اتنی زیادہ زحمت نہ ہو جتنی اب ہوتی ہے۔

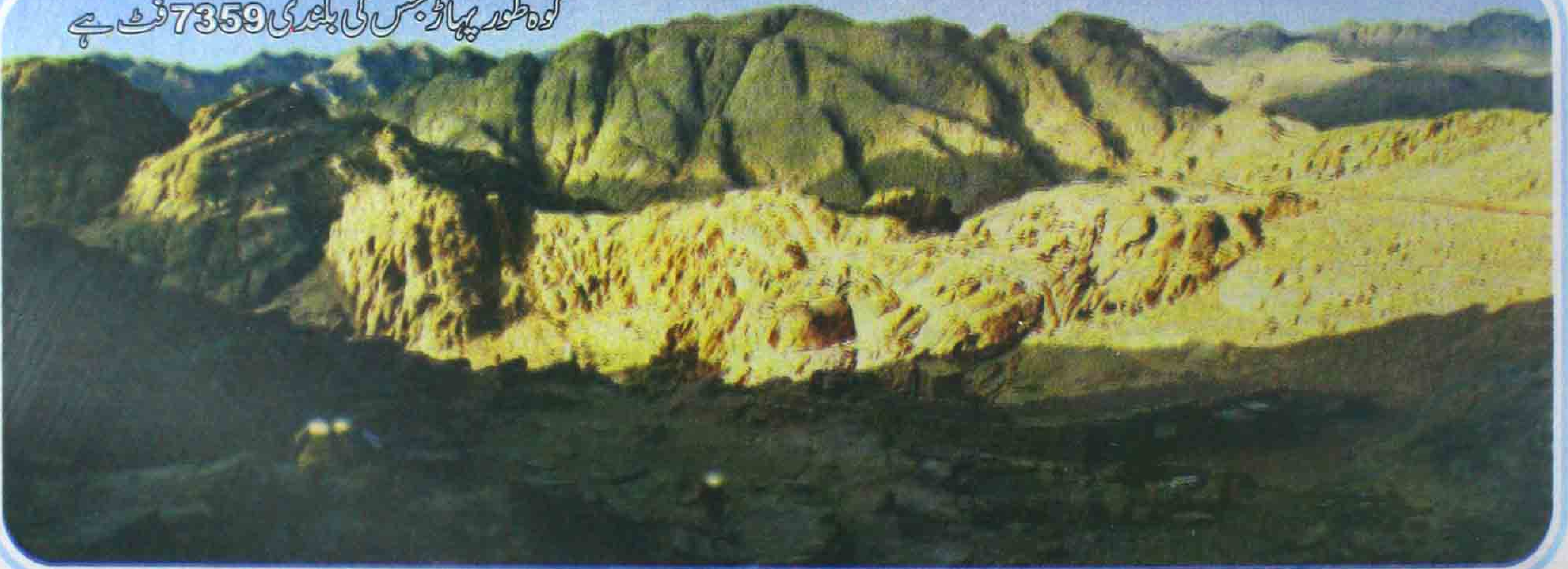
پیدل چڑھائی کے دوران میں ہمیں جگہ جگہ برف پڑی ہوئی ملی جس کا موٹائی بعض مقامات پر تین فٹ تک تھی اور کہیں کہیں پگھلتی ہوئی برف کا پانی پہاڑ میں رس رس کر آ رہا تھا اور پھر کرسٹل کی شکل اختیار کر رہا تھا۔

سخت تھکا دینے والی چڑھائی پر بار بار بیٹھ بیٹھ کر چڑھتے ہوئے ہم بارہ بجے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جہاں ایک چھوٹا سا میدان تھا جس میں کنیسہ اور ایک مسجد بنی ہوئی تھی، کنیسہ بہت صاف ستھرا بنا ہوا اور خوب سجا ہوا تھا اس کا فرش بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اور اس کے اندر ایسی صفائی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ پابندی کے ساتھ اس کی جھاڑ پونچھ کی جاتی ہے اور غالباً ہفتہ وار عبادت بھی ہوتی ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر سخت شرم محسوس ہوئی کہ اس کنیسہ سے متصل مسجد کے نام سے جو حجرہ بنا ہوا ہے وہ انتہائی خستہ حالی میں ہے کوئی فرش اس میں نہیں ہے دروازہ اس کا ٹوٹ گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ برسوں سے کسی نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی۔

جمعہ کا روز تھا ہم نے وہاں قریب کے ایک چشمہ سے پانی لے کر وضو کیا اور ظہر کی نماز ادا کی تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر ہم وہاں سے ایک بجے اترنا شروع ہوئے، اترنے کا راستہ کچھ دور تک تو وہی تھا جس سے ہم سیڑھیوں پر چڑھے تھے لیکن آگے چل کر ہم دوسرے راستے سے اترے۔

تقریباً پانچ سوفٹ نیچے اترنے کے بعد ہم اس جگہ پہنچے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام سامریہ سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے، مقام الیاس علیہ السلام تک کا اترنا کوئی زیادہ تکلیف دہ نہ تھا لیکن اس کے بعد دَیر تک اترنا بے حد تکلیف دہ تھا، اگرچہ لفظ سیڑھی کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ سیڑھیاں نہیں ہیں بلکہ تھوڑا بہت پتھروں کو مرتب کر دیا گیا ہے، سخت تھکا دینے والے اتار سے گزرتے ہوئے ہم لوگ تین بجے کے قریب دَیر پہنچے معلوم ہوا کہ ان سیڑھیوں کی تعداد 3400 ہے۔



کوہ طور پہاڑ جس کی بلندی 7359 فٹ ہے

سورہ بقرہ میں اس پہاڑ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:
وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا، اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور بلند کیا کہ مضبوطی کے ساتھ ایک کتاب کو پکڑ کے رکھو جو ہم نے تم کو دی ہے۔

دوسری مرتبہ سورۃ النساء میں بھی یہ ذکر اسی سیاق میں ہے۔

سورہ مریم، سورہ طٰہٰ اور سورۃ القصص میں مکرر کل چار جگہ ذکر اس سیاق میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اسی پہاڑ پر عطا ہوئی۔

پہلی جگہ ہے:
اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کوہ طور پر ان کے داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی گفتگو کے لئے مقرب بنایا۔

دوسری جگہ یوں ہے:
اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور ہم نے وعدہ کیا طور کی داہنی جانب سے۔

تیسری جگہ یوں ہے:
پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوئے تو انہوں نے طور کی سمت ایک آگ دیکھی۔

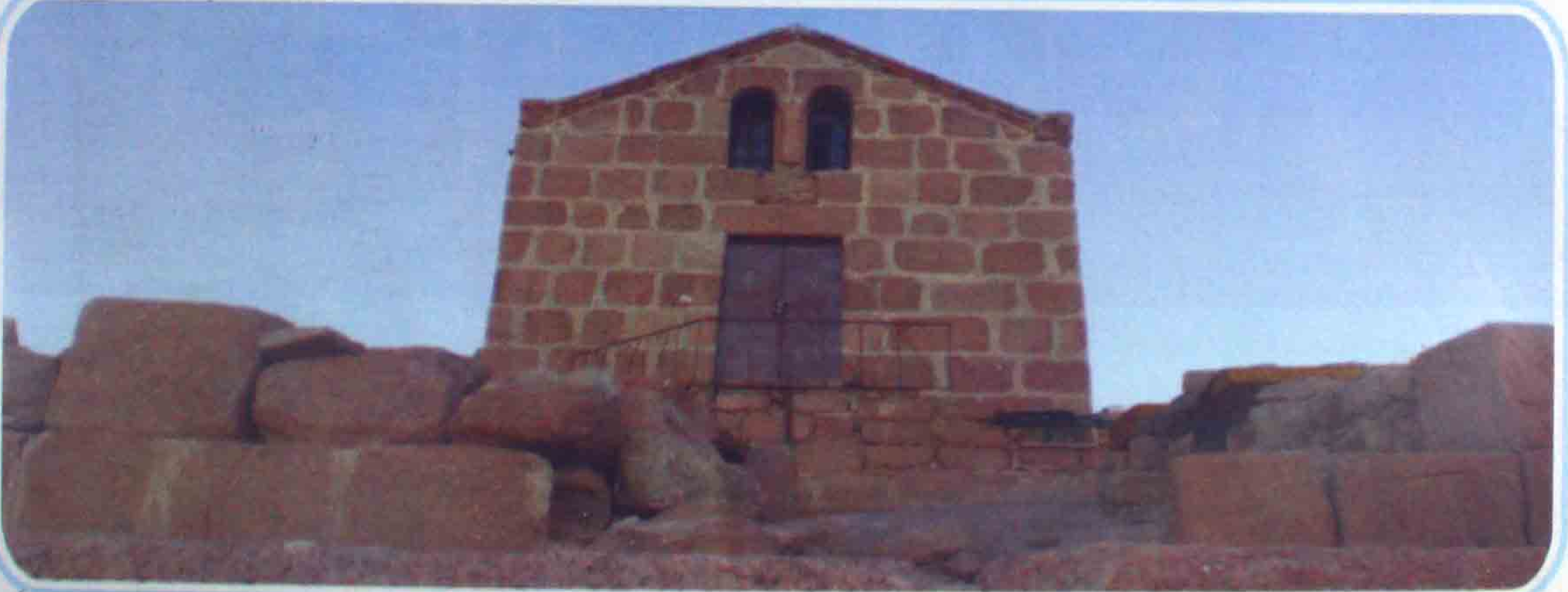
چوتھی مرتبہ اس طرح کہ:
نہ آپ طور کے پہلو میں موجود تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) آواز دی تھی۔

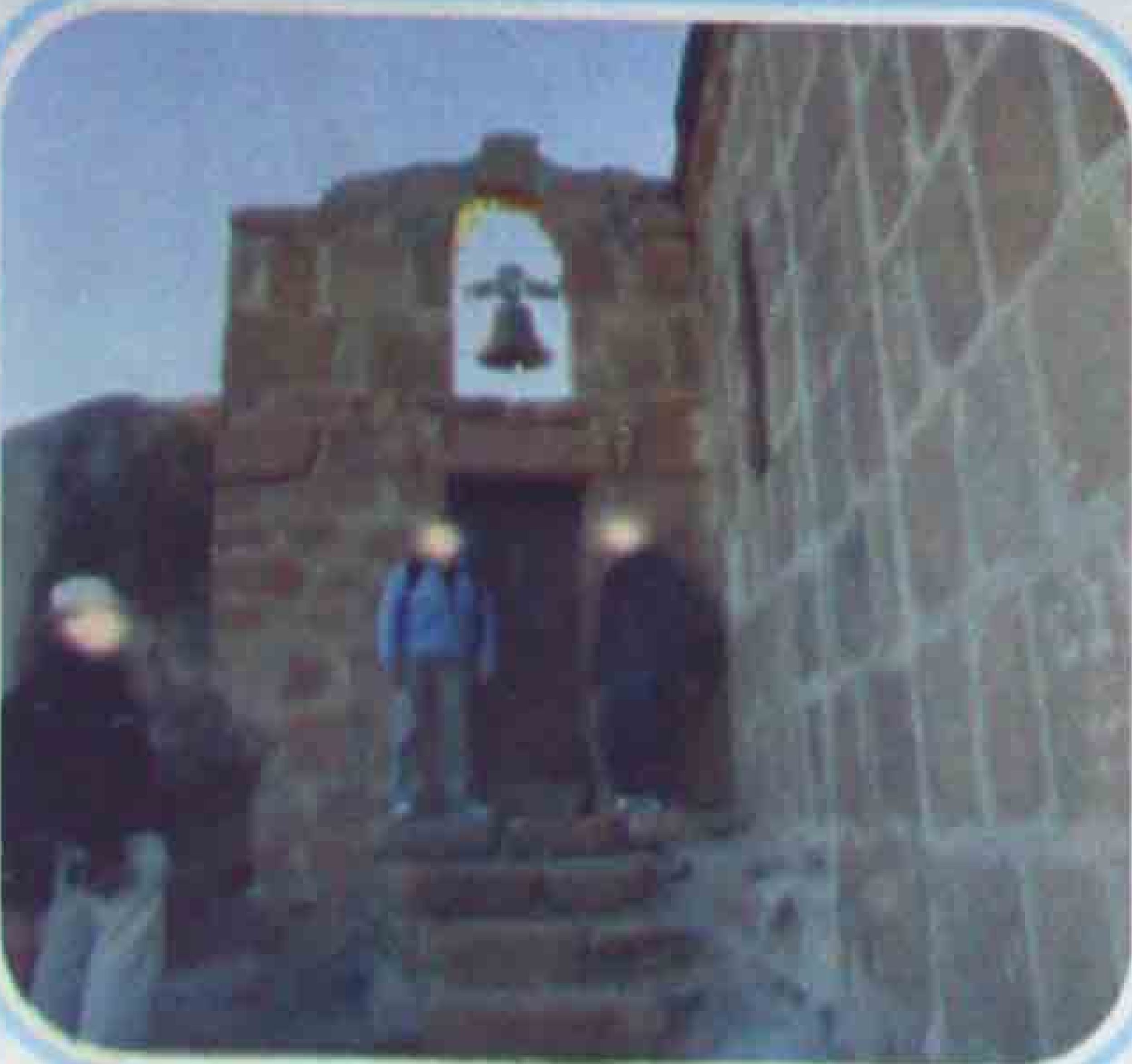
پانچویں مرتبہ اس صورت میں نام کے ساتھ نہیں البتہ اشارۃ یوں ذکر ہے کہ:
اور آپ علیہ السلام (پہاڑ کی) مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیئے تھے۔

کوہ طور کی چوٹی پر موجود عمارت

طور پہاڑ کی چوٹی پر ایک عمارت ہے جو اکثر بند رہتی ہے یہ سفید کمرے پر مشتمل ہے یہاں کھڑے ہو کر اگر نیچے دیکھیں تو دامن میں سینٹ کیتھرائن کی عمارت نظر آتی ہے۔ اس سے تھوڑا آگے دور حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار اور آگے پہاڑوں کے درمیان ایک کھلا میدان ہے۔ غالباً اسی مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اسرائیلیوں کو چھوڑ کر کوہ طور پر آئے تھے جہاں چالیس دن عبادت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنا مقدس کلام جو پتھر کی سلوں پر لکھا ہوا تھا عطا کیا تھا۔





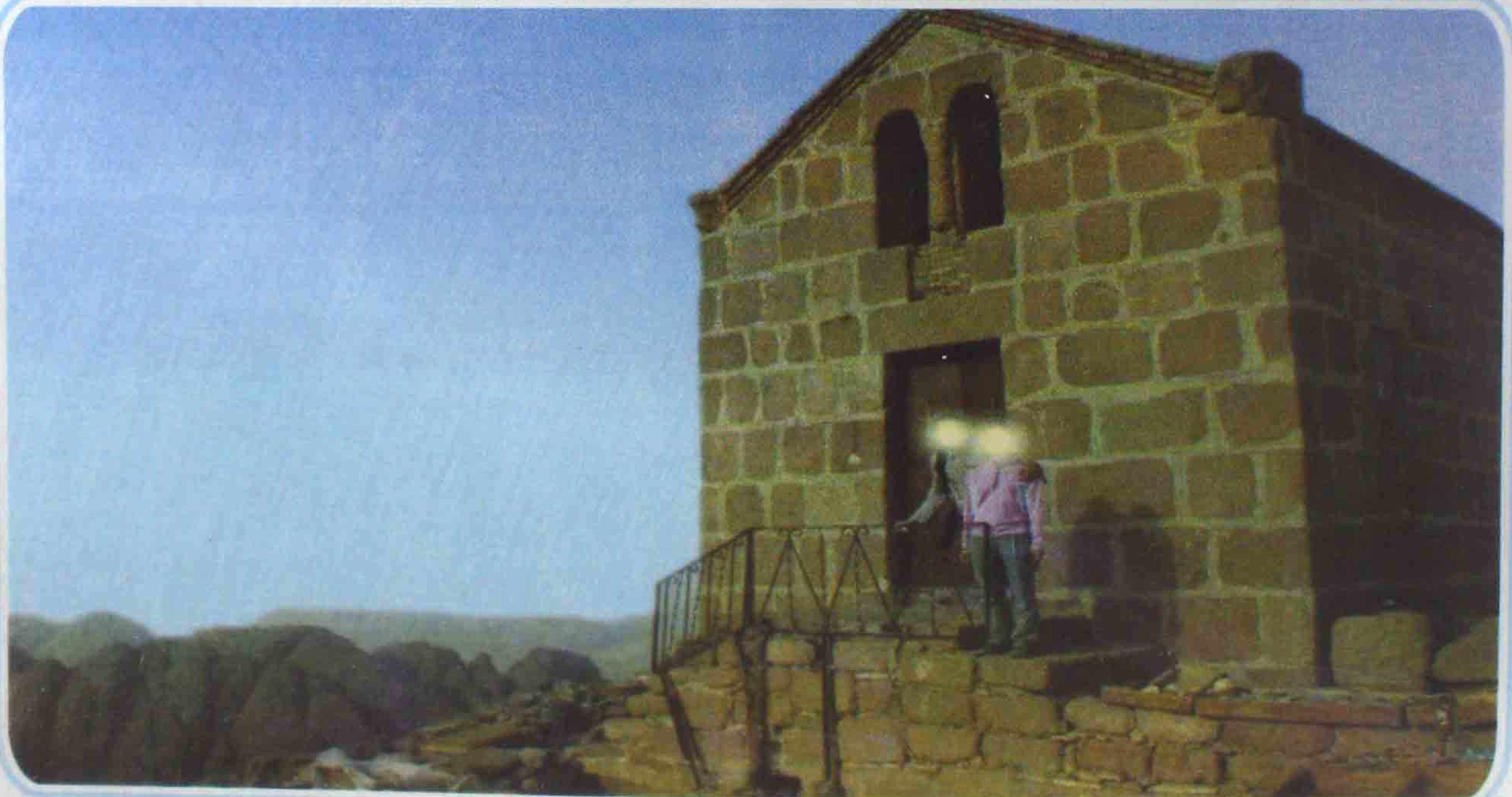




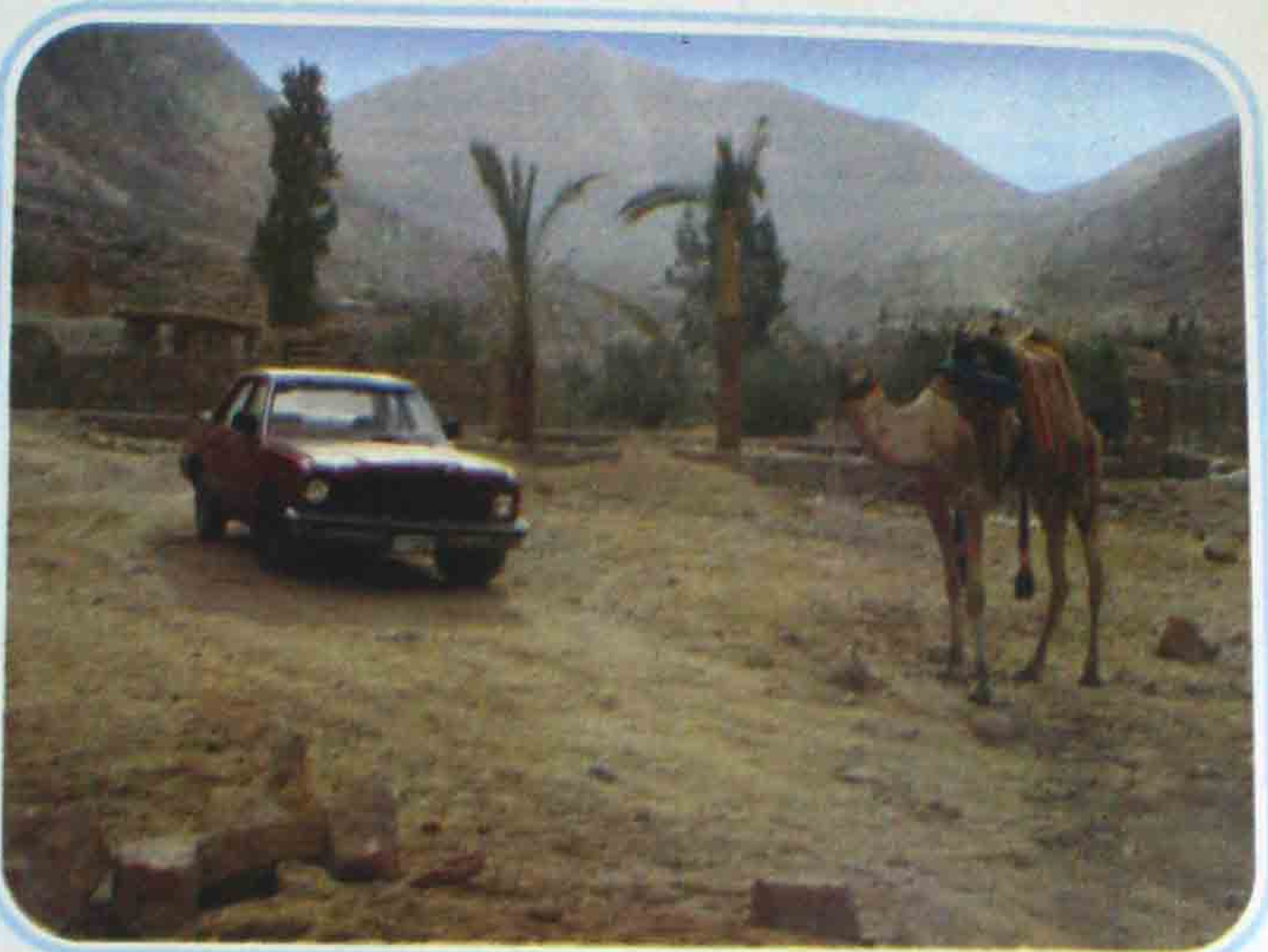
کوہ طور کی چوٹی پر موجود عمارت اور اس کے بائیں جانب وہ چٹان جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے تھے



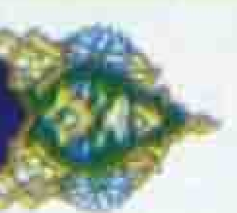




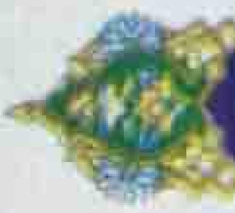




جبل طور (جبل موسیٰ علیہ السلام) کے لئے تین چوتھائی چڑھائی اونٹوں پر ہوتی ہے اور بقیہ چڑھائی حکومت کی طرف سے بنائی گئی سیڑھیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔

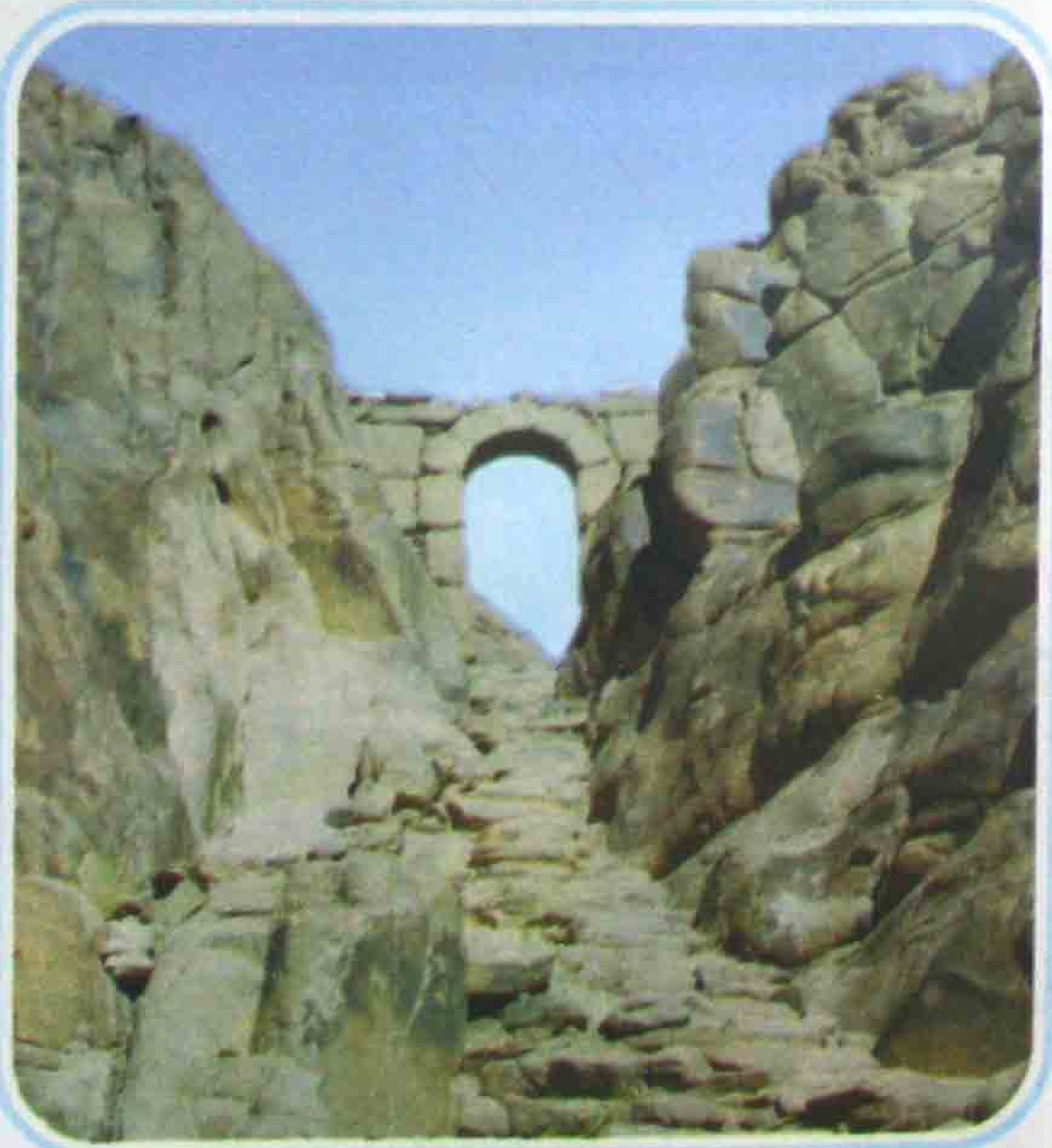



طور پہاڑ جہاں 70 ہزار انبیاء مدفون ہیں

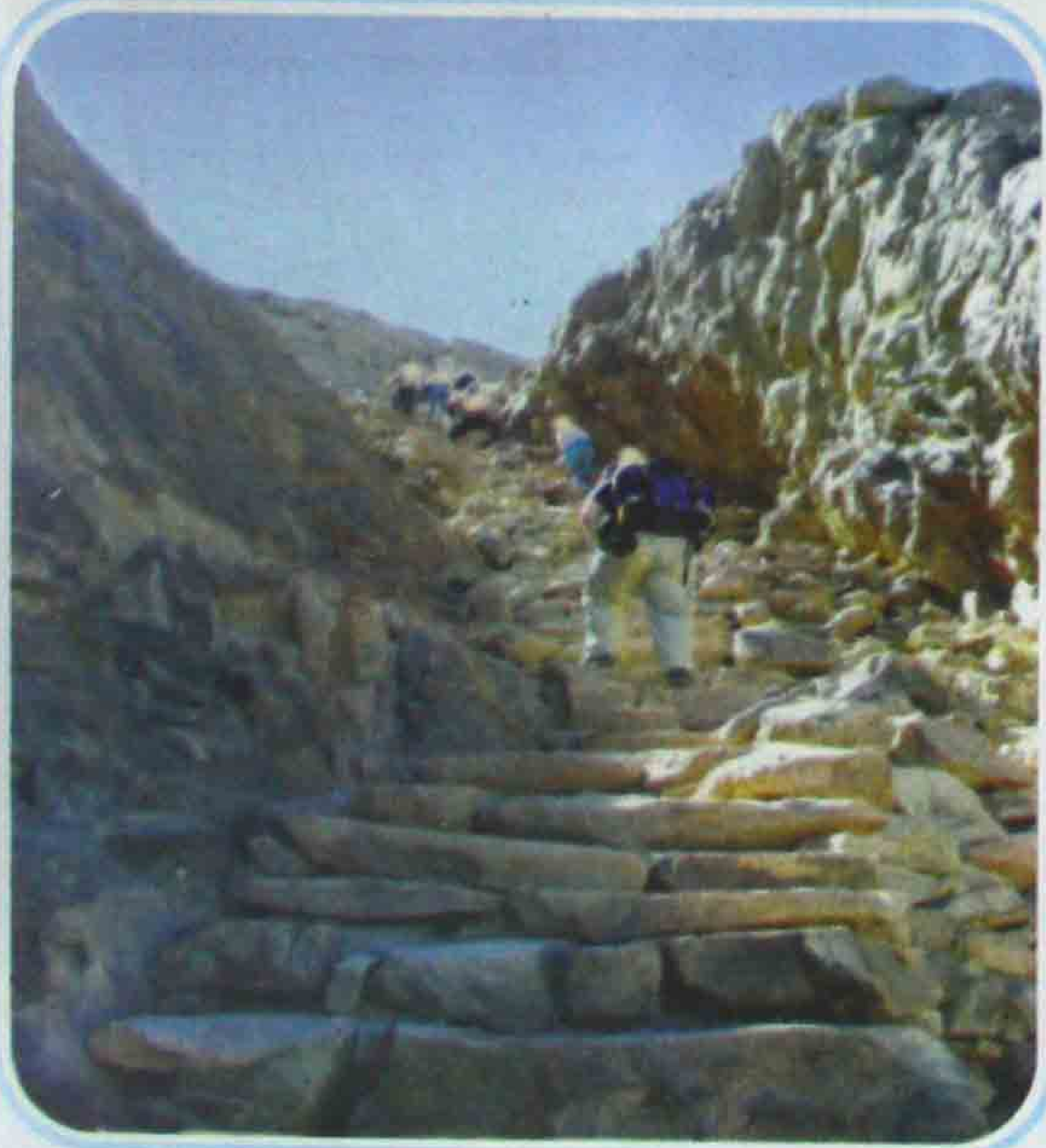



الطّور: ابوالفداء نے لکھا ہے کہ: عبرانی زبان میں ''طور'' عام طور پر پہاڑ کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً یہ خاص خاص پہاڑوں کا نام ہوگیا ہے چنانچہ طور زیتا (زیتون کا پہاڑ) یروشلم کے قریب وہ پہاڑی ہے جس پر روایت عام کے مطابق ستر ہزار انبیاء بھوک سے شہید ہوئے۔ (حوالہ بلاد شام و فلسطین)

کوہِ طور جسے ''جبل موسیٰ علیہ السلام'' کہا جاتا ہے قاہرہ سے چار سو آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہ جگہ جہاں جبل موسیٰ علیہ السلام واقع ہے ''سانت کاترین'' بھی کہلاتی ہے۔



کوہ طور پہاڑ پر جانے کے لئے حکومت کی طرف سے بنائی ہوئی سیڑھیاں



سینٹ کیتھرائن کی طرف جانے کے لئے چڑھائی والا راستہ



سینٹ کیتھرائن وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی



کوہ طور پہاڑ

سینٹ کیتھرائن جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روشن درخت موجود ہے

کوہ طور پر بنی سینٹ کیتھرائن نامی خانقاہ۔ خانقاہ کے اندر وہ درخت ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی اور اسی خانقاہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں بھی موجود ہے۔



سینٹ کیتھرائن کا تعارف



جناب یعقوب نظامی صاحب کوہ طور کے سفر کی کارگزاری میں لکھتے ہیں کہ:
جہاں میں کھڑا تھا وہیں میرے سامنے سینٹ کیتھرائن کی خانقاہ تھی، دائیں طرف کچھ فاصلہ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام تھا، یہ وہی جگہ تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور سے واپسی پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مواخذہ کیا تھا۔

میرے بائیں طرف کوہِ طور پہاڑ تھا، کوہِ طور کے بارے میں بچپن سے پڑھتے اور سنتے آئے تھے، پڑھنے اور سننے سے ذہن میں کوہِ طور کا جو نقشہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف نکلا، اب کوہ طور میری نظروں کے سامنے تھا بھورے پہاڑ جن میں پتھر ہی پتھر تھے سبزہ نام کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی یہ ایک تنگ گھاٹی تھی جس کے دونوں طرف بلند و بالا پہاڑ تھے اس گھاٹی اور ان پہاڑوں کے درمیان ہی اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے تھے، اسی مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی، یہی جگہ وادیٔ مقدس طویٰ کہلاتی ہے۔

سینٹ کیتھرائین کی عمارت وادیٔ طویٰ کے اسی مقام پر تعمیر ہوئی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک چنگاری دیکھی تھی۔ چنگاری دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ حوصلہ پیدا ہوا اور بیوی سے کہا کہ تم یہاں میرا انتظار کرو، میں وہاں سے تمہارے لئے آگ لے آؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام چلتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو آواز آئی۔ موسیٰ ٹھہر اور جوتے اتار دے چونکہ تو وادیٔ طویٰ میں پہنچ چکا ہے، اس غیب کی آواز پر حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے، اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک سورہ طٰہٰ آیت ۹ میں یوں آتا ہے: اور تمہیں کچھ موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ "ذرا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ تمہارے لیے ایک آدھ انگارہ لے آؤں یا اس آگ پر مجھے (راستے کے متعلق) کوئی رہنمائی مل جائے۔"

وہاں پہنچا تو پکارا گیا: اے موسیٰ میں ہی تیرا رب ہوں، جوتیاں اتار دے تو وادیٔ مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے، سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

اسی سینٹ کیتھرائن میں موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں بھی موجود ہے۔

کوہِ طور کی چوٹی پر بنی سینٹ کیتھرائن نامی خانقاہ **2637** میٹر اونچائی پر بنی ہوئی ہے۔ اس خانقاہ کو دوسی سلطنت سے پہلے عیسائی بادشاہ نے **365**ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے دوسو برس بعد قیصر جسٹینین نے یہاں ایک دیر (خانقاہ) تعمیر کرایا جس کے اندر قسطنطین کے بنائے ہوئے کنیسہ کو بھی شامل کرلیا، یہ دیر اور کنیسہ دونوں آج تک موجود ہیں اور یونانی کلیسا کے راہبوں کا ان پر قبضہ ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد سوم)








روشن جھاڑی، جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی

قرآن پاک سورۃ النساء میں آتا ہے:

وکلم اللہ موسیٰ تکلیمًا

ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو خوش قسمت قرار دے رہے تھے، چونکہ ایسے مقام دیکھنے کے لئے اچھے نصیبوں کی ضرورت ہوتی ہے، یہاں قریب ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ کی چنگاری دیکھی تھی جو روشن جھاڑی کے نام سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مقام پر چنگاری نظر آنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کے ڈیڑھ ہزار سال بعد کیتھرائین نام کی ایک سینٹ (سادھو) عورت جسے اس زمانے کے بازنطینی (بازنطینی) عہد کے بادشاہوں نے مذہبی حوالے سے تنگ کیا تو وہ اللہ والی خوف سے بھاگ کر اس مقام پر آ کر روپوش ہو گئی تھی۔

سینٹ کیتھرائین نے اپنی بقیہ زندگی اسی مقام پر کوہ طور کے پہلو میں گزاری۔ اسے دیکھتے دیکھتے مذہب کے نام پر ستائے جانے والے دوسرے لوگ بھی بھاگ کر اسی مقام پر آ کر پہاڑوں میں چھپ کر یاد الہٰی میں اپنا وقت گزارنے لگے۔

527ء میں قسطنطین کے زمانے میں جیسٹنیا نے چرچ کی عمارت اسی جگہ تعمیر کی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چنگاری نظر آئی تھی، چرچ پر یونانی آرتھوڈوکس کے پیروکاروں نے قبضہ کر لیا تھا جو آج تک ان کے قبضہ میں ہے، اس عمارت کے اردگرد ایک اونچی دیوار ہے جس میں ایک چرچ، ایک مسجد اور ایک یہودیوں کا دیر ہے۔ عیسائی علماء کے علاوہ بیس درویش یعنی مذہبی خدمتگار اس عمارت کا انتظام چلاتے ہیں۔

عمارت کے ساتھ ایک خوبصورت باغ اور اس مقام کی زیارت کرنے والوں کے لئے دو سو بستروں کی رہائش گاہ بھی ہے، کھانا تیار کرنے کے لئے باورچی خانہ ہے۔ یہ مقام پہاڑوں کے درمیان آبادی سے کافی دور ہونے کی بناء پر زائرین کو کھانے پینے کی اشیاء اپنے ساتھ لانی پڑتی ہیں جسے پکانے میں چرچ کے ورکر مدد کرتے ہیں۔

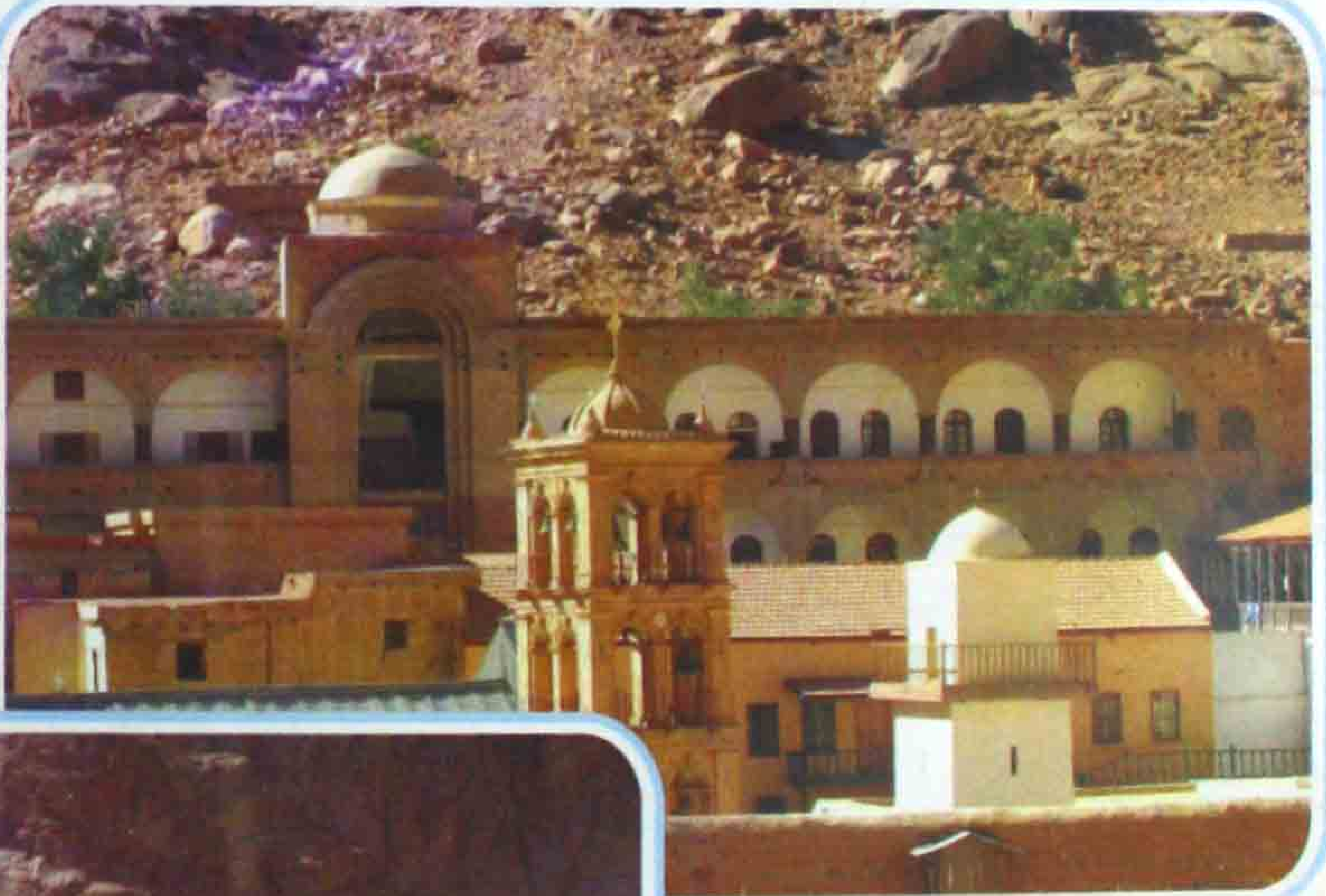
انسانوں کی کھوپڑیاں

سینٹ کیتھرائن سے متصل ایک چھوٹا سا باغ ہے اور اس کے اندر دیر کا مقبرہ ہے۔ اس مقبرہ میں جب ہم داخل ہوئے تو یکایک یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انسانوں کی بے شمار کھوپڑیاں اور انسانی جسم کی بے شمار ہڈیاں نہایت قرینہ سے سجی رکھی تھیں۔ پادری نیکوفورس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چھٹی صدی عیسوی سے جب سے یہ دیر بنا تھا۔ آج تک اس دیر کے جتنے آرک بشپ اور راہب مرتے ہیں یہ سب ہڈیاں اور کھوپڑیاں ان کی ہیں۔ آرک بشپوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں الگ اور عام راہبوں کی الگ؟ اس حرکت کی وجہ پوچھی تو پادری نیکوفورس نے بتایا کہ ہمارے پاس مردے دفن کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے ایک چھوٹی سی جگہ اس نے دکھائی جس میں چار قبروں کی جگہ تھی پادری نے بتایا کہ جو آرک بشپ اور راہب مرتے ہیں انہیں یہاں دفن کر دیا جاتا ہے اور سات برس گزرنے کے بعد ان کی قبریں کھول کر ہڈیاں نکال لی جاتی ہیں اور ہڈیوں کو اس لائبریری میں سجا دیا جاتا ہے۔

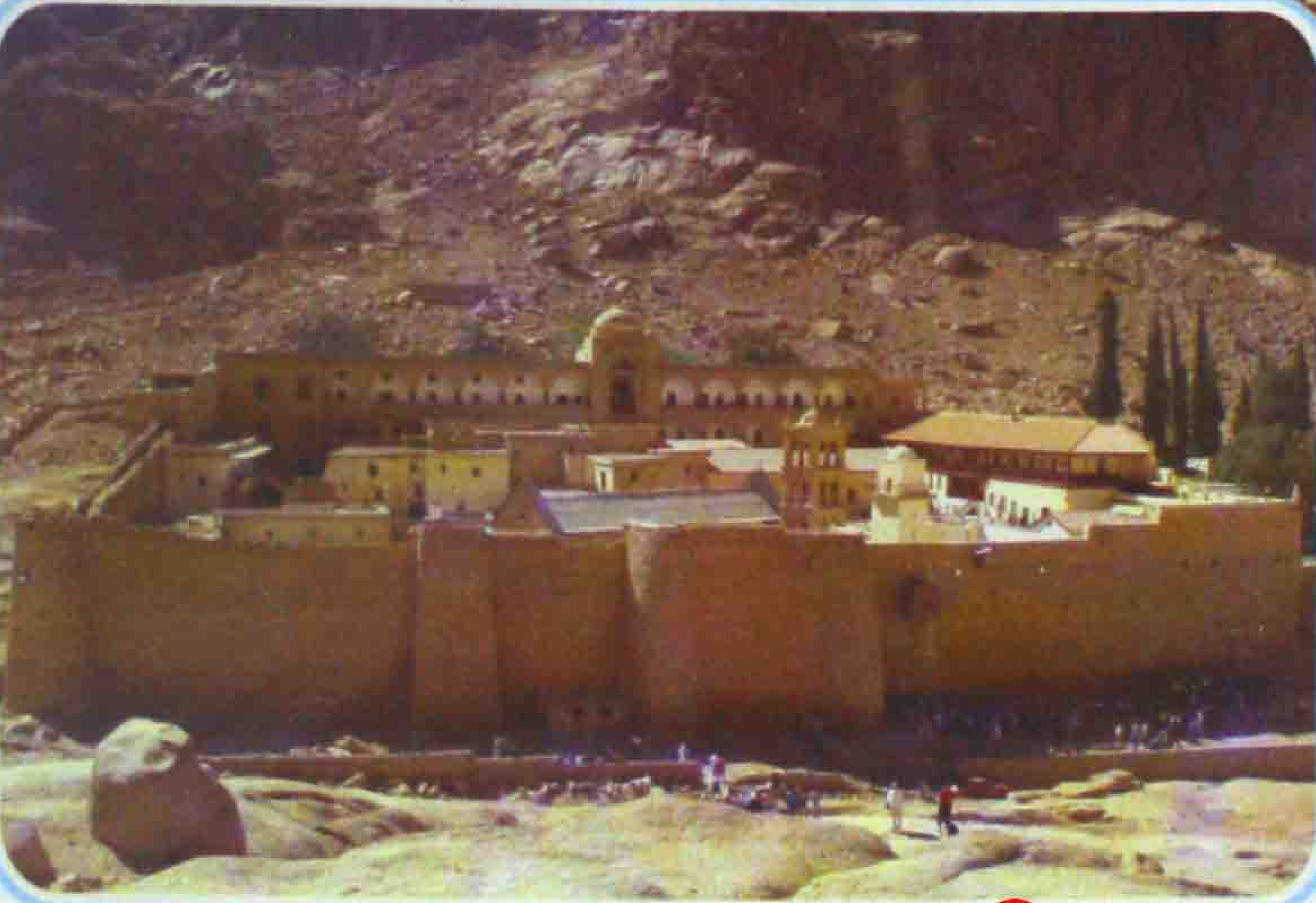


سینٹ کیتھرائن میں موجود عیسائی راہبوں کی کھوپڑیاں





کوہ طور پر بنی
سینٹ کیتھرائن نامی
خانقاہ کا بیرونی منظر



کوہ طور پر بنی
سینٹ کیتھرائن نامی
خانقاہ جس میں
مسجد اور چرچ
دونوں بنے ہوئے ہیں



سینٹ کیتھرائن کی چھت کا منظر



سینٹ کیتھرائن کا مینار



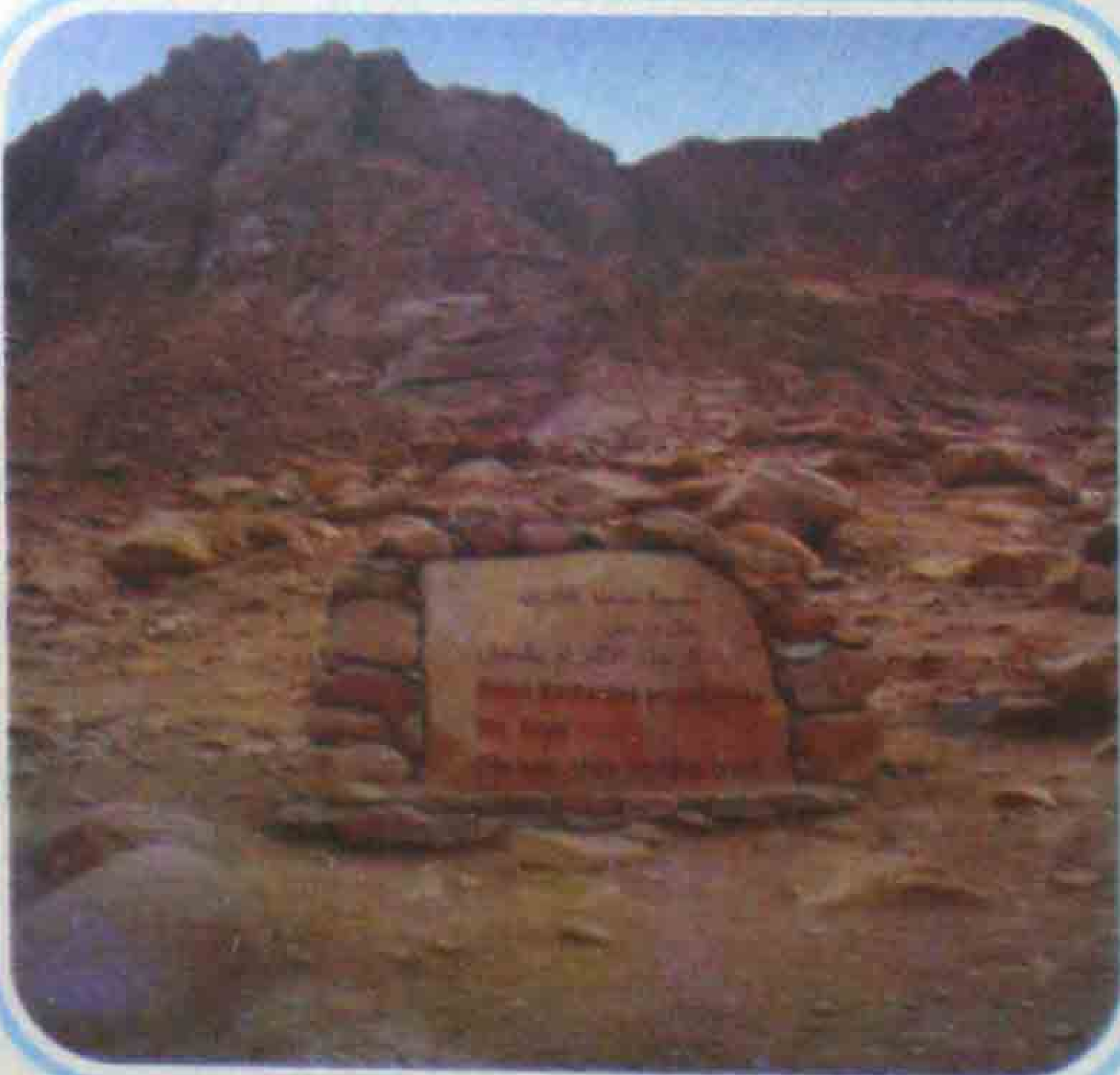
سینٹ کی بیرونی دیوار کا منظر



سیاح کے لئے سینٹ کیتھرائن میں بنے خوبصورت آرام دہ کمرے



کوہ طور پر حکومت مصر کی طرف سے سینٹ کیتھرائن کی نشاندہی کے لیے لگا ہوا بورڈ



حکومت مصر کی جانب سے کوہ طور پر سینٹ کیتھرائن کی نشاندہی کے لئے لگا ہوا کتبہ



حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں



جناب مظہر بقا صاحب اپنے سفرنامہ کوہ طور میں لکھتے ہیں کہ: جب میں سینٹ کیتھرائن پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے میں نے دیکھا وہاں کچھ خدام بیٹھے ہوئے تھے میں نے ایک شخص سے عربی میں دریافت کیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اس وقت دَیر کی زیارت کرلیں؟

اس نے جواب دیا: میں دریافت کرتا ہوں۔

چنانچہ وہ اندر گیا اور یہ جواب لایا کہ دَیر تو اس وقت نہیں کھولا جا سکتا البتہ اس کے احاطے میں واقع دوسری چیزوں کی زیارت کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ خادم کے ساتھ ہم اندر داخل ہو گئے، خادم نے ہمیں بئر موسیٰ علیہ السلام کا پانی پلایا۔ اس میں ہینڈ پمپ لگا ہوا ہے جسے ایک پہیئے سے گھمایا جاتا ہے، ساتھ ہی دیوار سے لگا ہوا ایک بڑا وزنی پتھر رکھا ہوا تھا۔ خادم نے بتایا کہ یہ اس کنویں کا ڈھکن ہے، پانی بڑا سبک اور شیریں تھا، اس کے بعد خادم ہمیں مقدس جھاڑی کے پاس لے گیا، یہ بڑی سی جھاڑی ایک نیم دائرہ قد آدم دیوار کے اندر اُگی ہوئی ہے اور اب تک سبز ہے، دیوار پر آویزاں بورڈ پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی کوئی چیز توڑنا منع ہے۔

تعجب ہے کہ تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل کی یہ جھاڑی اب تک سرسبز کس طرح ہے لیکن کیا کہا جائے گا کہ نسل در نسل لوگ اس جھاڑی کو اسی طرح دیکھتے چلے آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مدینہ منورہ کے اس باغ میں جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کے نام سے مشہور ہے 71-1970ء میں، میں نے بچشم خود کھجور کے وہ دو درخت دیکھے ہیں جن کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لگائے ہوئے ہیں اور باغ کا مالک ان کی ایک کھجور کو دو ریال میں فروخت کرتا تھا۔ یہ دونوں درخت اپنے قد و قامت میں باغ کے تمام درختوں سے ممتاز تھے پھر بھی دیکھنے والا شک آمیز تعجب کرتا تھا کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے کے لگائے ہوئے درخت اب تک کیسے موجود ہیں، اس طرح کہ پھل بھی دیتے ہیں۔ اس باغ کے درخت اب جلا دیئے گئے ہیں۔

ہم نے احاطے کے اندر کنیسہ کی ایک جانب مسجد بھی دیکھی، جو بند تھی۔ اس کی حالت کنیسہ جیسی نہیں لیکن باہر سے خستہ بھی نظر نہیں آ رہی تھی معلوم ہوا کہ صرف جمعہ یا عیدین کے لیے یہ مسجد کھلتی ہے۔



حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ: اس چرچ کے اندر ایک کنواں تھا، اس کنویں کے بارے میں عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے جو پانی جاری ہوا تھا جس سے وہ بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے، یہ بھی اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ظاہر ہوا اور وہ اس پانی کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسے ہم آب زمزم کا احترام کرتے ہیں، لوگ پانی پی رہے تھے خیر ہم نے چرچ کا معائنہ کیا اس کو انہوں نے قلعہ نما بنایا ہوا اور چمکایا ہوا ہے، سونا چاندی ایسا چڑھایا ہوا ہے کہ انسان حیران ہوتا ہے۔



سینٹ کیتھرائن کی زیارت

جناب مظہر بقا صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:
شجرۂ موسیٰ علیہ السلام کی زیارت سے واپس آئے تو ایک قسیس نے ہمیں ایک کمرہ الاٹ کیا جو دس بستروں پر مشتمل تھا اور اس کی چابی ہمارے حوالے کر دی۔ کیوں کہ ہمارے سوا اس کمرے میں کوئی نہ تھا۔ ایک اور قسیس سے عربی میں باتیں کرنے لگا تو دوران گفتگو میں نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

ولتجدن أقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا إنا نصارىٰ

''اور تم مودت کے اعتبار سے ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں''۔

قسیس نے آیت کا باقی ماندہ حصہ خود پورا کر دیا:

ذلك بان منهم قسيسين ورهبانا وأنهم لايستكبرون

''یہ اس لیے کہ ان میں قسیس (علماء) اور رہبان (صوفیاء) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے''۔

الاٹ شدہ کمرے میں سامان رکھ دینے کے بعد خیال ہوا کہ بیر موسیٰ (علیہ السلام) کا پانی لے بھی لیتے تو اچھا تھا چنانچہ میں دوبارہ دیر کی طرف گیا کوئی موجود نہ تھا اور چونکہ دیر ہی کی دوسری منزل میں قسیس اور رہبانوں کی رہائش گاہ ہے اس لیے دروازہ کھلا تھا، میں اندر داخل ہو گیا، پانی نکالنے کے لیے پہیہ چلایا تو گھبراہٹ میں اس کے ہینڈل کا کنارہ سر میں لگا اور خون نکل آیا، پلاسٹک کی دو بوتلیں بھر کر شجرہ کی دوبارہ زیارت کی، چونکہ کوئی شخص موجود نہ تھا اس لیے خیال آیا کہ تبرک کے لیے اس کی کوئی شاخ کیوں نہ توڑ لوں۔

شاخیں کافی اونچی تھیں میں نے اچھل کر شاخ پکڑی جو ہری تھی۔ خاردار کانٹوں سے میرا انگوٹھا اور دو انگلیاں خون آلود ہو گئے۔ تاہم میں نے توڑنے کی کوشش جاری رکھی لیکن شاخ اتنی مضبوط تھی کہ میری کوشش رایگاں گئی اور مایوس ہو کر مجھے وہ شاخ چھوڑنی پڑی، نہ معلوم کیوں مجھے اس کی خوشی ہوئی کہ میرا خون اس جھاڑی پر لگ گیا۔ 71-1970ء میں جب بیوی کے ساتھ پہلا حج کیا تو غلاف کعبہ کو نیچے کی رسی کے ساتھ سیتے ہوئے سوئی چبھنے سے میرا خون کعبہ کے خلاف میں بھی لگ چکا ہے۔
اس شاخ سے مایوس ہو کر میں دوسری شاخ کی طرف اچھلا اتفاق سے اس کا اگلا سرا خشک تھا وہ ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گیا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔
شجرہ کی لکڑی کا یہ ایک انچ سے کچھ بڑا حصہ میرے پاس دوسرے تبرکات کے ساتھ محفوظ ہے۔





حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور کی طرف پہلا سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال مکمل کر لئے تو آپ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت طلب کی تا کہ اپنی والدہ اور اپنے بھائی سے ملاقات کریں اور یہ خیال کیا کہ قبطی کے قتل کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے اب معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑ چکا ہوگا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اجازت دے دی۔

آپ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا، ایک سواری اور کچھ بکریاں بھی ساتھ تھیں۔ مختصر سامان سفر ضروریات کے لئے ساتھ کیا اور شام کے بادشاہوں کے خطرہ کے پیش نظر آپ علیہ السلام نے عام راستہ کو چھوڑ کر ایک اور صحرائی راستہ اختیار کیا، راستہ بھی بھول گئے۔ آپ علیہ السلام کی بکریاں وغیرہ بھی متفرق ہو گئیں، پانی وغیرہ بھی پاس نہیں تھا۔

طور پر غربی جانب وادی طویٰ میں جب آپ علیہ السلام پہنچے تو جمعہ کی رات کو جو بہت زیادہ سرد تھی آپ علیہ السلام کے بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے طور کی بائیں جانب راستہ میں آگ دیکھی تو اپنی زوجہ کو کہا:

تم یہاں ہی ٹھہرو کہ میں وہاں سے آگ کی چنگاری لے آؤں یا وہاں سے آگ سلگا کر لاؤں تا کہ تم آگ تاپ سکو اور سردی کم محسوس ہو۔

خیال رہے کہ قرآن پاک میں جذوۃ (چنگاری) قبس (شعلہ) اور شہاب (چمک، شعلہ) کے لفظ استعمال ہیں۔ یعنی میں چنگاری لے آؤں یا شعلہ لے آؤں یعنی کوئی ایسی چیز وہاں سے سلگا کر لے آؤں یا وہاں کوئی آدمی موجود ہو تو اس سے یہ راہ معلوم کر لوں۔

آپ علیہ السلام جب آئے تو دیکھا کہ آگ آہستہ آہستہ شعلے مار رہی ہے جب قریب آئے تو آگ نے شدت اختیار کر لی، بہت بڑی شعلے مارنے والی آگ نظر آئی، عجیب منظر یہ تھا کہ آگ ایک درخت سے نکل رہی تھی۔ آگ جتنی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے اسی طرح درخت کے پتے بھی زیادہ سبز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام اسی سوچ میں کچھ دیر تک گم رہے کہ آگ کی شدت کہاں اور درخت کے پتوں کا سبز ہونا کہاں؟ کافی دیر سوچنے کے بعد اگرچہ ذہن نے کوئی فیصلہ نہ کیا تاہم خیال کیا کہ آگ سلگا کر لے جاؤں۔ جب آپ علیہ السلام ارادہ کرتے ہیں کہ آگ سلگاؤں تو آگ دور ہو جاتی ہے پھر سوچ میں گم ہو جاتے ہیں۔



کوہ طور پر موجود وہ درخت جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی اور نبوت کا تحفہ ملا۔ یہودی اس جگہ کو اتنا ہی مقدس سمجھتے ہیں جتنا ہم بیت اللہ کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس جگہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گفتگو کی تھی اس واقعہ کو معراج کے واقعہ کی طرح بڑی شان سے سناتے ہیں



کوہ طور کا وہ درخت جس سے آواز آئی کہ میں رب العالمین ہوں



روشن جھاڑی

مصر، کوہ طور (جبل موسیٰ علیہ السلام) کے دامن میں واقع سینٹ کیتھرائن میں موجود وہ مقدس جھاڑی جس میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی، آج بھی اس جگہ کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں چپل کے ساتھ نہیں آ سکتا اور یہی وہ درخت ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا تحفہ دیا گیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی خوفناک اژدھے کی شکل معجزانہ طور پر اختیار کر گئی تھی۔

یہ بڑی جھاڑی ایک قد آدم دیوار کے اندر ہے، تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل کی جھاڑی اب تک سرسبز ہے، بتایا گیا کہ صدیوں سے یہ درخت اپنی ابتدائی جڑوں پر بار بار اگتا ہے، پرانا ہو کر مر جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے انہی جڑوں سے تازہ ہو کر تناور شاخیں نکال لیتا ہے۔

وہ درخت جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے مزین دیکھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ سے مزین درخت کے عجیب منظر سے سوچ میں گم تھے کہ آپ علیہ السلام کو آواز دی گئی:

یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾

''اے موسیٰ (علیہ السلام) بے شک میں تیرا رب ہوں، تو اپنے جوتے اتار ڈال۔ بے شک تو پاک جنگل ''طویٰ'' میں ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے فضل وکرم سے یہ علم دے دیا کہ آپ علیہ السلام نے آواز کو سن کر سمجھ لیا اور یقین کر لیا کہ یہ میرے رب ہی کی آواز ہے، یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ رب تعالیٰ کی آواز کسی مکان سے نہیں آرہی تھی، وہ مکان سے پاک ہے، اس کی آواز کی کیفیت کو بھی نہیں بیان کیا جاسکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخت سے آسمانوں کی طرف اٹھنے والے نور کو دیکھا اور اس میں فرشتوں کی تسبیحات کو سنا اور آپ علیہ السلام کو جب یہ آواز دی گئی تو آپ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا ''لبیک'' میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں تیری آواز تو سن رہا ہوں، تجھے دیکھ نہیں رہا تو کہاں ہے؟

رب تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی:

انا معک وامامک وخلفک ومحیط بک واقرب الیک منک

''میں تمہارے پاس ہوں، تمہارے سامنے ہوں، تمہارے پیچھے ہوں، تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہوں اور تم سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہوں۔''

آپ علیہ السلام نے تمام وسوسات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا:

''میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز کو اپنے اوپر سے، اپنے نیچے سے، اپنے پیچھے سے، اپنے دائیں طرف سے اور اپنی بائیں طرف سے ایسے ہی سن رہا ہوں جیسے سامنے سے سن رہا ہوں۔''

فعلمت انه لیس بکلام المخلوقین

''مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کلام مخلوق میں سے کسی کا بھی نہیں ہوسکتا۔''



کوہ طور کے دامن میں سینٹ کیتھرین نامی بڑی عیسائی عبادت گاہ وہ حصہ جہاں وہ روشن جھاڑی ہے، جس کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ اسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی۔ یہ عیسائی عبادت گاہ قسطنطین کے زمانے کی بنی ہوئی ہے۔

کوہ طور پر موجود روشن جھاڑی جس کا ذکر قرآن نے کیا

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰی ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًی ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ يٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾

''یعنی کیا آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی خبر پہنچ چکی ہے جب کہ انھوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے کوئی شعلہ لاؤں یا آگ کے پاس راستے کا پتہ مجھ کو مل جائے تو جب اس آگ کے پاس پہنچے ان کو منجانب اللہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو کیونکہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو۔''



آگ لینے گئے اور پیغمبری مل گئی



قرآن مجید کی سورۃ قصص میں ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس پہنچے تو آواز آئی:

یَامُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ O (قصص)

اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہوں، میں اللہ پروردگار جہانوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز کیسے سنی؟ اس کی تفسیر میں شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب "یموسیٰ" سنا تو کئی بار لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ بھی پاتا ہوں مگر یہ نہیں دکھائی دیتا کہ تو کہاں ہے؟

آواز آئی: میں تیرے اوپر ہوں، تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔ (فوائد عثمانی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کی وجہ:

"آپ بیتی" نمبر ۶ میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں نے تم کو اپنے پیغامات اور بات چیت اور اپنا مقرب بنانے کے ذریعے سے لوگوں پر بزرگی عنایت فرمائی ہے۔

ایک دن وہ تھا کہ تم بکریاں چرا رہے تھے، پس ان میں سے ایک بکری بھاگ نکلی اور تم اس کے پیچھے دوڑ پڑے یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے اور بکری بھی تھک گئی تھی، پس تم نے اپنی گود میں لیا اور کہا پیاری تو نے اپنے آپ کو بھی تھکایا اور مجھے بھی، اس حلم وشفقت کا یہ صلہ ملا کہ سرکش بندوں کو خداوند کے آستانے پر لانے کے لئے شاہی سفیر قرار پائے۔ (آپ بیتی بحوالہ مواعظ پیران پیر، صفحہ ۵۶۴)

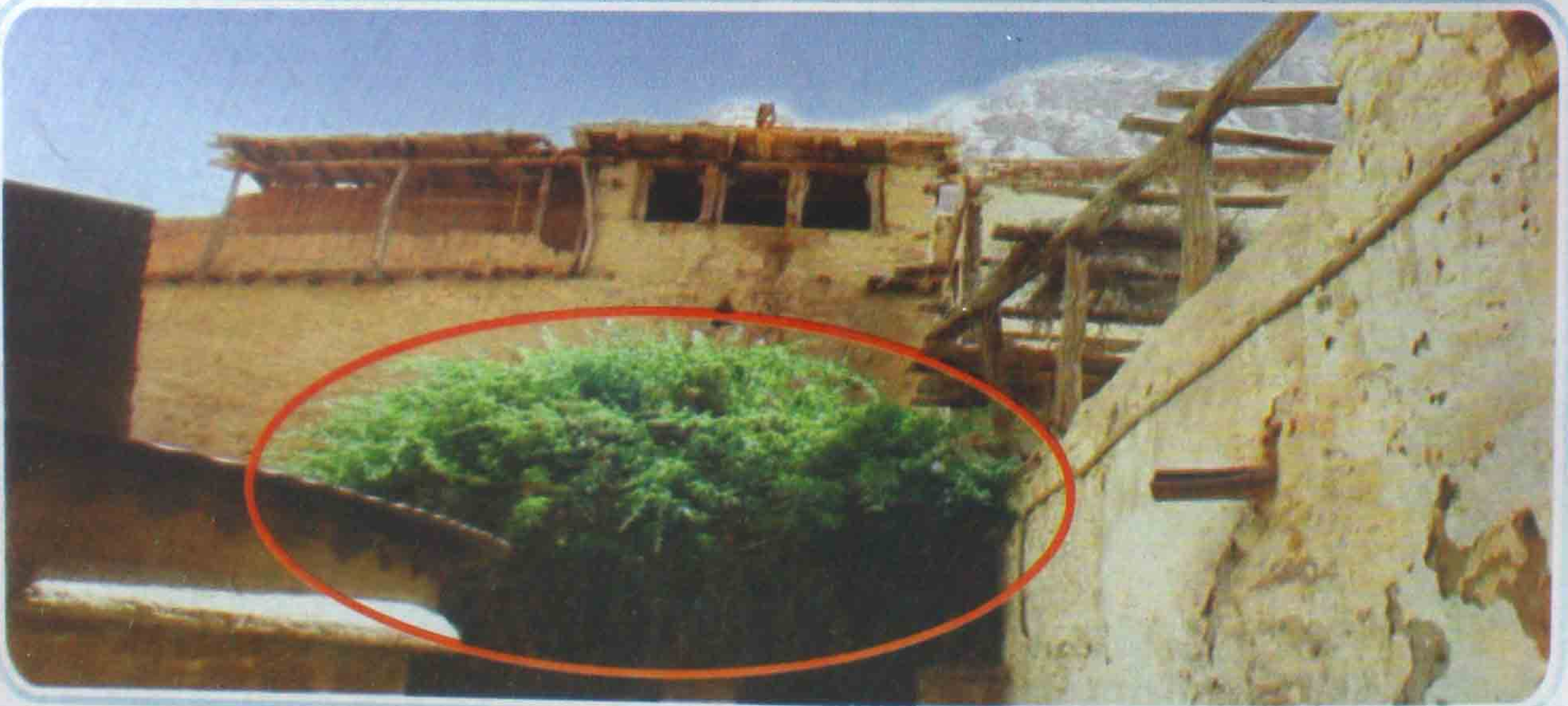
مسند احمد وغیرہ میں وہب بن منبہ تبارک وتعالیٰ کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کی طرف چلے اور اس کے قریب پہنچے تو ایک عجیب حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک بڑی آگ ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتا جلتا نہیں بلکہ آگ نے درخت کے حسن اور تروتازگی اور رونق میں اور زیادتی کر دی ہے، یہ حیرت انگیز منظر کچھ دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید کوئی چنگاری آگ کی زمین پر گرے تو یہ اٹھالیں جب دیر تک ایسا نہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس وغیرہ کے کچھ تنکے جمع کر کے اس آگ کے قریب کیا کہ ان میں آگ لگ جائے گی تو ان کا کام ہو جائے گا مگر جب یہ گھانس پھونس آگ کے قریب کیے تو آگ پیچھے ہٹ گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آگ ان کی طرف بڑھی یہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے، بہر حال آگ حاصل کرنے کا مطلب پورا نہ ہوا، یہ عجیب وغریب آگ سے حیرت کے عالم میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کے دامن میں پیش آیا، جو ان کی داہنی جانب تھا اور جس کا نام طویٰ تھا۔ (حوالہ تفسیر معارف القرآن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر نیچے گرے تو اٹھا کر لے جاؤں۔ آپ علیہ السلام اس نیت سے اس درخت کے قریب جاتے تو وہ دور ہوتا جاتا اور جب گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہتے تو آگ پیچھا کرتی۔ اسی حیرت ودہشت کے عالم میں آواز آئی: **اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الخ۔**

کسی نے سچ کہا ہے:

خدا کی دین کا موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھئے احوال
آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

گویا آپ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی بنا دیئے گئے۔



وہ درخت جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی



کوہ طور کے اس درخت سے رب تبارک و تعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام کو ارشادات



ان ارشادات کو قرآن اس طرح نقل کرتا ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ
نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

(پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ ۱۳، ۱۶)

اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بے شک میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے، قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو ہرگز تجھے اس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا پھر تو ہلاک ہو جائے۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنی رسالت و نبوت کے لئے تمہیں تمام لوگوں اور تمہاری قوم سے چن لیا ہے، اس لئے اب میں تمہیں وحی کرنے لگا ہوں، تم کامل توجہ سے سننا۔

رب تعالیٰ کے اس حکم کو سنتے ہی آپ علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور ایک پتھر سے سہارا لگا لیا، اپنے دائیں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینے سے لگایا اور کامل طریقے سے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

درخت سے آواز کی حقیقت

قرآن عزیز کی سابق آیت اور ان آیات کے پیش نظر دو باتیں کتب تفسیر میں زیر بحث لائی جاتی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس روشنی کو آگ سمجھا تھا وہ آگ نہ تھی بلکہ تجلی الٰہی کا نور تھا، لیکن جو آواز اس پردہ نور سے سنی گئی وہ فرشتے کی آواز تھی اور اس کے واسطے سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی بخشا یا خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی ندا تھی؟ بعض مفسرین کہتے ہیں یہ فرشتے کی آواز تھی اور اسکے واسطے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی آواز نہ تھی اس لئے کہ:

قول اور الحن نے آواز نے

اور ارباب تحقیق کی رائے یہ ہے کہ یہ براہ راست ندائے الٰہی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو کسی واسطے سے بھی نہیں سنا، بلکہ اسی طرح سنا جس طرح پیغمبران خدا وحی الٰہی کو سنتے ہیں اور مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ (صفوۃ الکلام ابن تیمیہ، صفحہ ۲۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا روشن درخت کی زیارت کے لئے سفر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران کا سفر کر کے میں مدین گیا اور وہاں کے لوگوں سے اس درخت کا پتہ پوچھا، جس کے نیچے اللہ کے کلیم نے سہارا لیا تھا، لوگوں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا میں نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز درخت ہے، میرا جانور بھوکا تھا اُس نے اس میں منہ ڈالا، پتے منہ میں لے کر بڑی دیر تک بدقت چباتا رہا لیکن آخر اس نے نکال ڈالے، میں نے کلیم اللہ کے لئے دعا کی اور وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

اور روایت میں ہے کہ آپ اس درخت کو دیکھنے کو گئے تھے جس سے اللہ نے آپ سے باتیں کی تھیں، سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ ببول کا درخت تھا۔ الغرض اس درخت تلے بیٹھ کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے رب میں تیرے احسانوں کا محتاج ہوں۔

(تفسیر طبری)



تجلیات الٰہیہ سے معمور درخت کی زیارت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب دامت برکاتہم سفرنامہ کوہ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ان کی اہلیہ امید سے تھیں اور ٹھنڈ بہت تھی، جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم انتظار کرو مجھے آگ دور سے نظر آ رہی ہے:

اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰) (طٰهٰ)

میں آپ کے لیے اس میں سے کچھ آگ لے آتا ہوں یا اگر آگ نہ بھی ہوئی تو آگ پر وہاں کسی سے رہنمائی مل جائے گی، لیکن وہ ایک درخت تھا اور اس کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی پڑ رہی تھی اور اس تجلی کا نور ان کو آگ کی طرح نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ جب قریب آئے تو آواز آئی:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (۱۲)

آپ جوتوں کو اتار دیجئے آپ وادی مقدس طویٰ میں ہیں

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۱۴)

برننگ بش'' (شجر تجلی) کے بارے میں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اب تک موجود ہے لیکن ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اسی جگہ پر جب یہ پرانی ہو جاتی ہے تو مرجاتی ہے اس کو کاٹ دیتے ہیں اور اس کے اندر سے نئی اُگ آتی ہے، بس یہ کہ اسی جگہ پر اس نسل کا وہ درخت اگتا رہا ہے۔ اس کے پتے بالکل سبز ہوتے ہیں اور گرتے بھی نہیں ہیں ان لوگوں نے اس درخت کی شاخوں کو اتنا اوپر سے کاٹا ہوا ہے کہ جہاں تک انسان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے، اس درخت کو دیکھنے لوگ جاتے ہیں اور ان کی نظر میں اس درخت کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حج کا ایک رکن ادا کرنا۔

خیر! ہم نے بھی دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سامنے ''برننگ بش'' ہے۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ہم ایک آیت پر عمل کر لیں۔

کہنے لگے: کون سی؟

میں نے کہا کہ ''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ'' جوتے اتاریئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا تو آج ہم بھی قرآن پاک کی اس آیت پر عمل کریں، چنانچہ ہم نے جوتے اتار لئے اور آگے جو چند قدم تھے وہ ننگے پاؤں چلے، وہاں جا کر اس درخت میں اور تو کیا دیکھنا تھا اس کے قریب ایک پتھر کا بنچ بنا ہوا تھا ہم اس کے اوپر بیٹھ گئے، تو ہم نے کہا کہ دیکھو یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات اتری تھیں، قرآن سے ثابت ہے اس کو مقدس جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا ہے تو وہ تجلیات ختم تو نہیں ہوگئی ہوں گی ابھی تک ہوں گی، اس لیے تو بہ ذکر اور مراقبہ کرو، نہ معلوم ہمیں کتنا وقت لگا، دس منٹ یا آدھا گھنٹہ، البتہ ہم نے جی بھر کے مراقبہ کیا۔

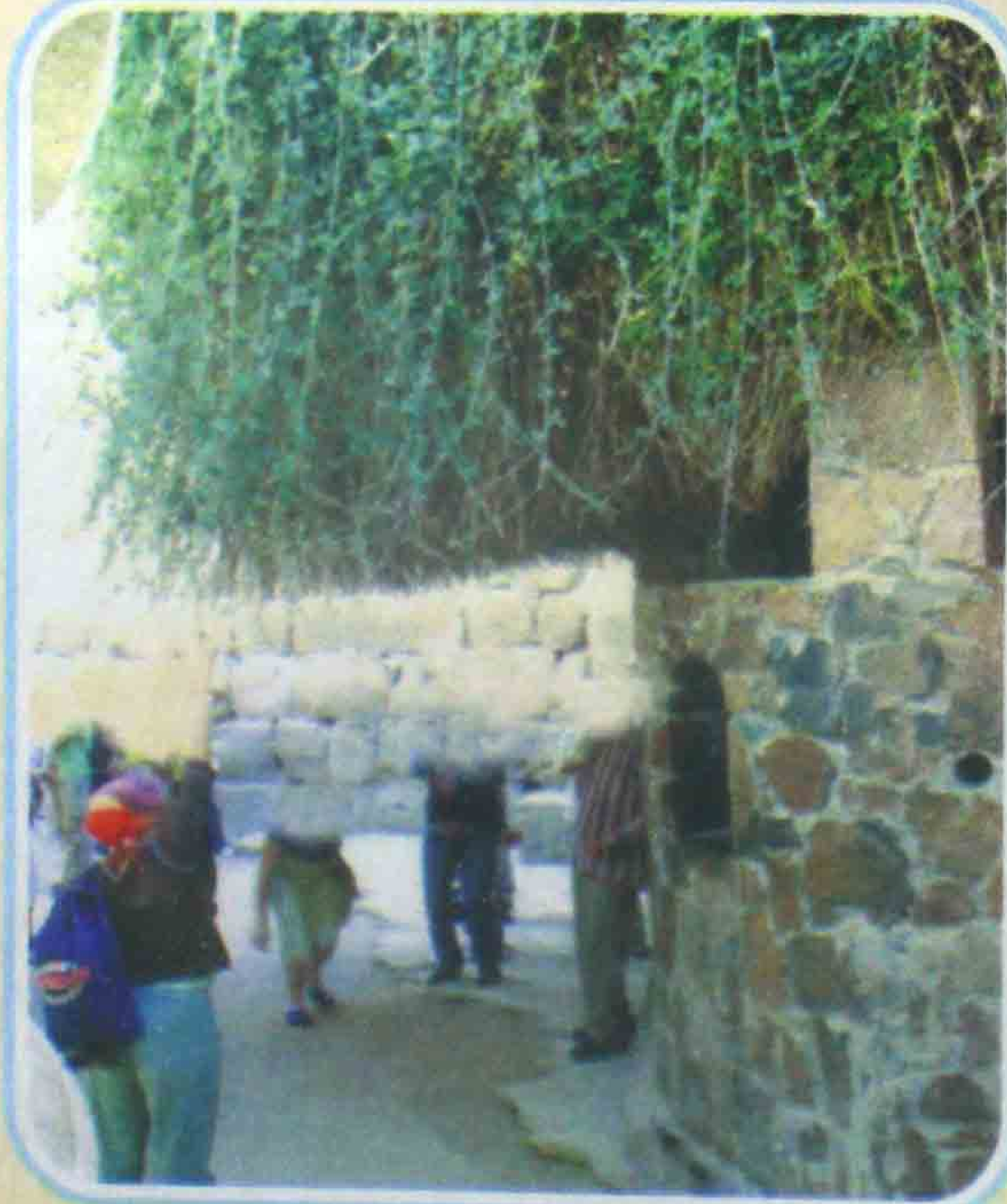
پھر جب اٹھے تو دیکھا کہ فوج کا ایک کرنل سامنے کھڑا ہوا ہے۔ اصل میں وہ سینٹ کیتھرائن کے سیکورٹی اسٹاف کا ہیڈ تھا اور جب وہ دیکھ رہا تھا کہ ہم گیٹ میں انٹر ہوئے لمبے کپڑے، پگڑیاں اور داڑھیاں... تو وہ حیران ہو رہا تھا اور وہ ہمیں ویڈیو کیمرے کے ذریعے چیک کر رہا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ اب جب ہم یہاں آ کر گردن جھکا کر دیر تک بیٹھے رہے تو وہ فزیکلی دیکھنے کے لیے آ گیا اس لیے کہ یہ تو ان کے لیے ایک نئی چیز تھی کہ یہ بندے آئے اور آ کر گرن جھکا کر بیٹھ گئے۔

جب ہم اٹھے تو وہ سامنے کھڑا تھا اور بہت سیریس موڈ میں تھا، میں نے ہیلو ہائے کیا جیسے ایسے موقع پر کرنی ہوتی ہے، مسکرا کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ بالکل نہیں مسکرایا، وہ سیریس رہا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

ہم نے کہا کہ پاکستان سے۔

اس کا پہلا سوال تھا آپ یہاں کیوں آئے؟ آپ سعودی عرب جایئے۔

پھر ہم نے اس کو سمجھایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے بھی پیغمبر ہیں بس مجھے اندازہ ہوا کہ یہ اکھڑا اکھڑا لگ رہا ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہربانی کی، تھوڑی دیر اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی تو وہ تھوڑا سا مانوس ہو گیا اور اس کو بھی ہماری مسکین شکل پسند آ گئی، پھر مجھے کہتا ہے کہ میں آپ کو وہ جگہ بتاؤں جو آپ کے دیکھنے کی ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں!



کوہ طور پر بنی مسجد کی زیارت

کہنے لگا کہ ایک صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آئے تھے (جنہوں نے مصر فتح کیا تھا) انہوں نے اس چرچ کے ساتھ ہی اندر ایک مسجد بنائی تھی وہ مسجد ابھی تک ہے لیکن ان پادریوں نے حکومت سے اس کا چارج خود لے رکھا ہے، اس کو انہوں نے بند کر دیا ہے اور کوئی بندہ وہاں نہیں جا سکتا، مسجد تو اپنی جگہ ہے لیکن مقفل ہے۔ اس کے اندر جانا اور نماز پڑھنا منع ہے، اس کا دروازہ بند رکھتے ہیں، جب اس کرنل نے ہمیں یہ بتایا تو ہمارا دل کرنے لگا کہ ہم اس مسجد کے اندر جائیں جس کو ایک صحابی نے بنایا ہے۔

نہ جانے ہمارے کتنے اکابر یہاں آئے ہوں گے، تو کہنے لگا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس مسجد کے قریب کچھ مرمت اور تعمیر کا کام ہو رہا ہے اور مزدور آ جا رہے ہیں سیمنٹ اور اینٹ لینے کے لیے اور وہ جو سامنے آپ کو لوہے کا دروازہ نظر آ رہا ہے اس کا تالا آج کھلا ہوا ہے تو مزدور جاتے ہیں اور دروازہ ملا دیتے ہیں۔ آتے ہیں کھول کر پھر ملا دیتے ہیں لہٰذا آپ لوگ جائیے اور اگر کوئی پوچھے کہ آپ لوگ یہاں کیوں آئے تو کہنا دروازہ کھلا دیکھ کر ہم گھومتے ہوئے اندر آ گئے ہیں۔

سبحان اللہ! جو وہاں کا محافظ ہے وہی ہمیں راہ بھی بتا رہا ہے، وہ وہیں کھڑا رہا، ہم نے آرام سے دروازہ کھولا ہم تینوں اندر گئے۔

تین ہم تھے چوتھا گائیڈ، وہ گائیڈ بھی بڑا خوش تھا کہ آج مجھے بھی اندر جانے کا موقع مل گیا، خیر مسجد ہم نے دیکھی، مسجد اتنی بڑی نہیں تھی، دروازہ اس کا مقفل تھا لیکن شیشوں سے سب اندر کا حصہ نظر آتا تھا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھئی چاشت کا وقت ہو گیا ہے وضو بھی ہے۔ جی چاہ رہا ہے کہ دو رکعت پڑھی جائے۔

وہ گائیڈ کہنے لگا کہ ان کے منک (پادری) پھر رہے ہوتے ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا کہ ہم اندر بھی گئے ہیں، نماز بھی پڑھ رہے ہیں تو یہ خطرناک چیز ہے۔ میں نے کہا کہ "ہم تو پڑھیں گے۔"

اس نے کہا: لیکن کیسے؟ میں نے کہا کہ اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں آپ تینوں منہ دوسری طرف کر لو اور آپس میں باتیں شروع کر دو اور آپ کی پشت کی آڑ میں میں کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ لیتا ہوں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ کی شان کہ میں نے ایک رکعت ہی پڑھی تھی کہ اوپر سے ایک منک آ گیا لگتا یہ ہے کہ وہ ویڈیو کے ذریعے نگرانی کر رہے تھے، انہوں نے ہمیں مسجد کے دروازے پر دیکھ لیا، وہ آیا اور مجھے دیکھتا رہا جیسے کوئی سیریس موڈ میں ہوتا ہے، ہمارے ساتھی تو گھبرا گئے کہ یہ اب یہ ہمیں پکڑے گا اور کہے گا: گیٹ آؤٹ اور ابھی تو ہم نے اور بھی زیارتیں کرنی تھیں۔

خیر! ہم نے دعائیں مانگیں اور باہر نکل آئے باہر ہم نے دیکھا کہ وہ جو کرنل تھا وہ ابھی اسی جگہ پر کھڑا تھا، ہم نے اسے بتایا کہ ہم دیکھ بھی آئے اور نماز بھی پڑھ آئے وہ مسکرا پڑا، اللہ کی شان دیکھیے کہ اللہ دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے وہ مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ "برننگ بش" کی پتیاں لینا پسند کریں گے۔

میں نے کہا: کیوں نہیں؟

کہنے لگا کیا آپ کو معلوم نہیں اس پر پابندی ہے؟ پھر کہنے لگا: میں آپ کو دوں گا لیکن پہلے اسی جگہ جہاں پہلے بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے واپس اسی طرح سے جا کر بیٹھ جائیں پھر میں آپ کو دوں گا۔ ایک بات ہمیں پہلے معلوم نہ ہو سکی بعد میں پتا چلا، اصل میں ہوا یہ کہ ہم تو چلے گئے برننگ بش کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور مراقبہ شروع کر دیا، جب ہم مراقبہ کر رہے تھے تو جو زائرین کی قوم پھر رہی تھی وہ برننگ بش کی دو تین تصویریں لے کر باقی ہماری تصویریں اتار رہی تھی، چنانچہ ہمارے گرد بھیڑ کو کیمرے کے ذریعے اس کرنل نے دیکھا کہ یہ ساری قوم کس چیز کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے کہ برننگ بش ادھر ہے ان کے کیمرے اُدھر چل رہے ہیں تو وہ یہ منظر کیمرے کے ذریعے دیکھ رہا تھا ہمیں پتا نہیں تھا، ہم تو مراقبہ میں بیٹھے تھے، مراقبہ ختم کرنے پر محسوس ہوا کہ ادھر ہمارے پاس کوئی بندی کھڑی تھی اور اس کا خاوند اس کے فوٹو لے رہا تھا، دوسری طرف دیکھا کہ اُدھر دوسرا بندہ کھڑا ہے اور اس کی بیوی اس کا فوٹو لے رہی تھی، ان کی تو ایسی ہی زندگی ہوتی ہے۔

ہم نے اس کرنل سے پوچھا کہ بھئی: آپ نے کیوں بیٹھنے کے لیے کہا۔ تو اس نے بتایا کہ اس درخت کے پاس تقریباً پانچ سو بندے ہر وقت ہوتے ہیں اور اگر کوئی بندہ اس کے پتے توڑتا ہے تو اس کو سزا ہوتی ہے، لہٰذا میں کسی کے سامنے کیسے توڑ سکتا تھا۔ جب لوگ آپ لوگوں کے فوٹو بنانے میں مصروف ہو گئے تو درخت کی سائیڈ خالی تھی اس دوران میں نے چند پتے توڑ لیے، خیر اس نے اس کے پانچ چھ پتے ہمیں پکڑا دیے۔

اسی برننگ بش کے پاس بیٹھ کر پھر ہم نے دعا مانگی، میں نے اپنے ساتھیوں سے یہی کہا کہ اس جگہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہی کہنا چاہیے کہ اے اللہ! اس جگہ ایک جھاڑی تھی اس پر آپ کی تجلیات پڑ گئی تھیں، ہم میلے دلوں کو لے کر آئے ہیں، اس پر اپنی تجلیات ڈال دیجیے، بہر حال! وہ بہت پُر نور جگہ تھی اور پُر سکون بھی۔



وہ جھاڑی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ لگی ہوئی نظر آئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلام ہوئے

سینٹ کیتھرائن میوزیم کی زیارت

پھر ہمیں پتا چلا کہ جب نبی ﷺ کا زمانہ تھا تو اس وقت یہاں کے منک مدینہ طیبہ گئے تھے اور انہوں نے وہاں جا کر نبی ﷺ کی خدمت میں یہ بات عرض کی تھی کہ وہ ہماری جگہ ہے، اگر آپ کا دین پھیلتے پھیلتے کبھی وہاں تک بھی پہنچ جائے تو یہ جگہ ہمارے ہی پاس رہنی چاہیے، ہمیں امن نامہ لکھ کر دیں، چونکہ نبی ﷺ اہل کتاب کا احترام فرمایا کرتے تھے لہٰذا تالیف قلب کے طور پر نبی ﷺ نے ان کو امان نامہ لکھ کر دیا، وہ انہوں نے ایک میوزیم بنایا ہوا ہے اس میں لگایا ہوا ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط بھی ہیں۔

یہ بات ہمیں گائیڈ نے بتائی کہ انہوں نے یہ میوزیم اوپر بنایا ہوا ہے اور چونکہ خاص جگہ ہے اس لیے ہر کسی کو نہیں جانے دیتے، جو لوگ جا رہے تھے ان سے پچاس ڈالر فی کس فیس لے رہے تھے اور وہ تو گویا اپنا حج کرنے کے لیے آئے تھے کہ کنویں کا پانی پی لو، برننگ بش کی تصویریں لے لو اور میوزیم دیکھ لو اور واپس چلے جاؤ اس لیے ان کے لیے تو پچاس ڈالر ادا کرنا کوئی مشکل نہیں تھا، لہٰذا اگر دو سو آدمی ہوں اور پچاس ڈالر فی کس کے طور پر لیے جائیں تو دس ہزار کی رقم بنتی ہے۔

پھر ہمیں پتا چلا کہ اس چرچ کا پورا پورا خرچ ہی وہ میوزیم سے چلا رہے تھے۔ اس کا اسٹاف، اس کی گاڑیاں، شاہانہ زندگی تھی ان کی۔ ہم بھی گئے، وہاں لمبی لائن تھی، ہم بھی لائن میں لگ گئے، جب ہم دروازے پر پہنچے تو دروازے کے اندر منک بیٹھا ہوا تھا اس نے شاید کیمرہ لگا رکھا ہوگا اس سے دیکھتا تھا اور بتاتا تھا کہ فلاں کو اندر بھیجو، جب ہمارا نمبر آیا تو ہم تینوں کو ایک طرف بائی پاس (نظر انداز) کر دیا اور پیچھے سے انگریزوں کو بلانا شروع کر دیا، جو دروازے پر تھا ایک مصری شخص تھا، ہم نے اس سے پوچھا کہ بھئی ہمیں کیوں اندر نہیں جانے دے رہے؟

اس نے کہا کہ ابھی اجازت نہیں ہے، آپ انتظار کریں۔

ہمیں کوئی پندرہ بیس منٹ انتظار کرنا پڑا، ہمارے ساتھیوں نے دو دفعہ مجھ سے کہا کہ جی چلتے ہیں، یہ ہمیں اندر نہیں جانے دیں گے۔

میں نے کہا: تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہیں۔

پندرہ بیس منٹ کے بعد پھر اس منک نے ہمیں اندر بلا لیا، اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟

ہم نے کہا پاکستان سے آئے ہیں۔

پوچھنے لگا: کیوں آئے ہو؟

ہم نے کہا: دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔

اس نے ہم سے دو چار سوال کیے، لیکن بار بار مجھ سے کہتا تھا کہ آپ کون ہیں؟

میں بار بار اسے کہتا تھا کہ میں الیکٹریکل انجینئر ہوں، خیر اس نے ہمیں ٹکٹ تو دیئے لیکن وہ سوچتا رہا۔

جب ہمیں اجازت مل گئی تو ہم اندر گئے، ہم نے وہ ساری جگہ دیکھی اور بھی وہاں کافی نادر چیزیں جمع کی ہوئی ہیں، وہ دیکھ کر جب ہم واپس آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس منک نے ہمارے ساتھی کو بلایا اور کہنے لگا یہ کون شخص ہیں؟

اس نے کہا: یہ میرے ٹیچر ہیں۔

کہنے لگا کہ یہ تو اپنے آپ کو انجینئر کہتے ہیں۔

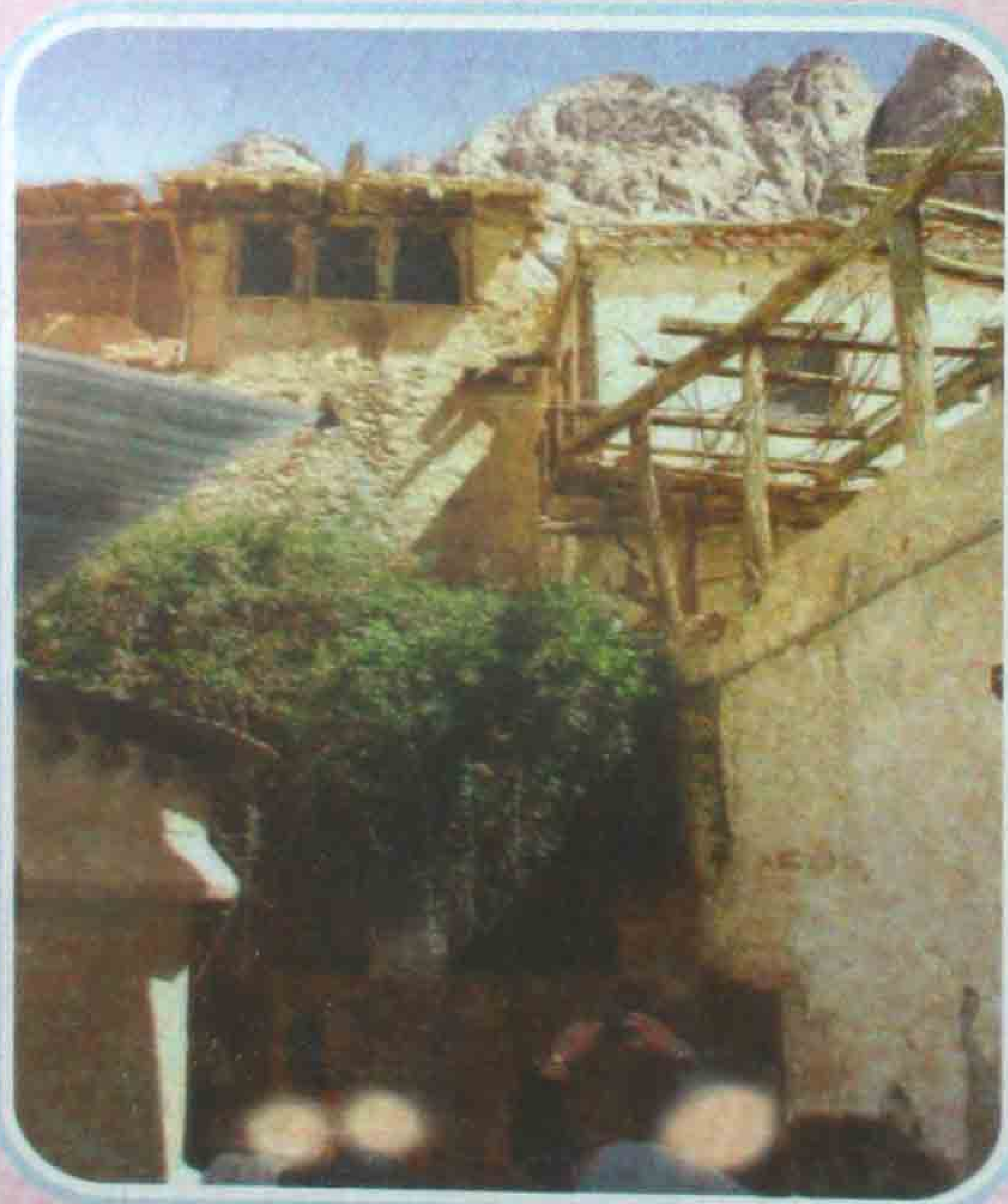
ساتھی نے کہا کہ ہمارے ٹیچر ہیں لیکن انجینئر بھی ہیں۔

اس نے کہا۔ اچھا میں آپ کی فیس واپس کرتا ہوں آپ بغیر کسی فیس کے زیارت کیجئے۔

ساتھی آئے خوش ہو کر کہ حضرت اس نے تو ہمیں فیس واپس کر دی۔

میں نے کہا: اصل وجہ یہ ہے کہ یہ وہی منک ہے جس نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تھا اور چونکہ آج مدتوں کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھی گئی تو اس نے اس منظر کو دیکھا اور اس کا دل محسوس کر رہا تھا کہ اس جگہ کا کوئی وارث یہاں آیا ہے اور وہ یہ چاہ رہا تھا کہ میں ان سے کوئی فیس نہ لوں اور بغیر فیس کے میں ان کو سارا کچھ دکھاؤں۔

خیر! پھر ہم باہر آ گئے اور کرنل صاحب نے ہمیں اس کنویں کے پانی کی بوتلیں بھر کر بھی دیں جس کا نام بئر موسیٰ علیہ السلام ہے۔



سینٹ کیتھرائن کا حسن نظام

جناب عاصم صاحب سفرنامہ ارض القرآن میں لکھتے ہیں کہ: فاران کے نخلستان سے نکل کر ہم 67 کلومیٹر کے فاصلہ پر سینٹ کیتھرائن پہنچے۔ دَیر بہت بڑی خانقاہ ہے، جس کا وہ حصہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھاڑی میں آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی جسے ''برننگ بش'' کہتے ہیں، یہ قسطنطین کے زمانے کا بنا ہوا ہے، یہاں اب بھی کوئی شخص جوتے اتارے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ جٹینا نے کافی وسیع خانقاہ بنائی تھی اس کی حد بندی کی دیوار بہت اونچی سنگین فصیل کی ہے، گرجا گھر کا پاور ہاؤس ہے جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے، اس خانقاہ میں کمرے اور برآمدے بہت شاندار بنے ہوئے ہیں۔ سیاحوں کو ٹھہرنے کے لیے بہت اعلیٰ و نفیس انتظامات ہیں۔ سیاحوں کو کھانا پکا کر دینے کے لیے ملازم مقرر ہیں، باورچی خانہ، کھانے کا کمرہ اور تمام ضروریات فراہم کی گئیں ہیں۔ سینٹ کیتھرائن کی طرف سے ایک آفیسر مقرر ہے جو سیاحوں کا استقبال کرتا ہے اور آثار کی زیارت میں ان کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔

جناب عاصم صاحب آگے لکھتے ہیں: صبح سینٹ کیتھرائن کے ریلیشنز آفیسر نیکوفورس نے ہمیں سینٹ کیتھرائن خانقاہ کا مشاہدہ کرایا، خانقاہ میں ایک شاندار کنیسہ بنا ہوا ہے جس میں بازنطینی عہد کی تصویریں آج تک ایسی حالت میں موجود ہیں کہ آدمی کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید ابھی حال کی بنی ہوئی ہیں، اس طرح فرنیچر اور دروازوں کے بعض حصے ایسے ہیں جو جٹینیان کے عہد سے اب تک قائم ہیں۔ کنیسہ کی پشت پر وہ مقام واقع ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھاڑی میں آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی۔ قسطنطین نے یہاں ایک یادگار بنا دی تھی اور خاص اس مقام کو جہاں جھاڑی میں آگ لگی معلوم ہوئی تھی نمایاں کر کے ایک چھوٹے سے مقصورہ کی شکل میں بنا دیا تھا۔ اس مقام کی پشت پر باہر صحن میں وہ درخت ہمیں بتایا گیا جس پر سے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا اس درخت کے متعلق پادری نیکو فورس نے ہمیں بتایا کہ صدیوں سے یہ اپنی ابتدائی جڑوں پر بار بار اگتا رہا ہے۔ پرانا ہو کر مرجاتا ہے اور پھر نئے سرے سے انہی جڑوں سے تازہ ہو کر تنا ور شاخیں نکال لیتا ہے۔ یہاں سینٹ کیتھرائن سے متصل سلطان سلیم نے ایک مسجد بنا دی ہے جو اہل دَیر ہی کے انتظام میں ہے باوجودیکہ یہ علاقہ ایک مسلمان حکومت کے پاس ہے لیکن اس مسجد کے لیے کسی امام وموذن وغیرہ کا انتظام نہیں ہے اور نہ یہاں نماز باجماعت کا کوئی اہتمام کیا گیا ہے، حالانکہ دَیر کے ملازمین میں اچھی خاصی تعداد مسلمانوں کی موجود ہے۔



روشن درخت کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن گیا

مقام قرب بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا O (پ ١٦)

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کو اسے اپنے قریب کیا''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخت سے اللہ کی اس آواز کو سنا اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ آج ان کے نصیب میں وہ دولت آگئی ہے جو خاص الخاص نصیب والے ہی کو ملتی ہے چنانچہ آپ علیہ السلام پھولے نہ سمائے اور اللہ کی تجلیات میں محو ہوکر مثل مورت حیران کھڑے رہ گئے۔ آخر پھر اللہ ہی کی طرف سے ابتدا ہوئی اور پوچھا:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى O

موسیٰ، تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے!

بس پھر کیا تھا۔ محبوب حقیقی کا سوال عاشق صادق سے:

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

عشق الٰہی میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ سوال کے پیمانے ہی پر جواب کو تولا جائے اور جو کچھ پوچھا گیا ہے صرف اسی قدر جواب دیا جائے، بولے:

هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

میری لاٹھی ہے۔ اس پر (بکریاں چراتے وقت) سہارا لیا کرتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑ لیتا ہوں۔

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف اتنا ہوا تھا ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ اس کا اتنا جواب کافی تھا کہ لاٹھی ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ تین باتیں اصل سوال کے جواب سے زیادہ عرض کیں۔ اول یہ کہ قال ھی عصای یہ عصا میرا ہے۔ دوسری یہ کہ میں اس سے بہت سے کام لیتا ہوں ایک یہ کہ اس پر ٹیک لگا لیتا ہوں دوسرا یہ کہ اس سے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں۔ تیسری یہ کہ اس سے اور بھی میرے بہت سے کام نکلتے ہیں۔

اس طویل اور تفصیلی جواب میں عشق ومحبت اور اس کے ساتھ رعایت ادب کی جامعیت کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ عشق ومحبت کا تقاضا ہے کہ جب محبوب مہربان ہوکر متوجہ ہے تو بات دراز کی جائے تاکہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ادب کا مقتضا یہ بھی ہے کہ بہت بے تکلف ہوکر کلام زیادہ طویل بھی نہ ہو، اس دوسرے مقتضاء پر عمل کرنے کے لئے اخیر میں اختصار کردیا کہ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى یعنی میں اس سے اور بھی بہت سے کام لیا کرتا ہوں اور ان کاموں کی تفصیل بیان نہیں کی۔ (روح ومظہری)



پراسرار اژدھا

اب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى O

موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ارشاد عالی کی تعمیل کی:

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى O

موسیٰ (علیہ السلام) نے لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا۔ پس ناگاہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ حیرت زدہ واقعہ دیکھا تو گھبرا گئے اور بشریت کے تقاضے سے متاثر ہوکر بھاگنے لگے، پیٹھ پھیر کر بھاگے ہی تھے کہ آواز آئی:

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى O

(اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) موسیٰ! اس کو پکڑ لو اور خوف نہ کھاؤ ہم اس کو اس کی اصل حالت پر لوٹا دیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی دوشاخہ تھی اب وہی دوشاخہ اژدھے کا منہ نظر آرہا تھا۔ سخت پریشان تھے، مگر قربت الٰہی نے طمانیت وسکون کی حالت پیدا کردی اور انہوں نے بے خوف ہوکر اس کے منہ پر ہاتھ ڈال دیا اس عمل کے ساتھ ہی فوراً وہ دوشاخہ لاٹھی بن گیا۔



وادیٔ سینا کی ماؤنٹ نیبو پر موجود
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا سے مشابہ بنا ہوا عصا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جنتی لاٹھی کی خصوصیات

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ مقدس لاٹھی ہے جس کو ''عصاء موسیٰ'' کہتے ہیں۔اس کے ذریعہ آپ علیہ السلام کے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا، جن کو قرآن مجید نے مختلف عنوانوں کے ساتھ بار بار بیان فرمایا ہے۔ اس مقدس لاٹھی کی تاریخ بہت قدیم ہے جو اپنے دامن میں سینکڑوں ان تاریخی واقعات کو سمیٹے ہوئے ہے جن میں عبرتوں اور نصیحتوں کے ہزاروں نشانات ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں جن سے اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور ملتا ہے۔

یہ لاٹھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبی تھی اور اس کے سر پر دو شاخیں تھیں جو رات میں مشعل کی طرح روشن ہو جایا کرتی تھیں، یہ جنت کے درخت پیلو کی لکڑی سے بنائی گئی تھی اور اس کو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

وَادَمُ مَعَهُ اُنْزِلَ الْعُوْدُ وَالْعَصَا
لِمُوْسٰى مِنَ الْاٰسِ النَّبَاتِ الْمُكَرَّمِ
وَاَوْرَاقُ تِيْنٍ وَّالْيَمِيْنُ بِمَكَّةَ
وَخَتْمُ سُلَيْمٰنَ النَّبِيِّ الْمُعَظَّمِ

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عود (خوشبودار لکڑی) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو عزت والی پیلو کی لکڑی کا تھا۔ انجیر کی پتیاں، حجر اسود جو مکہ معظمہ میں ہے اور نبی معظم حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی یہ پانچوں چیزیں جنت سے اتاری گئیں۔ (صاوی ج ا ص ۳۶)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد یہ مقدس عصاء حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے بطور میراث کے ملتا رہا یہاں تک کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا جو ''قوم مدین'' کے نبی تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے ہجرت فرما کر مدین تشریف لے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام کا نکاح فرما دیا اور آپ علیہ السلام دس برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر آپ علیہ السلام کی بکریاں چراتے رہے اس وقت حضرت شعیب علیہ السلام نے حکم خداوندی (عزوجل) کے مطابق آپ علیہ السلام کو یہ مقدس عصا عطا فرمایا۔

مَاٰرِبُ اُخْرٰى (دوسرے کاموں) کی تفسیر میں حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مثلاً:

1. اس کو ہاتھ میں لے کر اُس کے سہارے چلنا۔
2. اس سے بات کر کے دل بہلانا۔
3. دن میں اس کا درخت بن کر آپ پر سایہ کرنا۔
4. رات میں اس کی دونوں شاخوں کا روشن ہو کر آپ کو روشنی دینا۔
5. اس سے دشمنوں، درندوں، سانپوں اور بچھوؤں کو مارنا۔
6. کنوئیں سے پانی بھرنے کے وقت اس کا رسی بن جانا اور اس کی دونوں شاخوں کا ڈول بن جانا۔
7. بوقت ضرورت اس کا درخت بن کر حسب خواہش پھل دینا۔
8. اس کو زمین میں گاڑ دینے سے پانی نکل پڑنا وغیرہ۔

(تفسیر مدارک التنزیل ج ۳ ص ۵۰)




حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی طرف سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد کوہ طور سے مصر کے شہر ممفس گئے۔ بعض مورخین کے مطابق آپ علیہ السلام مصر کے شہر الاقصر میں موجود فرعون کے محل میں تشریف لے گئے اور جس وقت آپ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہنچے اس وقت فرعون سو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جگایا اور فرمایا

اے ملعون!

چھوڑ دے تو اپنا دعویٰ خدا چھوڑ دے!
کبر کے شیشے کو ظالم توڑ دے!

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو دیکھا تو کہنے لگا تم وہی تو ہو جو میرے پاس پلے بڑھے اور میرا ایک آدمی بھی قتل کر کے بھاگ گئے تھے اور آج مجھے تبلیغ کرنے آ گئے، ذرا ہوش سے اور سوچ سمجھ کر بات کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم خود ہوش میں آؤ، خبردار! میری کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کا پیغمبر بن کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (الاعراف ع ۱۹)

''اے فرعون! میں اس کا بھیجا ہوا تیرے پاس آیا ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے۔''

فرعون نے کہا: واہ واہ! کیا خیال ہے۔ تم اپنے متعلق کچھ بھی دعویٰ کرو، میری نظر میں تو تم وہی ہو جو میرے پاس رہ چکے اور اگر کچھ ایسا ہی دعویٰ ہے تو کوئی نشانی ہو تو دکھلاؤ۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ.

تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا۔ وہ فوراً ایک اژدھا بن گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو سبحان اللہ! وہ عصا ایک اتنا بڑا اژدھا بن گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق اس کا رنگ زرد تھا اور وہ اپنا منہ کھولے ہوئے زمین سے ایک میل اونچا اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور ایک جبڑا اس نے زمین پر رکھا، ایک قصر شاہی کی دیوار پر، پھر اس نے فرعون کی طرف رخ کیا اور فرعون سمیت اس کے محل کو نگلنے لگا، فرعون نے جو یہ منظر دیکھا تو مارے دہشت کے بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی منت کرنے لگا اور کہنے لگا۔ اے موسیٰ، تمہیں اس کی قسم جس نے تجھے رسول بنایا۔ اس کو پکڑ لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اٹھا لیا تو وہ پھر عصا بن گیا۔

فرقد السنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس سانپ کے دونوں جبڑوں کے درمیان **اسی گز** کا فاصلہ تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ زرد اور سرخ رنگ کا سانپ بن گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا، اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان کا فاصلہ اسّی گز تھا اور یہ تقریباً زمین سے ایک میل دور اپنی دم کے سہارے کھڑا تھا جس کا نیچے والا ہونٹ زمین پر پڑا تھا اور اوپر والا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا۔ (حوالہ حیات الحیوان)

''حیات الحیوان'' کے مصنف فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا اور وہ فوراً اژدھا بن گیا تو اس نے لوگوں پر حملہ شروع کر دیا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس نے فرعون پر بھی حملہ کر دیا۔



ہزاروں فرعونی اژدھے کی دہشت سے مر گئے

بعض تاریخی روایات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ اس اژدھے نے فرعون کی طرف منہ پھیلایا تو اس نے گھبرا کر تخت شاہی سے کود کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پناہ لی اور دربار کے ہزاروں آدمی اس کی دہشت سے مر گئے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سدی کی طرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اژدھا بن گئی، یہ اژدھا زرد رنگ کا تھا اس کے اوپر بال تھے سر پر کلغی تھی۔ اتنا منہ کھولے ہوئے تھا کہ دونوں جبڑوں کے درمیان اسی گز کا فاصلہ تھا، ایک میل زمین سے اونچا تھا، نچلا جبڑا قصر کی دیوار کے اوپر رکھے تھا اور اوپر کھڑا ہو کر فرعون کی طرف بڑھتا تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ اژدھے نے فرعون کا قبہ منہ میں بھر لیا۔ (تفسیر مظہری)





بعض نادان لوگ اژدھے کی جسامت پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تصویر ان نادانوں کے لئے اس کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ جس میں ایک اینا کونڈا نامی اژدھا سالم بکرے کو نگل رہا ہے اور جب دور حاضر میں اتنے بڑے اژدھے ہو سکتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب اژدھا تو ان کا معجزہ تھا نہ کہ حقیقی اژدھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کچھ مہلت طلب کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے مہلت دے دی۔

فرعون گھبرایا ہوا اپنے وزراء وارا کین سے کہنے لگا کہ موسیٰ تو کہیں سے ایک زبردست کرشمے والا عصا لے آیا ہے، بتاؤ کیا کریں؟

سب نے کہا: ملک کے سب جادوگر اکٹھے کرو اور ان سے کہو کہ وہ موسیٰ (علیہ السلام) کا مقابلہ کریں۔

چنانچہ فرعون کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں جادوگر جمع ہوئے اور فرعون نے ان کو بتایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس ایک عصا ہے۔ جب وہ زمین پر ڈالتا ہے تو اس کا عصا ایک خوفناک اژدھا بن جاتا ہے۔ میں نے تم سب کو اس لیے جمع کیا ہے کہ کسی طرح موسیٰ (علیہ السلام) کو شکست دو۔

چنانچہ جادوگروں نے اپنی اپنی لاٹھیوں اور رسیوں پر مسالے ملنا شروع کر دیئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لیے تیار ہونے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چیلنج دے دیا کہ ہم سے مقابلہ کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چیلنج منظور فرمایا اور فرعونیوں کے ایک بہت بڑے میلے کا دن اس مقابلہ کے لیے مقرر فرما دیا۔ یہ دن فرعونیوں کا ایک ایسا دن تھا جس دن وہ زینتیں کر کر کے دور دور سے جمع ہوتے تھے۔ چنانچہ جب یہ دن آیا تو فرعون ایک بڑے میدان میں اپنا تخت بچھوا کر بڑے فخر وغرور سے اس پر بیٹھا اور ہزاروں جادوگر اپنا اپنا سامان جادو لے کر وہاں پہنچ گئے اور ہزاروں کی تعداد میں دوسرے لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے۔

چنانچہ فرعونی جادوگر جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اپنے رسے اور سونٹیاں لے کر آگے بڑھے اور کہنے لگے:

يَامُوسٰى اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ. (پ۹، ع۳)

اے موسیٰ! (علیہ السلام) یا تو پہلے آپ اپنا عصا ڈالیں یا پھر ہم اپنے سونٹے رسیاں وغیرہ ڈالتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پہلے ڈال لو اور نکال لو جو سانپ نکالنا ہے۔

چنانچہ انھوں نے اپنی اپنی رسیاں اور سونٹے ڈالے تو جادوگروں کے جادو سے سارا میدان سانپوں سے گھر گیا اور ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں سانپ ہی سانپ دوڑتے پھرتے نظر آنے لگے۔

فرعون بڑا خوش تھا کہ اب موسیٰ (علیہ السلام) جیت نہیں سکتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا "اے موسیٰ! اب تم بھی اپنا عصا ڈالو اور پھر دیکھو کہ یہ نبی کا عصا اپنا کیا کمال دکھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو:

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ عصا ایک عظیم اژدھا بن گیا اور سارے میدان میں منہ کھول کر چکر لگانے لگا اور ایک ہی چکر میں سارے جادوگروں کے ہزاروں سانپوں کا ایک ہی لقمہ بنا لیا۔ اللہ کے نبی کے سونٹے کے ایک ہی چکر نے جادوگروں کی مہینوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا اور وہ جادوگر یہ اعجاز دیکھ کر سب کے سب سجدے میں جا پڑے اور کہنے لگے:

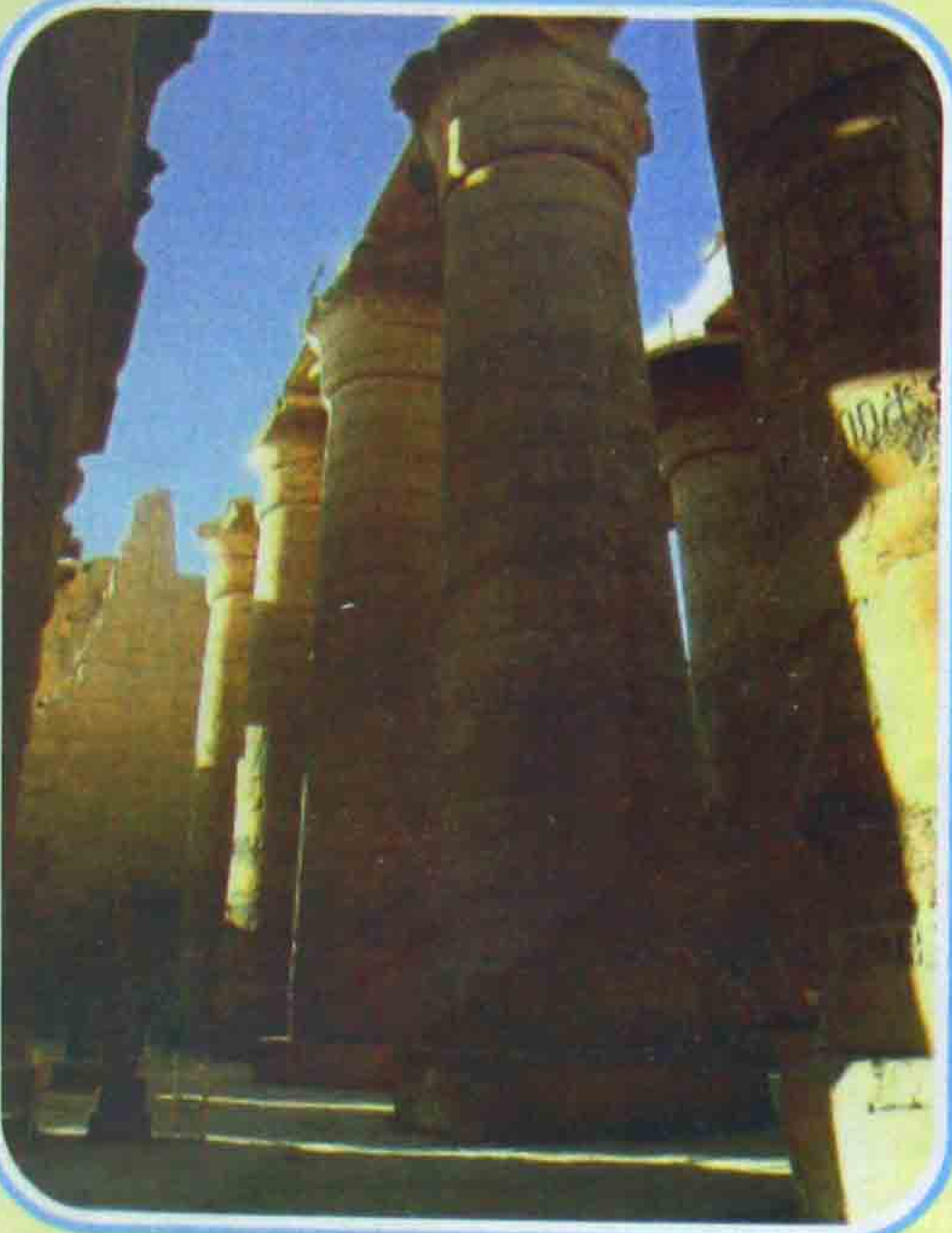
اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ.

ہم موسیٰ وہارون (علیہما السلام) کے رب اور سارے جہانوں کے رب پر ایمان لے آئے۔

سبحان اللہ! نبی کے عصا نے وہ کمال دکھایا کہ ہزاروں جادوگر ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور فرعون پر لعنت بھیجنے لگے۔

فرعون نے جو یہ منظر دیکھا تو گھبرایا اور ان جادوگروں کو ڈرانے دھمکانے لگا مگر انھوں نے یہ جواب دیا کہ کچھ بھی کر مگر اب ہم ایمان لا چکے اور سچے رب کو پا چکے ہیں۔ اب ہم اس ایمان سے پھسل نہیں سکتے اور تمھیں کبھی سچا نہیں مان سکتے۔

فرعونی حکومت کی دیوہیکل عمارت کے آثار



مقاماتِ حضرت موسیٰ علیہ السلام

① مصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
② کوہِ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنا
③ بحیرۂ قلزم (احمر) مجمع البحرین میں وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی
④ ممفس: جہاں فرعون کا محل تھا
⑤ فیوم: مصر میں موجود وہ جگہ جہاں فرعون کی شکارگاہ تھی

کلومیٹر 0 100 200 300 400

بحیرۂ روم
صحرائے شام
دریائے اردن
اس جگہ حضرت داؤد علیہ السلام کی جالوت سے جنگ ہوئی
دوتن • جہاں کے کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا
قیساریہ
نابلس (سکم) اس جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے
یافا
وہ جگہ جہاں حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے
اریحا
القدس (جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا)
اسدود
عمان
غزہ
الخلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ... یہاں کے غار میں ... حضرت یعقوب علیہ السلام
بحیرۂ مردار
جہاں قومِ لوط علیہ السلام زیرِ سمندر دفن ہے
خلیج عمان
اردن
عریش
بئر سبع
اس جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے 7 کنویں کھودے تھے
فرما
بحیرۂ منزلہ
بحیرۂ تانیس
اسکندریہ
بوطو
سائیس
نیل کا ڈیلٹا
جشن
جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت میں رہائش تھی
ہیلوپولس
القاہرہ
④ ممفس جہاں فرعون کا محل تھا
بحیرۂ قارون
یہاں قارون کا کنواں تھا
⑤ فیوم
مصر میں موجود وہ جگہ جہاں فرعون کی شکارگاہ تھی
نقب
مصیرہ
وادی سرحان
پیٹرا
اس جگہ وہ قطبی رہتے تھے جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر محل بنائے
معان
قلزم (سویز)
وہ جگہ جہاں فرعون غرق ہوا
صحرائے سیناء
وادی تیہ
جہاں بنی اسرائیل نے 40 سال تک من وسلویٰ کھایا
ایلہ (ایلات)
عقبہ
وہ جگہ جہاں کے لوگ نافرمانی پر بندر بنا دیے گئے
عرب
جزیرہ نمائے سیناء
خلیج سویس (سویز)
① وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
مصر
دریائے نیل
وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنا
مدین
وہ بستی جہاں قومِ شعیب علیہ السلام رہتی تھی
کوہِ طور ②
③
تل العمارنہ
بحیرۂ قلزم (احمر) مجمع البحرین میں وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی





فرعون کے محل کے آثار



فراعنہ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر ان سے بیگار لینی شروع کر دی۔ جب رعمیس ثانی برسر اقتدار آیا تو ڈیلٹا کے علاقے کی فوجی اہمیت اور زرخیزی کے باعث اس نے اپنا شاہی محل چرواہے حکمرانوں کے دارالخلافہ سے تھوڑا دور قنطیر (Qantir) کے مقام پر تعمیر کروایا تھا جس کا موجودہ نام تینس ہے۔ رعمیس کا محل اور عبادت گاہیں یہاں تعمیر کی گئیں تھیں، محققین کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام کام بنی اسرائیل سے بیگار میں لیا گیا، اب کھدائی کے بعد فراعنہ کے دیوتا امن کے مندر کے کھنڈرات ملے ہیں، یہ مندر الاقصر کے کارنک مندر کے ہم پلہ تھا۔ اس علاقے میں دو شاہی قبرستان بھی دریافت ہوئے ہیں۔

موجودہ تحقیق نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ بنی اسرائیل اسی علاقے میں آباد تھے اور پھر فرعون رعمیس کے شاہی محلات بھی اسی علاقے میں تھے جس میں پانی دریائے نیل کی ایک شاخ فراہم کرتی تھی۔ ایسے میں میرا قیاس ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اسی علاقے میں پیدا ہوئے، چونکہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ بنی اسرائیل کا الاقصر یا مصر کے کسی دوسرے علاقے میں آباد کاری کے کوئی ثبوت نہیں۔ رعمیس ثانی کے ان محلات کے قریب ہی بنی اسرائیل کے لوگوں کی بستی تھی جہاں ایک غریب گھرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھ کھولی تھی۔

(بشکریہ یعقوب نظامی صاحب)





فرعون کی حکومت کا مرکزی مقام : ممفس

جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں کہ ممفس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون کا دارالحکومت تھا، بعض مورخین کے نزدیک فرعون کا دارالحکومت الاقصر (طیبہ) تھا اور یہیں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہجرت کر کے مدین پہنچے تھے۔

آج سے پانچ ہزار سال پہلے قاہرہ سے 32 کلومیٹر اور سقارہ سے تین کلومیٹر دور جنوب مغرب میں فراعنہ بادشاہ نے 1300ق م میں ممفس نام سے ایک شہر آباد کیا تھا، ممفس تین ہزار سال تک فراعنہ بلکہ دنیا بھر کا مرکز رہا، بعد میں فراعنہ کا دارالحکومت کچھ عرصہ الاقصر میں بھی رہا لیکن اس کے باوجود اس شہر کی رونق اور اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا، یہ دنیا کا منفرد شہر تھا جسے ایک بادشاہ نے اپنے پائے تخت کے لئے بنوایا تھا۔

اس زمانے کے لوگوں میں شہروں کا تصور نہیں تھا، اکثریت غاروں یا پھر خیموں میں خانہ بدوش زندگی بسر کرتی تھی، غاروں اور خیموں کے زمانے میں ممفس ایک ایسا جدید ترین شہر تھا جس میں زندگی کی تمام تر سہولیات میسر تھیں جو بڑے کمال کی بات تھی، ایسی سہولیات جن کا آج کے جدید ترین دور میں تصور نہیں کیا جا سکتا۔

ممفس کی بنیاد پڑتے ہی دنیا میں شہنشاہیت کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل دنیا میں وسیع تر حکومت کا تصور نہیں تھا، لوگ قبائل میں تقسیم تھے اور قبیلے کا سردار ہی روزمرہ کے مسائل کو نمٹاتا تھا۔

ممفس دریائے نیل کے کنارے ایک خوبصورت شہر تھا جس کے اردگرد سفید پتھر کی دیوار تھی اسی بناء پر یہ شہر ''وائیٹ وال'' کے نام سے مشہور تھا، سفید دیوار کے اندر آباد شہر میں محلات، حکومتی دفاتر، ہسپتال، میت کو حنوط کرنے کے سینٹر، عبادت گاہیں، جیلیں اور بازار تھے۔ محل دو حصوں میں تقسیم تھا ایک حصہ ''ریڈ ہاؤس'' اور دوسرا ''وائیٹ ہاؤس'' کہلاتا تھا۔

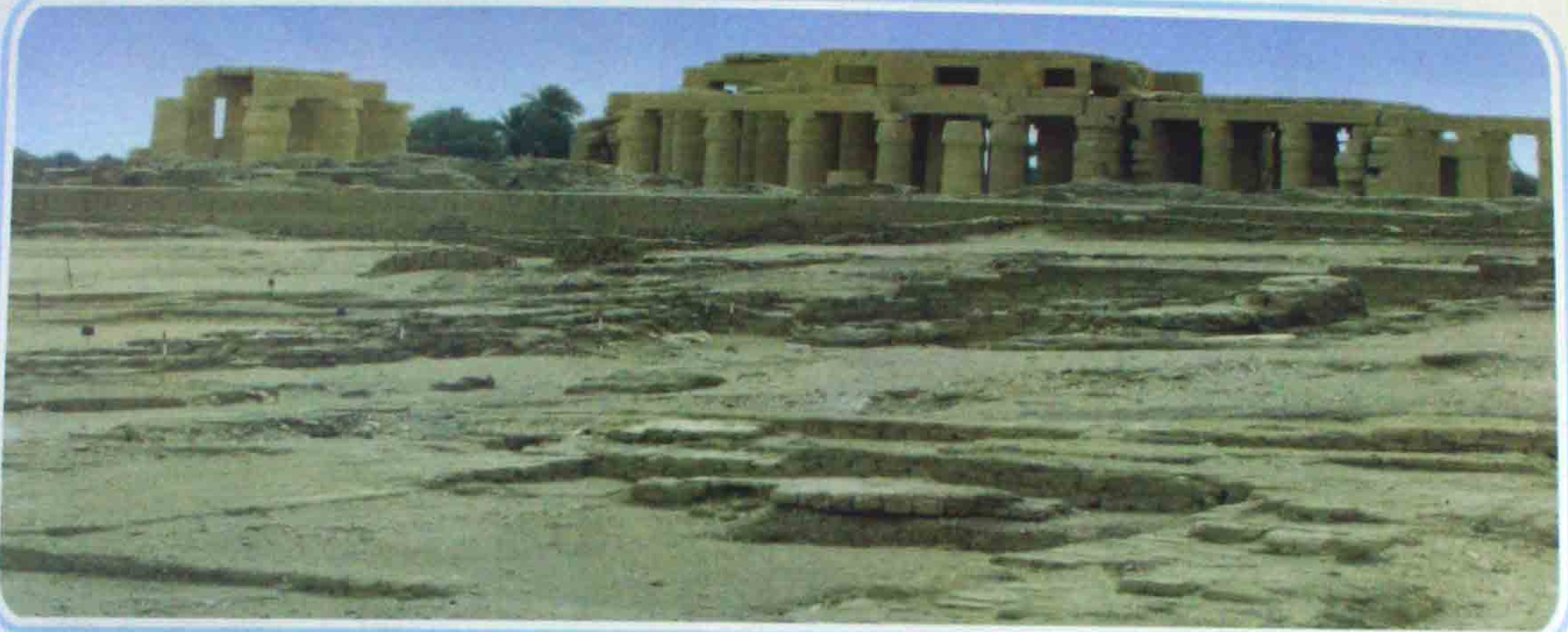

ممفس


فرعون کے دور کے محلات کے کھنڈرات

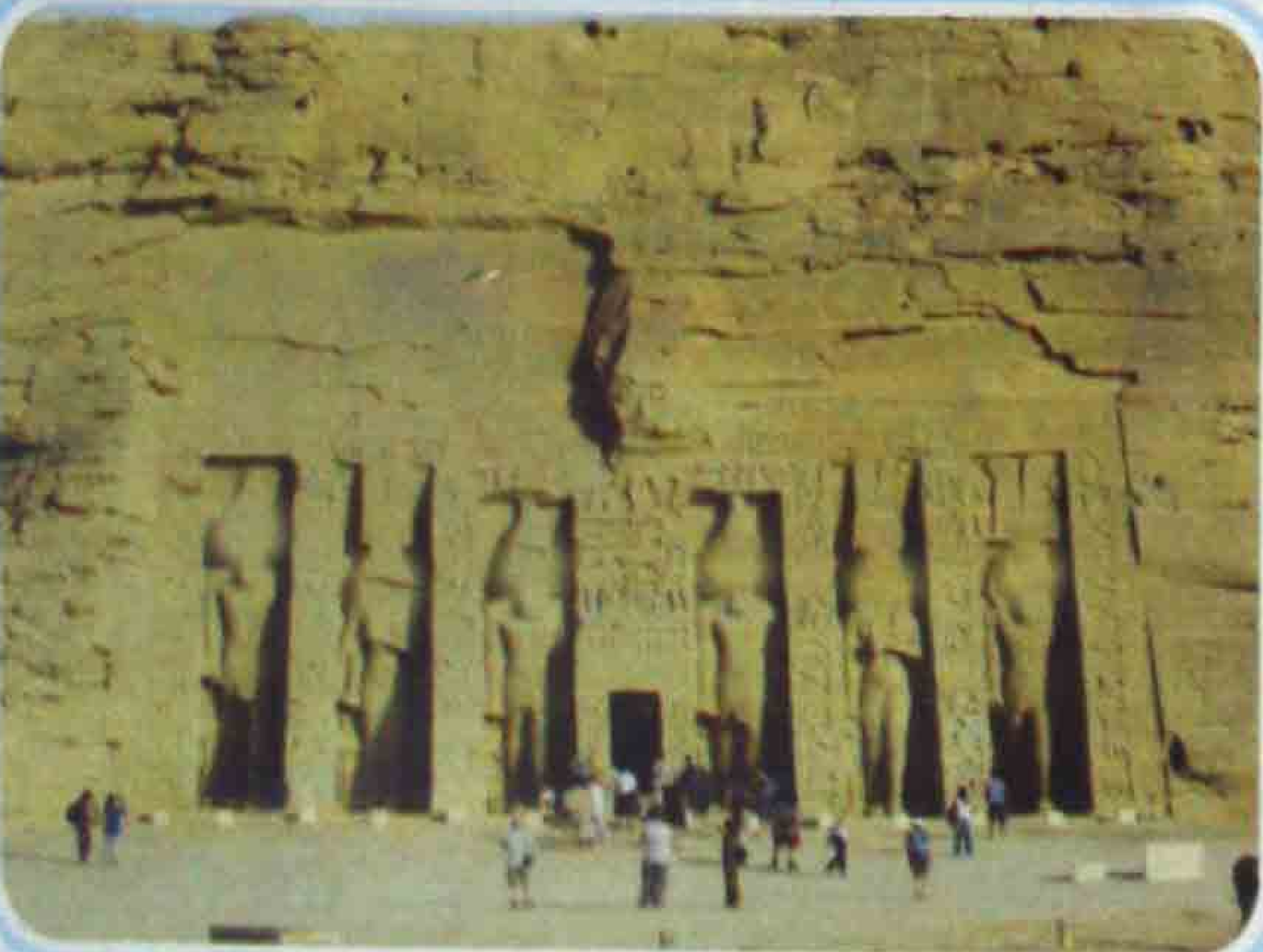


ممفس میں موجود فرعون کے زمانے کی عمارتیں











حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون مصر کے اٹھارویں خاندان کا جلیل القدر بادشاہ تھا، اس کی عمارات کے کھنڈرات آج تک دریائے نیل پر موجود ہیں جس کی دیواروں پر اس کے حالات خط مسند میں کندہ ہیں، اسی فرعون کا وزیر جنگ اور محکمہ تعمیرات کا افسر اعلیٰ ہامان تھا جو امن کے دیوتا کے مندر کا کاہن اعظم بھی تھا اس کا نام مکس خونس تھا، اس کا مجسمہ جرمنی میں موجود ہے۔




ممفس میں موجود فرعون کا نصب کردہ مجسمہ

ممفس شہر کے بڑے بڑے مراکز میں فراعنہ کے مجسمے نصب تھے۔ شاہی تقریبات محلات کے اردگرد پھیلے ہوئے وسیع علاقے میں ہوتی تھیں، جب بادشاہ گزرتے تو راستے کے اردگرد جوان لڑکیاں اپنے سر کے بال پھیلا دیتی تھیں جن پر بادشاہ چلتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے آج کے آغا خان کے پیروکار کی جوان دوشیزائیں اپنے بال ان کی عقیدت میں راہ میں بکھیر دیتی ہیں۔ فراعنہ کے زمانے میں کچھ خواتین بادشاہوں پر پھول نچھاور کرتی تھیں، صحن کے چاروں طرف دور دور تک جوان لڑکیاں میوزک پر ناچ گانے میں مصروف رہتی تھیں، ان تمام مناظر کی تصویر کشی ان بادشاہوں کے مقبروں میں بنی ہوئی آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔



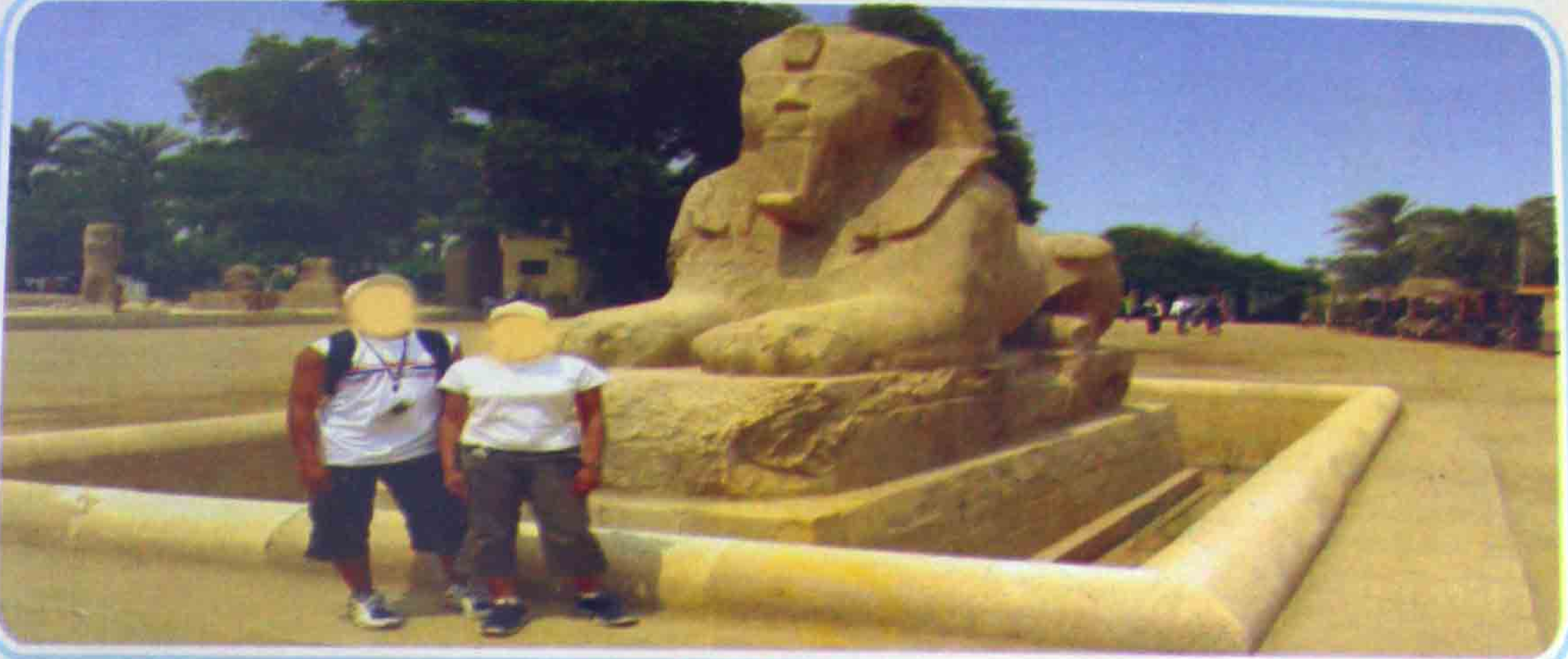
فرعون کے دارالحکومت ممفس میں موجود فرعون دوم رعمیس کا 40 فٹ لمبا مجسمہ جو مصر کے میوزیم میں آج بھی موجود ہے





فرعون مصر رعمیس دوم کی نصب کردہ مجسمے





فرنچ کٹ داڑھی فرعون کا فیشن تھا

جناب یعقوب نظامی نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ فرعون داڑھی نہیں رکھتے تھے لیکن جب مرتے تو میت کو حنوط کرنے کے بعد ٹھوڑی پر رسمی طور پر ایک لمبی سی داڑھی لگا دی جاتی تھی، فراعنہ کی حنوط شدہ لاشوں کی تصویروں میں یہ داڑھیاں ٹھوڑیوں پر نظر آتی تھیں، میت کے بازوؤں کو کراس کی شکل میں سینے پر رکھا گیا تھا۔ ٹھوڑی پر داڑھی کے نشان اور بازوؤں کے کراس کا مطلب تھا کہ بادشاہ زندہ نہیں۔

ممکن ہے فرانس کے محققین نے فرعونی دور پر تحقیق کے دوران جب یہ معلوم کیا ہو کہ فراعنہ کی داڑھیاں ہوتی تھیں تو انہوں نے اسی طرز کی داڑھیاں رکھنی شروع کر دیں جسے انہوں نے اپنی اختراع سے ''فرنچ کٹ داڑھی'' کے طور پر متعارف کروایا چونکہ فرانسیسی فراعنہ سے بڑے مرعوب تھے۔

جب فرانس نے مصر پر قبضہ کیا تو فرانسیسی حکمران نپولین مصر گیا۔ جہاں اس نے رات اہرام کے اس چیمبر میں گزاری جہاں کسی زمانے میں فرعون کی میت رکھی ہوئی تھی، آج بھی بعض مسلمان فرنچ کٹ داڑھی فیشن کے طور پر رکھتے ہیں، اس تناظر میں سعودی حکمرانوں اور شہزادوں کی فرنچ کٹ داڑھیاں کافی شہرت رکھتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو فیشن کے طور پر رکھی ہوئی داڑھیوں کے پس منظر پر بھی غور کر لینا چاہئے کیونکہ مکمل شرعی داڑھی رکھنا یہ تمام انبیاء کی سنت ہے اور آدھی داڑھی یا فرنچ کٹ داڑھی رکھنا یہ فرعون کا فیشن تھا، جسے بدقسمتی سے آج کے جدت پسند مسلمان پسند کرتے ہیں۔



ابوالہول: فرعون کا بنایا ہوا دیو ہیکل مجسمہ

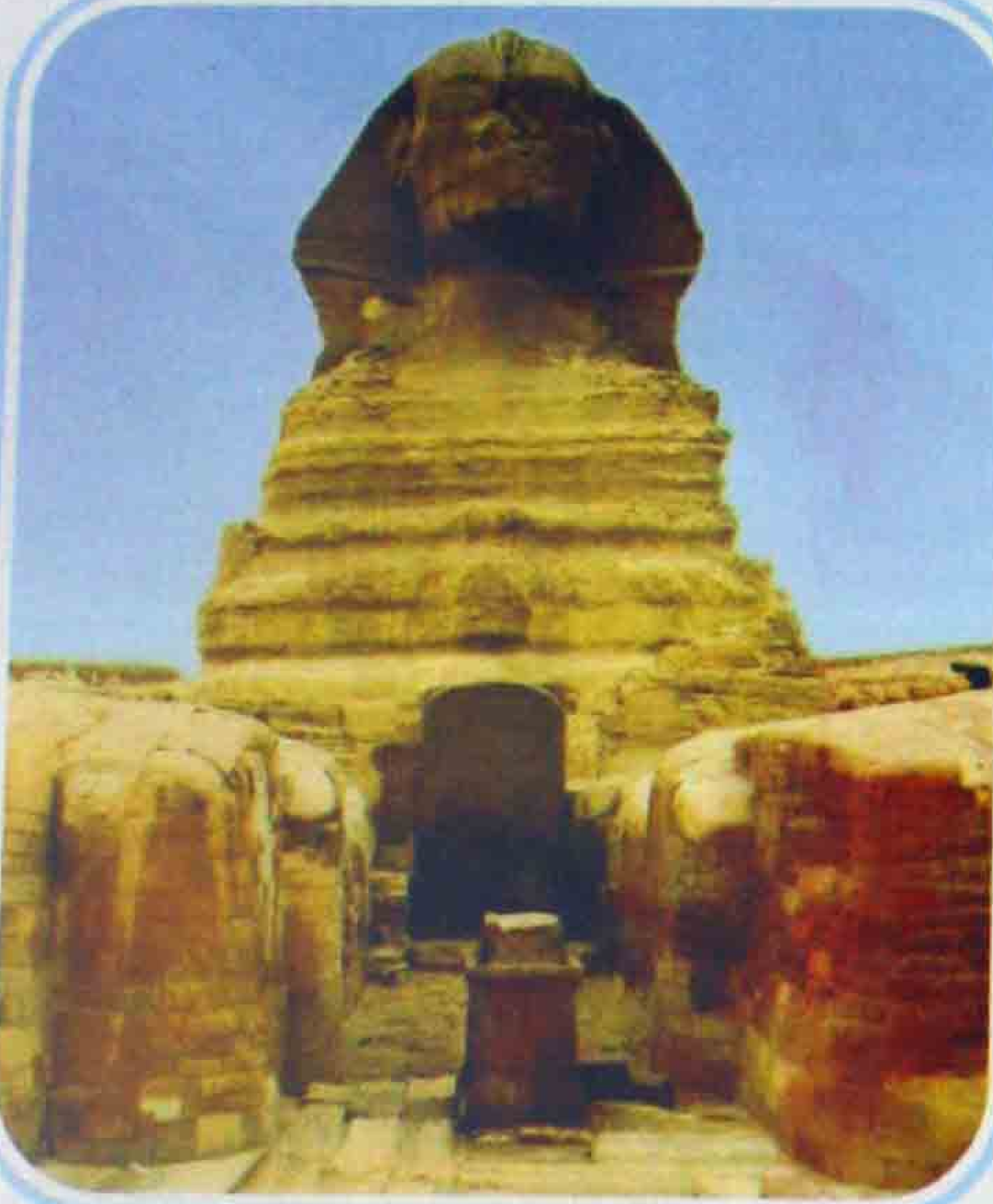


ابوالہول کا یہ مجسمہ 240 فٹ لمبا 66 فٹ اونچا ہے۔ اس کی ناک قد آدم کے برابر ہے اور ہونٹ 7 فٹ لمبے ہیں۔
یہ مجسمہ زیر زمین ریت میں دفن تھا 1618ء میں اس کو دریافت کیا گیا۔



ابوالہول کا مجسمہ





اہرام جیزہ کے مشرقی جانب میں شہرۂ آفاق ''ابوالہول'' واقع ہے۔ یہ دراصل ہرم اوسط کے بانی خیفرے کا مجسمہ ہے جو اس نے خود اپنی زندگی میں بنوایا تھا۔ مقریزی نے لکھا ہے کہ اس کا قدیم نام ''بیلبیب'' تھا۔ عربوں نے اس کا نام ابوالہول رکھ دیا۔ مقریزی کے زمانے میں اس مجسمے کا سر اور گردن سطح زمین پر نظر آتی تھی اور لوگوں کا قیاس یہ تھا کہ باقی جسم زمین میں مدفون ہے چنانچہ بعد میں کسی وقت زمین کھودی گئی تو قیاس درست نکلا اب اس کے چاروں طرف زمین کھدی ہوئی ہے اور پورا مجسمہ نظر آتا ہے البتہ چہرے کے نمایاں نقوش مٹے ہوئے ہیں۔

مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں ایک صوفی بزرگ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ہمیشہ روزے سے رہتے تھے، انہوں نے بہت سے منکرات کے ازالے کے لیے ایک مہم شروع کی اور اسی مہم کے دوران انہوں نے ابوالہول کے چہرے کو اس طرح بگاڑ دیا کہ چہرے کے نقوش نظر نہ آئیں۔ (الخطط، ج ۱، ص ۱۲۷)

بہر کیف! یہ مجسمہ **240** فٹ لمبا اور **66** فٹ اونچا ہے۔ اس کی ناک قد آدم ہے اور ہونٹ **7** فٹ سے زائد لمبے ہیں۔ چہرہ مردانہ ہے لیکن دھڑ شیر جیسا ہے اور یہ پورا مجسمہ ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے۔ تاریخی روایات اس بات پر متفق ہیں کہ اہرام اور ابوالہول کے لیے پتھر اسوان کے علاقے سے لائے گئے تھے جہاں آج کل اسوان بند تعمیر کیا گیا ہے۔ ابوالہول کے دائیں جانب ایک زیر زمین قلعہ نما عمارت کے کھنڈر ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ فرعون کے زمانے میں شہزادیوں کے کمرے تھے۔



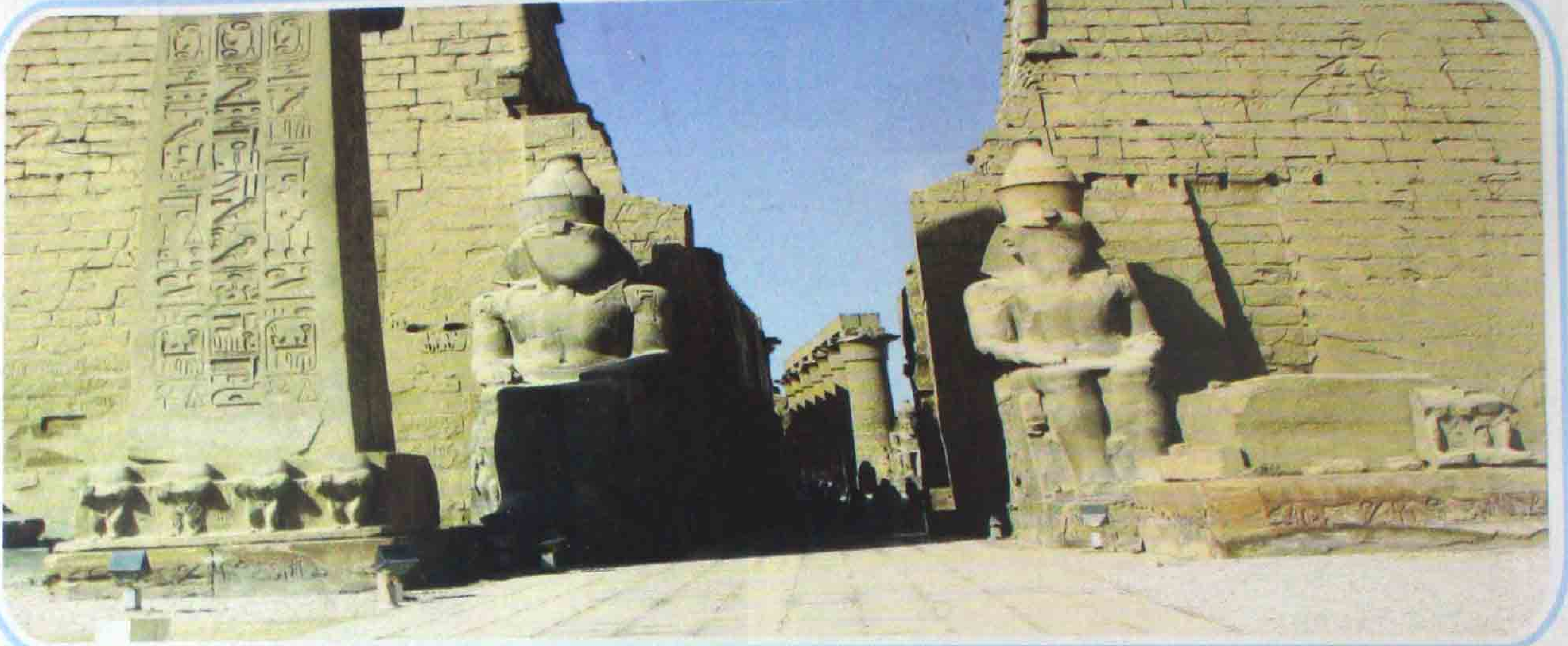
ابوالہول کو قریب سے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پہلے یہ ایک پہاڑی تھی جسے کاریگروں نے کاٹ اور تراش کر 66 فٹ اونچا یہ مجسمہ بنایا جس کا چہرہ بیس فٹ چوڑا ہے



ابوالہول کی دائیں جانب ایک زیر زمین عمارت کے کھنڈرات موجود ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ شہزادیوں کے مخصوص کمرے تھے۔

فرعون کا تعمیر کردہ مندر

دریائے نیل کے کنارے الاقصر کی عبادت گاہ ہے، ہم نے اس کا جائزلیا تو ایک بڑے قطعۂ ارضی پر اس کے کھنڈرات پھیلے ہوئے دیکھے، ایک ایسی عبادت گاہ جس کی فراعنہ دور میں بڑی اہمیت رہی، اس عبادت گاہ کو فرعون رعمیس ثانی نے تعمیر کیا تھا۔ الاقصر کی اس عبادت گاہ کے مین گیٹ پر رعمیس دوم کے دو بڑے بڑے مجسمے دائیں اور بائیں نصب ہیں، ان مجسموں میں وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ عبادت گاہ کے مختلف حصے تھے، فرعون کا کورٹ یارڈ اب بھی موجود ہے۔ بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر ہونے والا یہ مندر بہت اونچا تھا، عمارت انتہائی پرشکوہ تھی، ستونوں پر انتہائی اعلیٰ قسم کی نقش نگاری کی گئی ہے اور اس عبادت گاہ میں فراعنہ کے بارے میں مختلف کہانیاں در و دیوار پر لکھی ہوئی ہیں۔





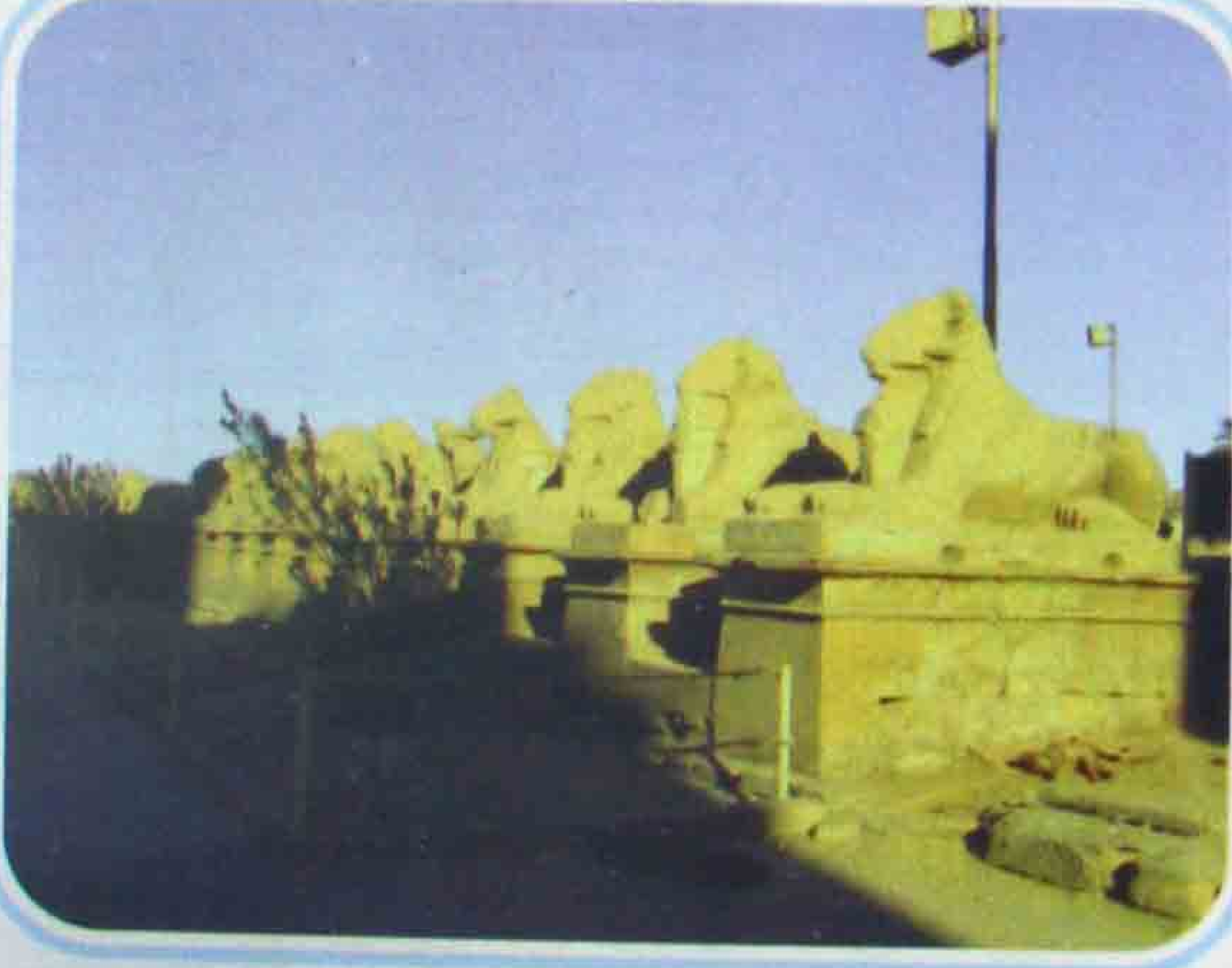





فرعون کا تعمیر کردہ عبادت خانہ







الاقصر میں دریائے نیل کے کنارے کارنک کا مندر جسے رعمیس دوم نے تعمیر کروایا تھا
دریائے نیل کے کنارے فرعون کا تعمیر کردہ مندر

یہاں شہر کے آخری کنارے پر کارنک کے مندر کے کھنڈرات ہیں، اس کی اہمیت سب سے زیادہ تھی اور تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک اس کی مرکزی حیثیت کو تسلیم کیا جاتا رہا۔ **1980** ایکڑ قطعۂ ارضی پر پھیلی ہوئی یہ عبادت گاہ فراعنہ کے امن دیوتا کا مندر کہلاتا تھا، یہ عبادت گاہ ہی نہیں تھی بلکہ اس میں پوری دنیا آباد تھی، ہر فرعون نے اس کی حیثیت کو تسلیم کیا اور پھر اس میں اضافی عمارتیں تعمیر کیں، اس کے ستون، دیواریں بلکہ چھت کے اوپر بھی نقش ونگار اور قدیمی زبان میں تحریریں لکھی ہوئی ہیں، دیواروں پر جو نقش ونگار ہیں وہ تصویری کہانیاں ہیں۔

یہاں بڑے بڑے اسکالر موجود رہتے تھے جو مذہبی تعلیم دیتے تھے، بادشاہوں کی تاج پوشی یہاں ہوتی تھی، حقیقت یہ ہے کہ یہ مندر طاقت کا سرچشمہ تھا، اس کا صدر دروازہ **141** فٹ اونچا اور **425** فٹ چوڑا تھا۔ اس سے بخوبی اس عبادت گاہ کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، صدر دروازے سے اندر داخل ہونے پر چاروں طرف کھلے دالان تھے جس کے بعد ایک اور گیٹ تھا اسی طرح مختلف گیٹ سے گزرنے کے بعد مرکز میں فراعنہ کے سب سے بڑے دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا وہاں تک بادشاہوں، شاہی خاندان، وزراء اور پادریوں کو رسائی حاصل تھی، عوام تو بس اس عبادت گاہ کے باہر سے گزر جاتے تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے۔ الاقصر اور کارنک کی عبادت گاہوں کے قریب شاہی محلات تھے، جن کے اب کھنڈرات بھی موجود نہیں۔

(بشکریہ جناب یعقوب نظامی صاحب)

فرعون کی ہلاکت

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور فرعونیوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے ان کی ہلاکت کی دعا کی اور کہا:

''اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور خدا نے انہیں حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو نکل چلنے کا حکم سنایا اور بنی اسرائیل کی عورتیں فرعونیوں کی عورتوں کے پاس گئیں اور ان سے کہنے لگیں کہ ہمیں ایک میلے میں شریک ہونا ہے وہاں پہن کر جانے کے لئے ہمیں مستعار طور پر اپنے زیورات دے دو۔ چنانچہ فرعونی عورتوں نے اپنے اپنے زیورات ان بنی اسرائیل کی عورتوں کو دے دیئے اور پھر سب بنی اسرائیل عورتوں اور بچوں سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ راتوں رات ہی نکل گئے ان سب مردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں کی تعداد 6 لاکھ تھی۔ فرعون کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو وہ بھی راتوں رات ہی پیچھا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

شیخ التفسیر علامہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

فرعون کے لشکر میں ایک لاکھ گھوڑے تھے اور سات ہزار گھڑ سوار اور اس کے آگے ایک لاکھ تیراندازوں کا دستہ، ایک لاکھ نیزہ بازوں کا دستہ اور ایک لاکھ عمود والوں کا دستہ تھا اور دریا کا پانی جوش مار رہا تھا، جس وقت فرعون بنی اسرائیل کے قریب پہنچا تو سورج روشن ہو چکا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی یہ دیکھ کر گھبرا گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔

اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ

''دریا میں عصا مارو''

فرعون اور اس کے لشکر کا بحرِ قلزم میں غرق ہونے کا منظر (مصورانہ تخیل)



فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۚ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۚ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۚ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۚ (پ ۱۹، سورۃ شعراء ۶۳-۶۸)

تو ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسا بڑا پہاڑ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو اور ہم نے بچا لیا موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے سب ساتھ والوں کو۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے اور بیشک تمہارا رب تعالیٰ ہی عزت والا مہربان ہے۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی تو بحیرۂ احمر دو حصوں میں پھٹ گیا۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾

''فوراً سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک بڑے ٹیلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔''



حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا مارا اور سمندر میں بارہ راستے بن گئے، ہر خاندان کے لیے ایک مستقل راستہ اور ہر راستے کے درمیان پانی پہاڑ کی طرح حائل ہو گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہوا اور سورج کے ذریعہ دریا کی زمین کو خشک کر دیا چنانچہ بنی اسرائیل کا ہر خاندان ایک ایک راستے سے سمندر میں داخل ہو گیا۔ چونکہ ہر راستے کے درمیان پانی اس طرح حائل ہو گیا تھا ایک خاندان دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہا تھا اس لیے ہر خاندان گھبرانے لگا کہ ہمارے دوسرے بھائی مارے گئے، اس صورت حال کو دیکھ کر حق تعالیٰ نے پانی کو پھٹ جانے کا حکم دیا تو پانی میں سے کھڑکیاں بن گئیں اور ہر خاندان کو دوسرا خاندان نظر آنے لگا اور ایک دوسرے کی آواز سننے لگا۔ اس طرح سے بنی اسرائیل صحیح و سالم سمندر پار ہو گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی واقعے کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا ہے:

فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ.

''ہم نے تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کر دیا اس حال میں کہ تم ان کو غرق ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔''

بنی اسرائیل کے سمندر پار کرنے کے بعد جب فرعون سمندر کے قریب پہنچا اور اس کو منتشر پایا تو اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھو میرے خوف سے دریا کس طرح پھٹ گیا اور میں نے ان غلاموں کو پا لیا جو بھاگ آئے تھے۔ تم لوگ دریا میں داخل ہو جاؤ۔

اس کی قوم دریا میں داخل ہونے سے گھبرا رہی تھی۔ کہنے لگی آپ رب ہیں تو پہلے آپ داخل ہو جائیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہو گئے۔ فرعون گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے لشکر میں کوئی گھوڑی نہیں تھی لہٰذا حضرت جبرئیل علیہ السلام جفتی کی خواہش مند گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے لشکر کے آگے آئے اور دریا میں داخل ہو گئے جب فرعون کے گھوڑے نے اس کی بو سونگھی تو اس گھوڑی کے پیچھے دریا میں کود پڑا اور فرعون بے بس و لاچار ہو گیا۔ اس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے گھوڑے کے پیچھے ہی پورا لشکر دریا میں کود پڑا اور پیچھے حضرت میکائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر اس لشکر والوں کو یہ کہہ کر کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہو جاؤ سب کو دریا میں دھکیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ تمام کا تمام لشکر سمندر میں داخل ہو گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان سب سے پہلے سمندر سے نکل گئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو غرق کر دو چنانچہ دریا پہلے کی طرح مل گیا اور سب کو غرقاب کر دیا۔

دریا کے دونوں کناروں کے درمیان کی مسافت چار فرسخ تھی، کنارے سے ہی بنی اسرائیل فرعون کی غرقابی کا منظر دیکھ رہے تھے، اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ'' اس سمندر کا نام بحر قلزم ہے یہ بحر فارس کا ایک کنارہ ہے۔ (حیات الحیوان)




فرعون کی لاش بطور عبرت آج بھی محفوظ ہے

قرآن پاک کی سورہ یونس آیت ۸۹ میں ارشاد خداوندی ہے کہ:
جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا ''میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں''۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً

''اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔''

فرعون کی یہ میت اس وقت قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے، یہ لاش بہت عرصہ الاقصر کے قریب فراعنہ کے شاہی قبرستان کی ایک خفیہ غار نما مقبرے میں رہی، جب یہ ملی تو 1907ء میں سر گرافٹن الیسٹ اسمتھ نے حنوط شدہ لاش سے پٹیاں کھولیں تھیں، عجائب گھر میں ہزاروں لوگ ہر روز فرعون کی میت دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں۔

کچھ مفکرین جب اس واقعہ کو عقل کے ترازو پر تولتے ہیں تو اس بات سے انکاری ہیں کہ بھلا سمندر کیسے خشک ہو کر پھر اچانک ہی اپنی اصل حالت میں واپس آ گیا یہ سب کہاوتیں ہیں، عملی لحاظ سے ایسا ہونا ممکن نہیں؟

میں ایسے دانشور کو ایک بات یاد دلاتا چلوں کہ 26 دسمبر 2005ء کو جب سونامی آیا تو لمحوں میں سمندر اپنی اصل جگہ سے میلوں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ زمین خشک دیکھ کر بچے اور بڑے سمندر کی قیمتی چیزیں اٹھانے کے لئے بھاگے تو لمحوں کے اندر وہ سمندر جس تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹا تھا اسی تیزی کے ساتھ واپس آیا جس سے ہزاروں لوگ ڈوب گئے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ موجودہ دور میں ایسا کر سکتے ہیں تو دنیا کے ظالم ترین انسان فرعون کی عبرت کے لئے تو ایسا کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔



فرعون رعمیس دوم کی میت تابوت میں رکھی ہوئی ہے۔
ساتھ تابوت کے اوپر رکھنے والا حصہ نظر آ رہا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں کیچڑ ٹھونس دیا

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ فرعون کو غرق کرنے لگا (یعنی بحکم خدا فرعون ڈوبنے لگا) تو بولا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ

''میں اس اللہ پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔''

تو یہ سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ منظر دیکھتے کہ میں اس کے منہ میں سمندر کی کیچڑ ٹھونس رہا تھا کہ کہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اس کو نہ پہنچ جائے اور مرنے سے پہلے اس کی توبہ قبول ہو جائے۔

فرعون کا فتویٰ

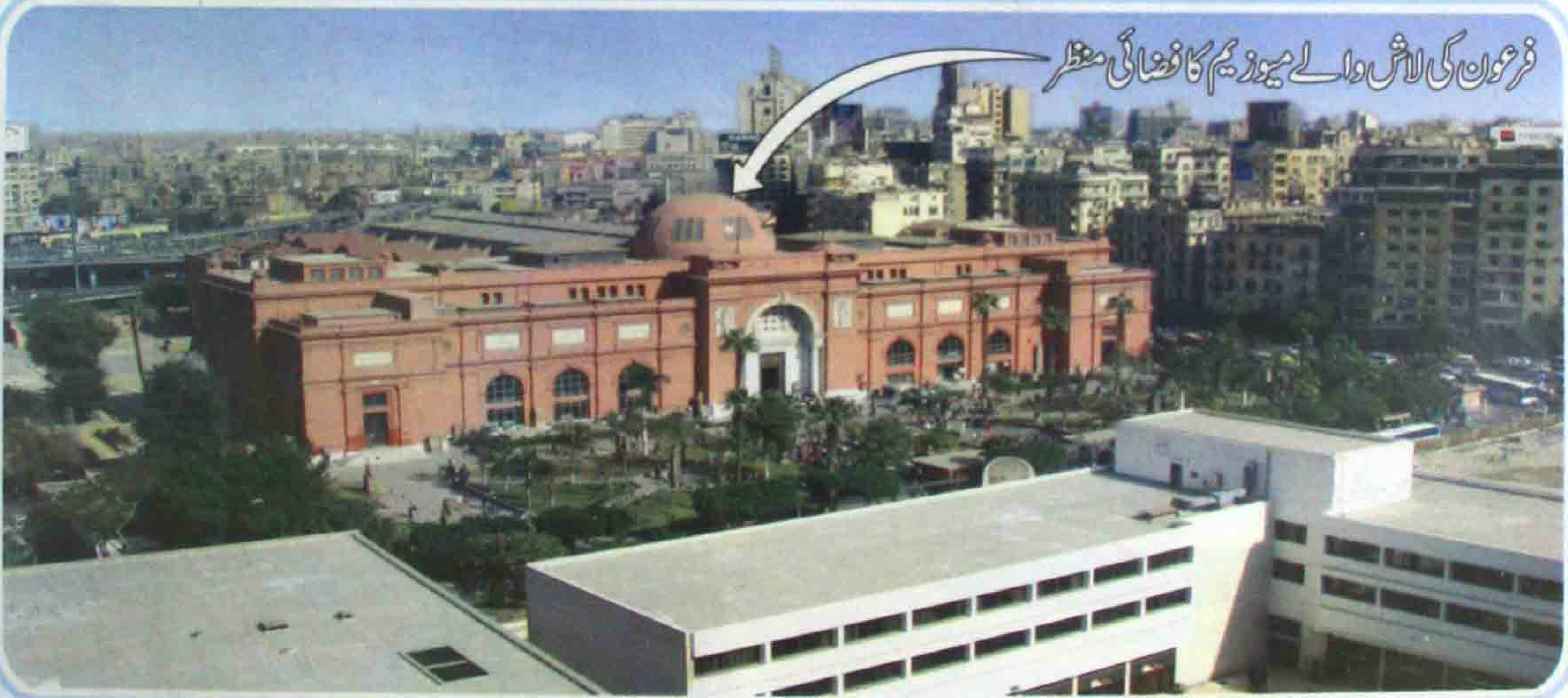
ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لے کر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر کا اس غلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو آقا کے مال ونعمت میں پلا، پھر اس غلام نے اپنے آقا کی نعمت کا کفران کیا اور اس کا حق نہ مانا اور خود آقا ہونے کا دعویٰ کیا تو ایسے غلام کا کیا حکم ہے؟
فرعون نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب لکھا کہ ایسے غلام کی سزا یہ ہے کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ اور اس فتوے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون سے دستخط بھی لے لئے۔
فرعون نے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ یہ وہ جواب ہے کہ جو ابو العباس ولید بن مصعب یعنی فرعون نے لکھا ہے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا اور ایمان ظاہر کرنے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ اس کو دکھلایا اور کہا کہ فتویٰ کے بموجب تیرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ (معارف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)




مصر کے شہر قاہرہ کا وہ میوزیم جس میں فرعون کی لاش رکھی ہوئی ہے



مصری عجائب خانے میں حنوط کی ہوئی ایک لاش (Mummy) آج تک محفوظ ہے کہا جاتا ہے کہ یہ لاش فرعون منفتاح ثانی کی ہے جو تماشا گاہ خاص و عام ہے۔ (واللہ اعلم)

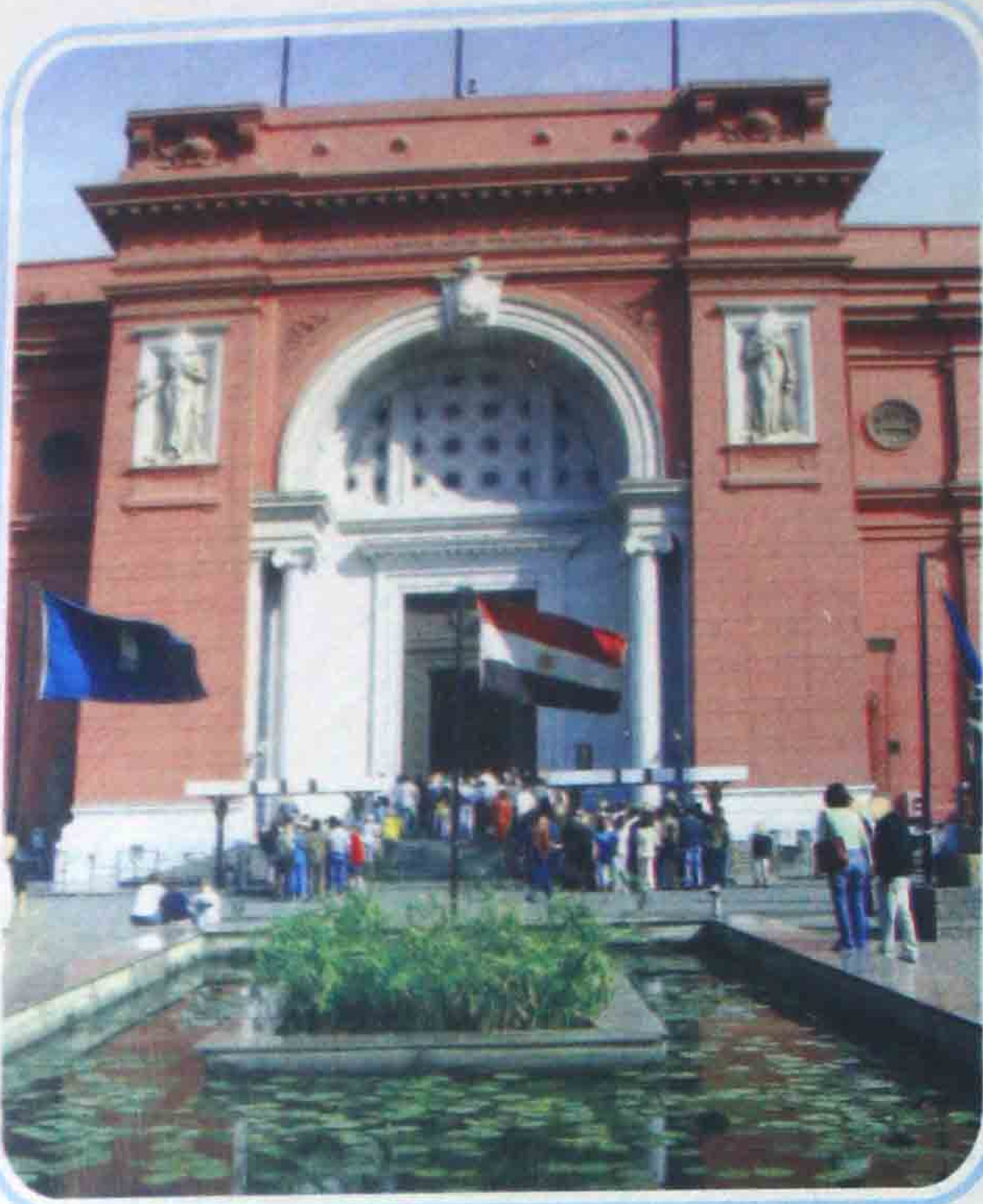


اس عجائب گھر کی اصل وجۂ شہرت فرعون کی لاش ہے، اس موضع عبرت کو دیکھنے دنیا بھر سے بکثرت سیاح آتے ہیں اور حکومت مصر بھی انہیں لوٹنے کا فن خوب جانتی ہے، چنانچہ بالائی منزل پر ایک حصہ فراعین مصر کی حنوط شدہ لاشوں خصوصاً فرعون موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا علیحدہ ٹکٹ ہے جو سیاحوں کو لوٹنے کے زمرے میں آتا ہے، تاہم اسے دیکھنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس سے قرآنی صداقت کا اظہار ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

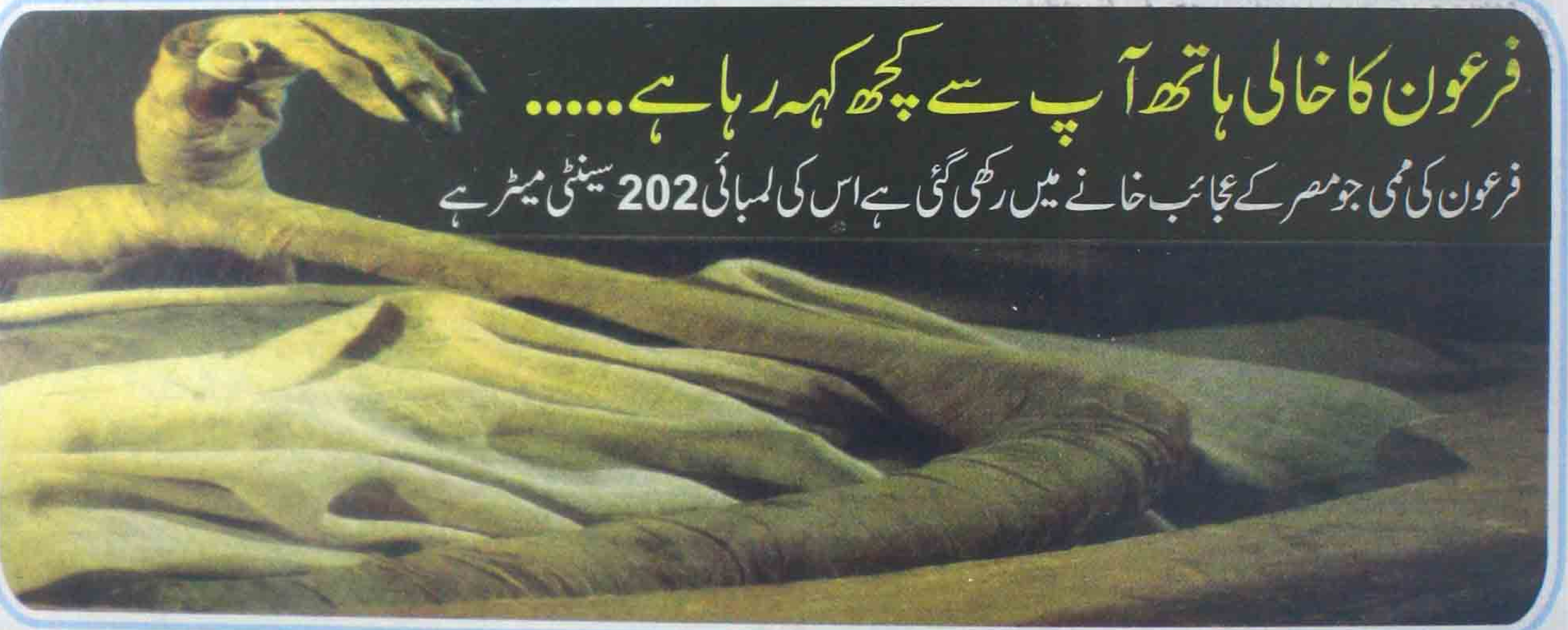
فرعون اور دیگر ممیوں کے سرہانے باقاعدہ ٹمپریچر چیک کرنے کے آلات نصب ہیں پورا جسم سفید پٹیوں سے لپٹا ہوا ہے البتہ پاؤں اور چہرہ ننگا ہے۔ اس کا قد درمیانی ہے گوشت ہی نہیں کھال تک خشک ہو چکی ہے اور خدائی کا دعویدار شخص ہڈیوں کا ڈھانچہ سا دکھائی دیتا ہے۔ باہر آئے تو پھر ایک طائرانہ نظر اس ساز و سامان پر ڈالی جس کے بل بوتے پر یہ اکڑفوں کیا کرتے تھے اور انا ربکم الاعلی کی ڈینگیں مارتے تھے، مگر متاع دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے؟ سب کچھ یہیں رہ گیا اور ملکیت کے دعویداروں کے اجسام موضع عبرت بنے ہوئے ہیں جب کہ ان کی روحیں جہنم میں بلبلا رہی ہیں۔ (از جناب یعقوب نظامی صاحب)

عجائب گھر فرعون

جناب محبوب الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ:
قاہرہ کے قلب میں دریائے نیل کے کنارے ایک نہایت خوبصورت علاقے میں "میدان رمسیس" (رمسیس چوک) واقع ہے۔ یہاں بڑے بڑے بلند و بالا ہوٹل، ایئر لائنز کے دفاتر اور دیگر کاروباری مراکز ہیں۔ یہیں عجائب گھر کی وسیع و عریض عمارت ہے جسے متحف کہتے ہیں، مین گیٹ سے اندر داخل ہو کر ایک صحن کراس کرنے کے بعد بہت بڑا ہال ہے جس میں ٹکٹ کے ذریعے داخلے کی اجازت ہوتی ہے، ہال کے اندر شیشے کے بڑے بڑے شوکیسوں میں قدیم نوادرات بڑے قرینے سے سجائے گئے ہیں۔ صدیوں پرانی تلواریں، نیزے، بھالے اور دیگر اسلحہ کے علاوہ نادر ظروف بعض بالکل سادہ اور بعض نہایت منقش اور قیمتی بادشاہوں کے استعمال کی تھیں، جنہیں غلام کھینچتے، طرح طرح کی چھڑیاں، مختلف ڈیزائنوں کے زیورات وغیرہ نوادرات شامل ہیں۔ عجائب گھر مصر میں مختلف ادوار کے بادشاہوں اور ان کی بیویوں کے مجسمے بڑی کثرت سے رکھے گئے ہیں، مصر کی قدیم ثقافت میں مجسمہ سازی کا بڑا رواج تھا اور اس فن میں مصریوں کو بڑی مہارت تھی۔



فرعون کی لاش والا میوزیم



عبرت نامۂ فرعون

مصری دستور کے مطابق ہر بادشاہ کا مقبرہ جدا ہوتا تھا جس میں اس کے تمام حالات کندہ کیے ہوتے اور اس کی بعض اشیاء اور جواہرات اس کی قبر کے ساتھ ہی محفوظ رکھے جاتے لیکن منفتاح کا الگ مقبرہ نہ بنایا گیا بلکہ اسے عجلت سے امنحوتب (1400 تا 1370 ق م) کے مقبرے ہی میں دفن کر دیا گیا اور یوں اٹھارہویں اور انیسویں خانوادوں کے دو فرعونوں کی نعشیں ایک ہی مقبرے میں جمع ہوگئیں۔ منفتاح کی لاش مصری عجائب خانے (قاہرہ) میں آج بھی محفوظ ہے۔
محمد احمد عدوی "دعوۃ الرسل الی اللہ" میں لکھتے ہیں کہ اس نعش کی ناک کے سامنے کا حصہ ندارد ہے جیسے کسی حیوان نے کھا لیا ہو غالباً سمندری مچھلی نے اس پر منہ مارا تھا پھر اس کی لاش اللہ ہی فیصلے کے مطابق کنارے پر پھینک دی گئی تاکہ دنیا کے لیے عبرت ہو۔

فرعون کا مسخ شدہ چہرہ



فرعون کی لاش کو بطور عبرت دیکھنے والے کی سرگزشت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جس فرعون نے پرورش کی اس کا نام رعمیس دوئم تھا۔ یہ وہ فرعون تھا جس کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن گزرا تھا۔ اسی نے فرعون کا لقب اختیار کیا تھا اس سے قبل یہ لقب صرف شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھا لیکن بادشاہ فرعون نہیں کہلاتے تھے۔

جناب یعقوب نظامی صاحب مصر کے رائل میوزیم میں موجود فرعون کی لاش کو نگاہ عبرت سے دیکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: رعمیس کی میت کا میں نے خصوصی طور پر بغور جائزہ لیا، پہلی نظر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بڑے عذاب میں مبتلا ہو کر مرا ہے، اس کی کھینچی ہوئی گردن سامنے نظر آ رہی ہے، گردن کی نالیاں واضح نظر آتی ہیں، سر کے بال درمیان سے غائب اور دونوں طرف کانوں کے اوپر موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنجا تھا، منہ زیادہ کھلا ہونے کی وجہ سے حنوط کرنے والوں نے منہ میں کوئی چیز ٹھونس کر اسے بند کرنے کی کوشش کی تھی، دائیں طرف سے دانت نظر آ رہے ہیں، اس کے سر کے بال ہاتھ اور پاؤں کے ناخن بھی موجود ہیں، قد چھ فٹ کا تھا، جسم چھریرا تھا۔ رعمیس دوم کے ساتھ اس کے بیٹے منفتاح کی میت ہے یہ وہ فرعون تھا جس نے رعمیس کے بعد 1203-1213 ق م کے درمیان حکومت کی، اس کے سر کے بال موجود ہیں اور پر کھدر کی چادر ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ اسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا تھا اور سمندر میں ڈوب کر غرق ہوا تھا۔ اس واقعے کو قرآن پاک سورہ یونس آیت نمبر 92 میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''اب تو ہم صرف تیری لاش ہی بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔''

جب قرآن پاک کی یہ آیات نازل ہوئیں تب سے لے کر گزشتہ صدی تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کی میت کو کسی خفیہ مقام پر اپنی حکمت کے تحت محفوظ رکھا ہوا ہے اور کمال کی بات یہ بھی ہے کہ کبھی کسی نے اس بارے میں استفسار بھی نہیں کیا کہ قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق وہ میت کہاں ہے؟

اب جب سائنس نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ وہ آثار قدیمہ کے سرمائے کی حفاظت رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو کسی انسان کو یہ سمجھ عطا کر دی کہ فلاں مقام کو کھودو۔ الاقصر میں پہاڑیوں کے بیچ کھدائی ہوتی رہی اور آخر یہ میتیں مل گئیں۔ ایسے میں میں سوچتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کا ایمان کامل نہ ہوتا تو ممکن ہے اسی ایک نکتے پر کئی مسلمانوں کا ایمان متزلزل ہوتا۔

متکبر فراعنہ کی میتیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رہتی دنیا کے لئے عبرت کے طور پر محفوظ کیا ہوا ہے کو دیکھا، عبرت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور پختہ ہوا۔ جب میں اس شاہی میت گاہ سے باہر نکلا تو مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان احکامات کو گہرائی میں سمجھنے کا موقع ملا، جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں متعدد بار انسانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ دنیا میں گھومو پھرو اور ان لوگوں کا انجام دیکھو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اگر میں مصر نہ آتا اور فراعنہ کی میتیں اور ان کے عالیشان محلات اور شاہی قبرستان نہ دیکھتا تو مجھے ان متکبر لوگوں کے انجام سے اس طرح آگاہی نہ ہوتی جس طرح انہیں دیکھ کر آگاہی اور عبرت حاصل ہوئی۔

جبل فرعون: یہ وہ جگہ ہے جس کے متعلق مقامی لوگوں میں یہ روایت پائی جاتی ہے کہ اس جگہ فرعون کی لاش پانی میں ملی تھی۔ جزیزہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر اس مقام کو موجودہ زمانے میں ''جبل فرعون'' کہتے ہیں اور اس کے قریب ایک گرم چشمہ ہے جو حمام فرعون کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی جائے وقوع ابوزنیمہ سے چند میل اوپر شمال کی جانب ہے۔





فرعون سے منسوب میوزیم کے ہال کا منظر



نوٹ:
فرعون کی لاش والے میوزیم کی زیارت کیلئے احقر کی کتاب "قرآن کے تاریخی مقامات" کا مطالعہ فرمائیں

مصر کے شہر قاہرہ کے رائل میوزیم کی عمارت کئی منزلہ ہے۔اس میوزیم میں ہزاروں کی تعداد میں مصر کے شاہی قبرستانوں سے ملنے والی اشیاء محفوظ ہیں

فرعون کی لاش جو قرآن کی حقانیت کا زندہ ثبوت ہے



بحر مرہ یا بحر قلزم سے 1824 ق م میں غرق ہونے والے فرعون کی لاش جو کہ 1881ء میں بحر احمر سے ملی تھی، بعض کا کہنا ہے کہ یہ لاش الاقصر کے شاہی خاندان کے اہرام سے ملی تھی۔

فرعون کی یہ لاش 3000 سال سمندر میں رہی، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانی کے طور پر آج تک محفوظ ہے۔ جس کو قرآن کی سورۃ یونس میں بطور عبرت باقی رکھنے کا قرآن نے اعلان آج سے 1400 سال پہلے کیا تھا۔

یہ لاش مصر کے شہرہ قاہرہ کے رائل میوزیم میں آج بھی موجود ہے۔ جسے دیکھنے کے لیے حکومت مصر کی جانب سے علیحدہ ٹکٹ رکھا گیا ہے۔

1970ء میں سر گرافٹن ایلیٹ اسمتھ نے اس کی ممی (مومیا) پر سے جب پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی پائی گئی تھی جو کھارے پانی میں اس کی غرقابی کی کھلی علامت تھی۔ (تفہیم القرآن، جلد دوم)

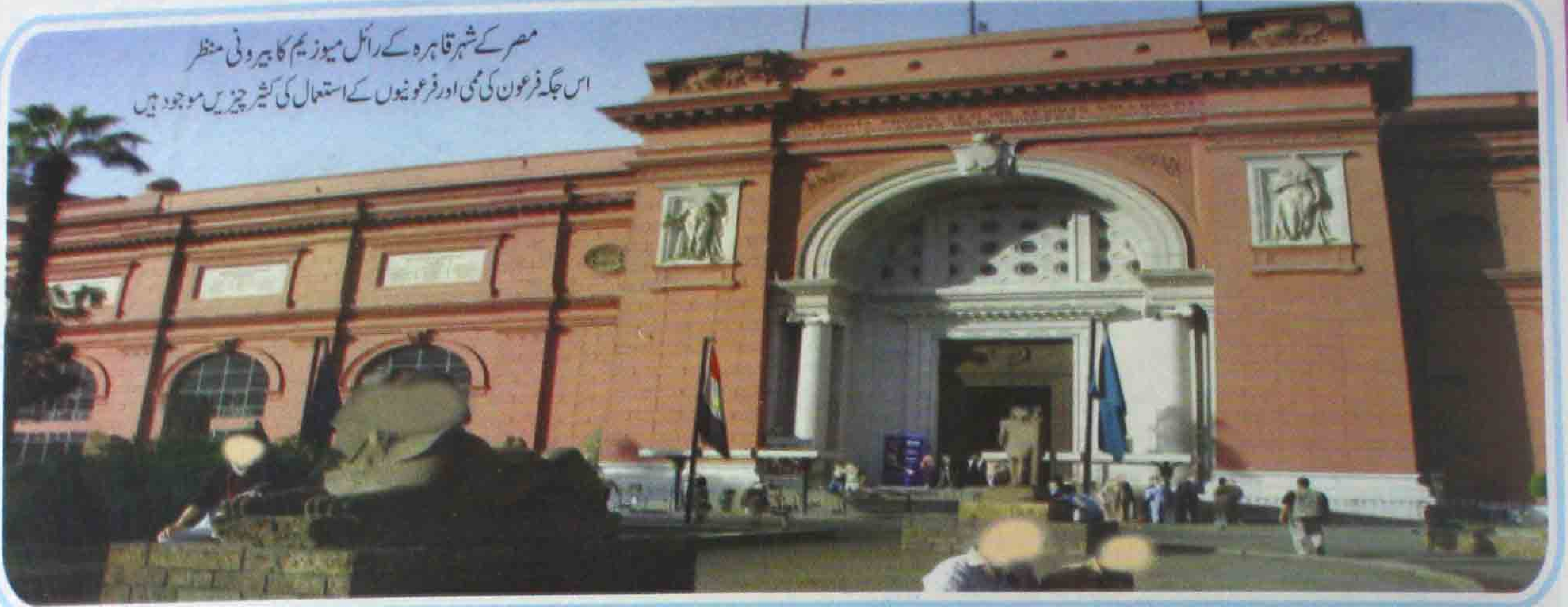
فراعنہ مصر: تین ہوئے ہیں۔

(۱) پہلا فرعون سنان بن الاشعل بن علوان بن العمید بن عملیق۔ یہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔

(۲) دوسرا فرعون ریان بن الولید۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

(۳) تیسرا فرعون الولید بن مصعب۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

فرعون کی لاش والا میوزیم



مصر کے شہر قاہرہ کے رائل میوزیم کا بیرونی منظر
اس جگہ فرعون کی ممی اور فرعونیوں کے استعمال کی کثیر چیزیں موجود ہیں



3200 سال پرانی ممی جو کہ مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔











فرعون کی لاش جو 1200 قبل مسیح میں سمندر میں ڈوبی تھی 3116 سال سمندر میں بغیر گلے سڑے محفوظ رہی۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے۔



الاقصر کا شاہی قبرستان جہاں سے فرعون کی ممی ملی





① رعمیس دوم ② سیٹی ③ مرناپتھ ④ امین میسس ⑤ رعمیس سوم ⑥ ملکہ ٹکس ⑦ رعمیس ششم ⑧ توتن خانم

رعمیس دوئم کے مقبرے میں اس کی جنگی فتوحات کے بڑے واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ جب اس نے مصر کے جنوب میں نمبیہ کے لوگوں سے جنگ کی اور ان پر فتح پانے کے بعد مغلوب لوگ بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے تو جو تحفے تحائف لائے تھے اس کی خوبصورت منظر کشی اس کے مقبرے کے درودیواروں پر موجود ہے۔ جس کمرے میں میت ہوتی تھی۔ اس کے بعد آگے اور خفیہ کمرے ہوتے تھے جن میں سونے چاندی اور دوسری قیمتی چیزیں رکھی جاتی تھی۔ یہ سب کچھ خفیہ رکھنے کا ایک ہی مقصد تھا کہ یہ چیزیں محفوظ رہیں۔ دنیاوی آفات اور چور لٹیروں سے۔



فرعون کہاں غرق ہوا؟

مفسرین اور مؤرخین کا بنی اسرائیل کے عبور سمندر اور فرعون کے غرق ہونے کے مقام کے بارے میں اختلاف ہے اس بارے میں 2 قول ملتے ہیں:

1 بحر مرہ
2 بحر قلزم (خلیج سوئس)

پہلا قول: فرعون بحر مرہ میں غرق ہوا

بعض کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل نے بحر مرہ کو پار کیا اور اسی بحر مرہ میں بنی اسرائیل کے پار کرنے کے بعد سمندر پہلے کی طرح مل گیا اور فرعون غرق ہو گیا۔ بحر مرہ وادیٔ سینا کے اوپری حصہ میں واقع ہے۔ یہ کڑوے پانی کی جھیل کے نام سے بھی معروف ہے۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ بحر مرہ فرعون کے زمانے میں خلیج سوئس (بحر قلزم) سے ملی ہوئی تھی۔ بعد میں جغرافیائی تبدیلی کی وجہ سے ہزاروں سال بعد یہ جھیل بحر قلزم سے الگ ہو گئی۔

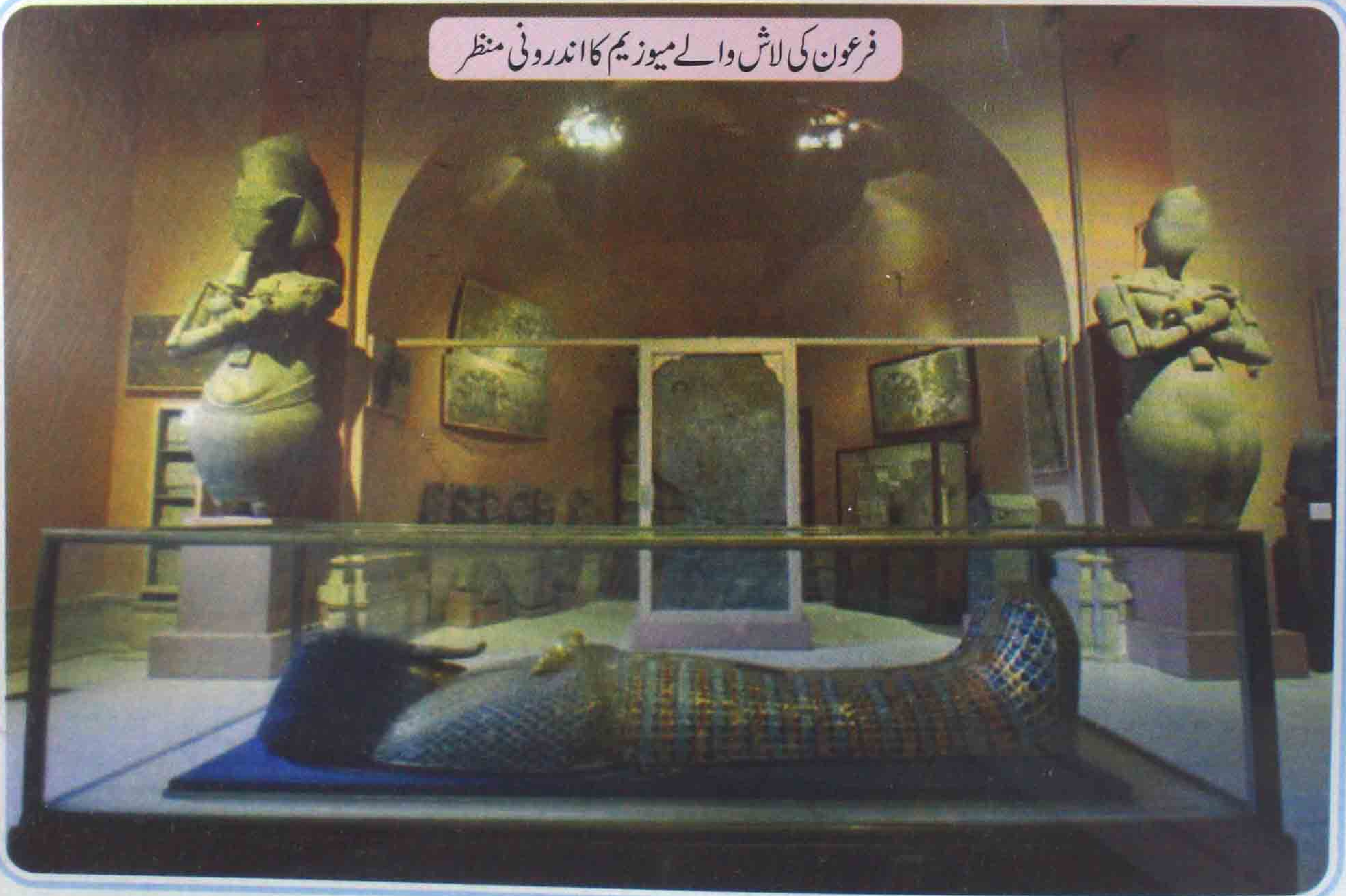
توریت بہت سے مقامات کے ناموں کا ذکر کرتی ہے جہاں سے بنی اسرائیل گزر کر مقام عبور پر پہنچے، ان مقامات کے نام آج معروف نہیں ہیں۔

اور بحر احمر کے جہاز راں خلیج سوئس میں ایک جگہ کا نام بسرکۃ فرعون (فرعون کا گڑھا) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبور بنی اسرائیل یہاں سے ہوا تھا۔ اور یہ جگہ سوئس سے بہت دور ہے۔

سمندر کا پھٹنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا کے ضرب سے تھا۔ ہواؤں کے چلنے سے اس کا تعلق نہ تھا لیکن اگر یہ بھی کہا جائے کہ سمندر کا شق ہو جانا ہواؤں کے چلنے سے تھا تو بھی اسے معجزہ ہی کہا جائے گا۔

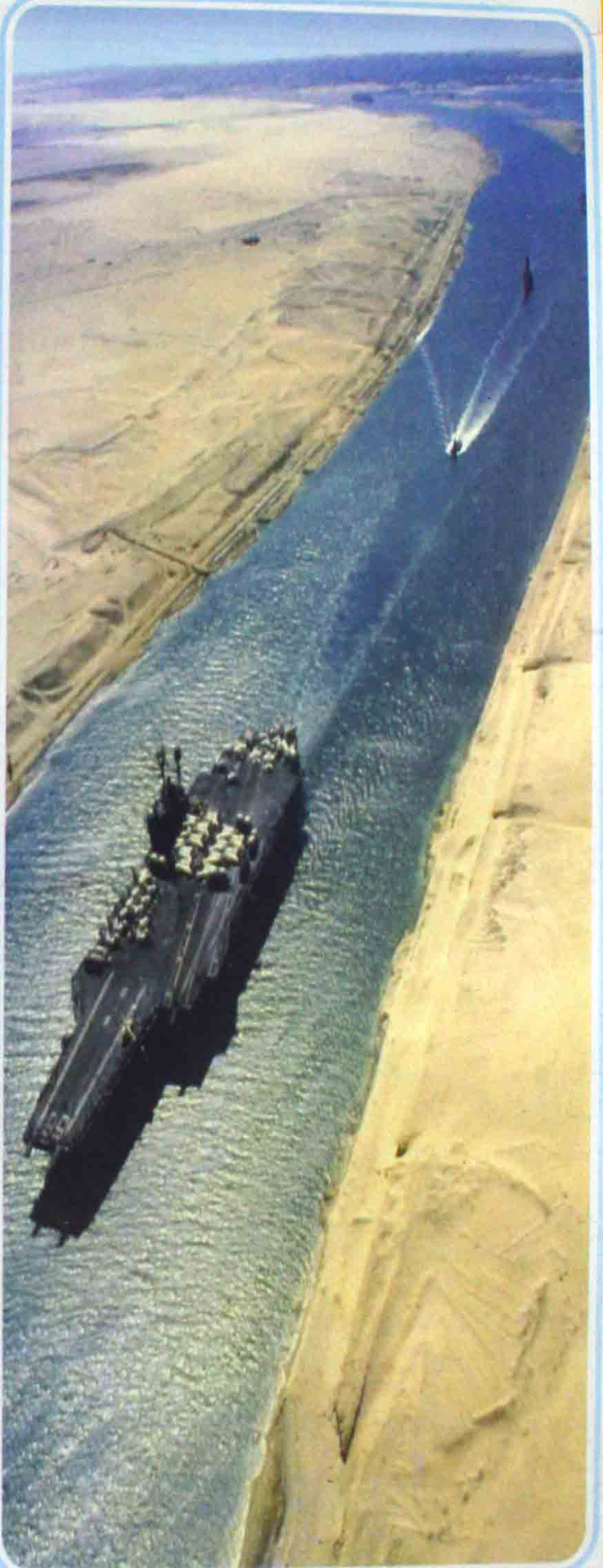
اس لئے کہ تاریخ میں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور نہ بعد میں یہ کبھی سننے میں آیا کہ ہواؤں نے ایک خاص وقت چل کر سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر وہ دونوں مل گئے ہوں اگر یہ صورت بھی پیش آئی تو یہ بھی معجزہ ہی تھا۔ اسے اتفاقی یا طبعی صورت نہیں کہا جا سکتا۔

غرق فرعون کا حادثہ (منفتاح) کے زمانے میں پیش آیا۔ جسے رعمیس ثانی نے اپنا شریک حکومت کر لیا تھا اور جو منجملہ اس کی 151 اولادوں میں اس کا بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا۔ اس کی لاش آج بھی مصری عجائب خانہ میں موجود ہے اور دیکھنے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔



فرعون کی لاش والے میوزیم کا اندرونی منظر

بحرہ مرہ جہاں فرعون غرق ہوا



بحر مرہ کی فضائی تصویر



دوسرا قول: فرعون بحر قلزم میں غرق ہوا



مصر سے ہجرت اور فرعون کا چھ لاکھ کے لشکر کے ساتھ پیچھا کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کے جس مقام پر عصا مار کر دو حصوں میں تقسیم کیا تھا اس میں سے ایک مقام بحر قلزم (خلیج سوئس) ہے۔ اس جگہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے گزرنے پر راستہ بن گیا تھا اور جب فرعون کا لشکر یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا پیچھا کرتے ہوئے گزرا تو سمندر دوبارہ مل گیا اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ غرق ہو گیا۔



بحر قلزم جہاں فرعون غرق ہوا

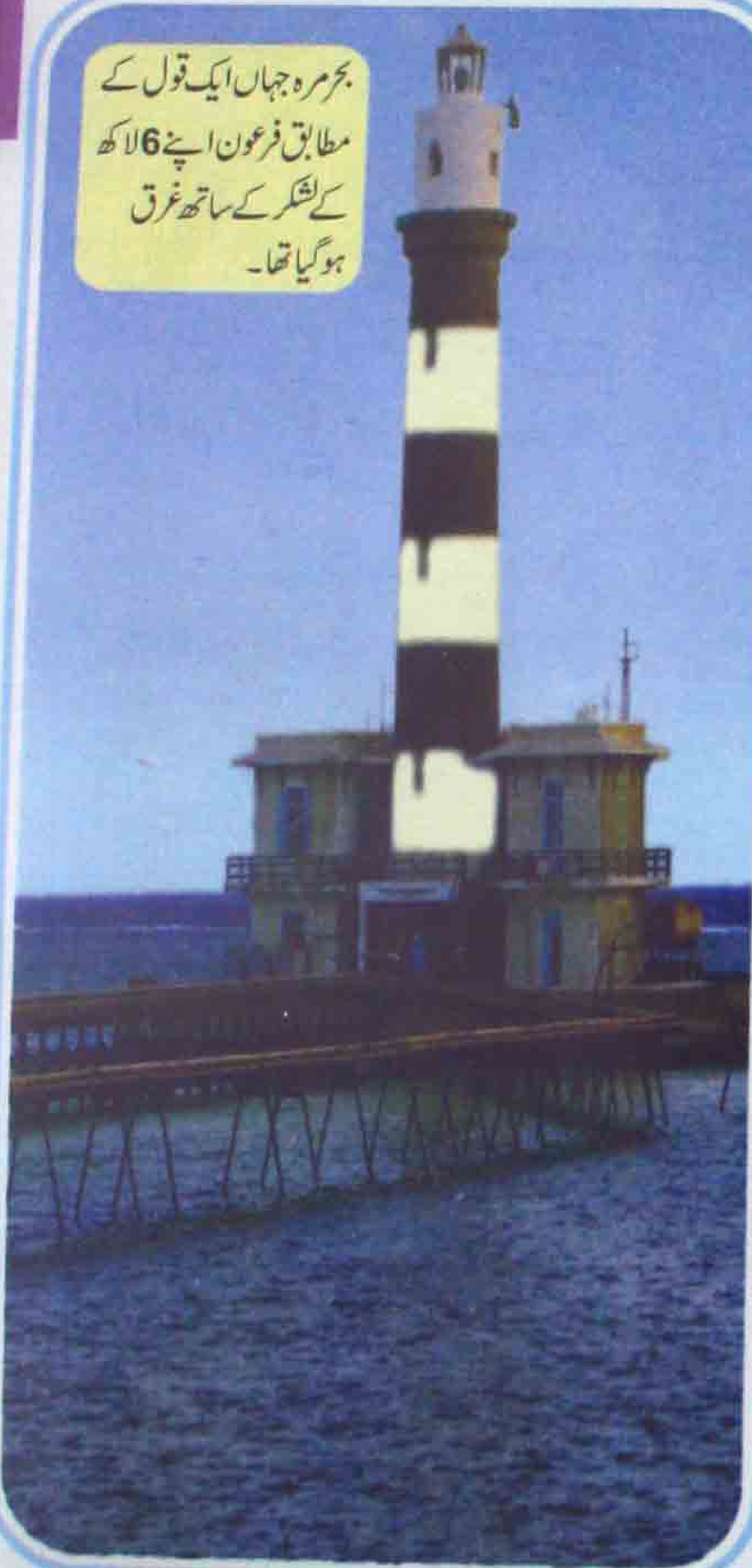


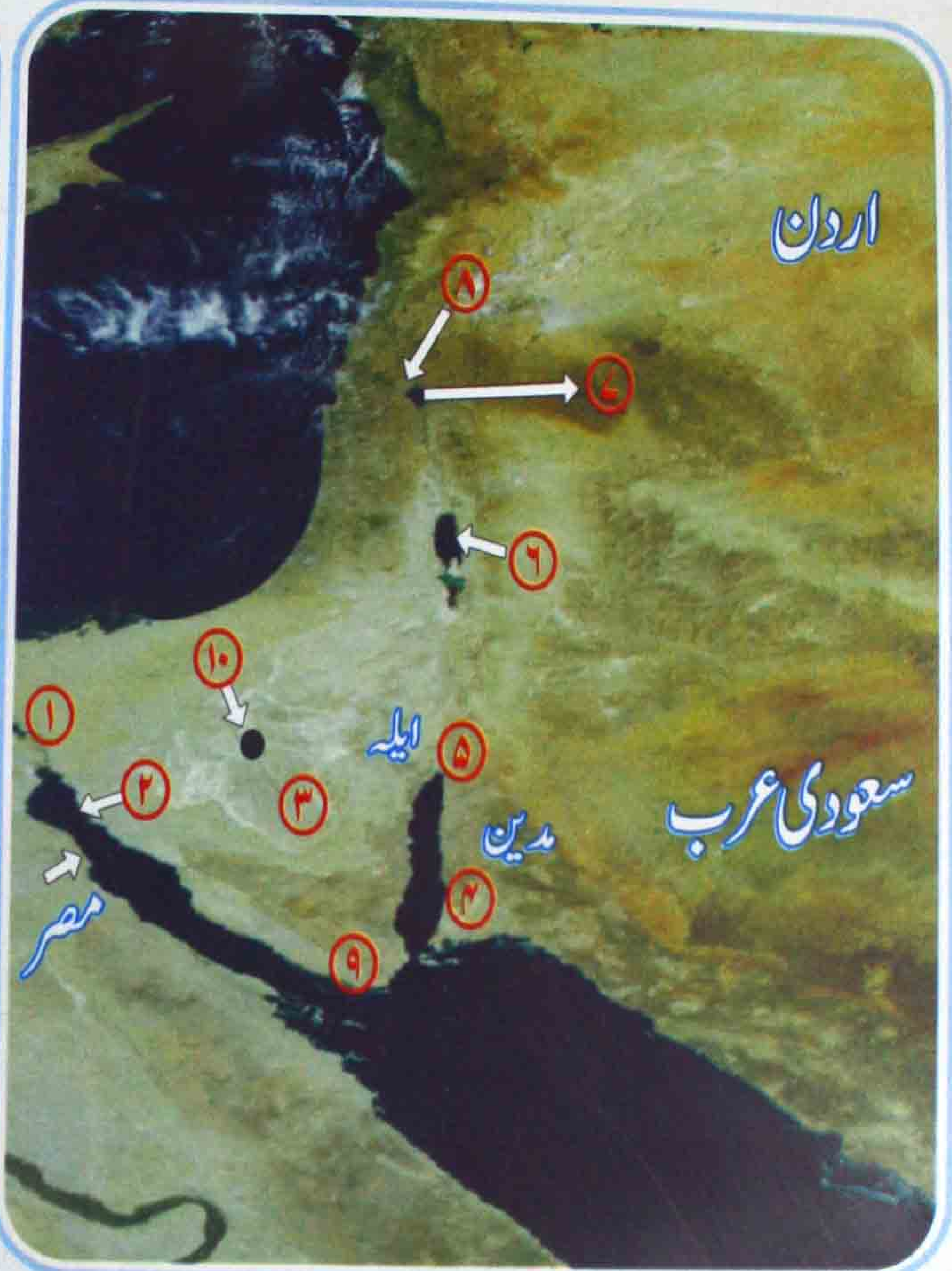
بحر قلزم جہاں فرعون غرق ہوا



بحر مرہ اور بحر قلزم کے محل وقوع کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر







1 بحر مرہ کا مقام **2 بحر قلزم کا مقام**

مورخین کے نزدیک ان دو مقاموں میں سے ایک مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ ؑ کے عصا مارنے کی وجہ سے سمندر کا پانی دو حصوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ جسے حضرت موسیٰ ؑ نے پار کیا اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ یہاں غرق ہوگیا۔

3 کوہ طور: یہ وہ جگہ ہے جہاں کوہ طور پہاڑ واقع ہے۔ اس جگہ حضرت موسیٰ ؑ کو توریت کا تحفہ ملا، اسی جگہ وہ روشن درخت ہے جس سے حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی۔

4 مدین: یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ ؑ کے سسر حضرت شعیب ؑ رہتے تھے۔ اسی جگہ حضرت موسیٰ ؑ نے دس سال تک بکریوں کی رکھوالی کی۔

5 ایلہ: وہ جگہ ہے جہاں کے لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی پر بندر بنادیئے گئے۔

6 بحر میت: قوم لوط ؑ کی وہ جگہ جو زیر سمندر غرق ہوگئی۔

7 نہر اردن: جہاں حضرت داؤد ؑ کی جالوت سے جنگ ہوئی۔

8 بحر طبریہ: جہاں حضرت سلیمان ؑ مدفون ہیں۔

9 مجمع البحرین: یہاں دو سمندر ملتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ کی ملاقات ہوئی تھی۔

10 وادیٔ تیہ: جہاں بنی اسرائیل 40 سال تک حالت قید میں من وسلویٰ آسمانی کھانا کھاتے رہے۔




اہرام مصر، فرعون کا شاہی قبرستان

حقیقت میں یہ علاقہ فراعنہ کا شاہی قبرستان تھا۔ جہاں بادشاہوں، شاہی خاندان کے دوسرے افراد، مذہبی لیڈروں، وزراء، رؤساء اور شاہی عہدیداروں کے چھوٹے چھوٹے اہرام تھے۔

تین اہرام کا مختصر تعارف

اہرام اکبر: قاہرہ میں واقع یہ عمارت صرف عہد قدیم میں نہیں بلکہ آج بھی اپنی بلندی اور طول وعرض کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت تسلیم کی جاتی ہے۔ اہرام اکبر کا زمینی رقبہ 13.1 ایکڑ پر محیط ہے اس کی ہر سمت 756 فٹ طویل ہے۔ اس کی اونچائی تعمیر کے بعد 481.4 فٹ تھی۔ اس کی تعمیر میں تقریباً تئیس لاکھ سے زیادہ پتھر استعمال کیے گئے تھے، جن میں سے بعض پتھر 15 ٹن تک وزنی ہیں۔ کہتے ہیں کہ عمارت کے اندر کچھ ایسی سرنگیں بنائی گئیں تھیں جن میں دریائے نیل کا پانی داخل ہو کر کسی خاص مقام تک پہنچ سکے۔ وقت کے تمام علوم اس کی دیواروں اور ستونوں پر کندہ کیے گئے تھے۔ سورید نے اہرام کی دیوار پر جلی حروف کے ساتھ تحریر کندہ کروائی تھی کہ ''میں نے یہ عمارت چھ سال کے قلیل عرصے میں بنائی ہے میرے بعد اگر کوئی بادشاہ میری مماثلت اور ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو چھ سو سال میں گرا کر دکھائے باوجود یکہ گرانا بنسبت بنانے کے آسان ہوتا ہے۔''

اہرام اکبر کے بعد دوسرے نمبر پر ''اہرام اوسط'' ہے۔ نیچے کھڑے ہو کر دیکھیں تو یہ زیادہ بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً اہرام اکبر سے چھوٹا ہے یہ تعمیر کے وقت 471 فٹ بلند تھا اور اب اس کی اونچائی 447 فٹ ہے۔ یہ خوفو کے بیٹے خفرے کا بنایا ہوا ہے جو شیفرن کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

تیسرا ہرم ''اہرام اصغر'' ہے۔ یہ تعمیر کے وقت 218 فٹ بلند تھا اور اب 204 فٹ بلند ہے۔ اور یہ خیفرے کے جانشین منکارہ کا تعمیر کردہ ہے، جو مائی سرنیوس کے نام سے معروف ہے۔ یہ تینوں اہرام چونکہ قاہرہ کی عام سطح زمین سے کافی بلند ہیں، اس لیے یہاں سے شہر قاہرہ کا منظر بھی بڑا خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور یہاں ہر وقت سیاحوں کا ہجوم رہتا ہے۔

اس اہرام کے اندر فرعون خوفو کی قبر ہے جو اندر داخل ہونے کے بعد 344 فٹ مزید اندر چلنے کے بعد آتی ہے۔
ان اہرام میں آکسیجن کی بھی کمی ہے لہذا جو ایک مرتبہ اندر چلا جاتا ہے وہ دوبارہ اندر آنے سے پکی توبہ کر لیتا ہے۔




اہرام مصر کی فضا سے لی گئی تصویر




اہرام مصر

یہ وہ اہرام ہے، جسے فرعون مصر نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر تعمیر کرایا۔ یہ اہرام مختلف سالوں میں مختلف فرعونوں نے اپنی اپنی قبر کے لئے تعمیر کرائے۔ یہ جگہ در حقیقت فرعون کا شاہی قبرستان ہے۔

اہرام مصر کو خلیفہ مامون رشید نے سب سے پہلے کھولا

اہرام ایک عرصہ تک بند رہے۔ خلیفہ مامون رشید نے اپنے عہد حکومت میں اس کے اندرونی راز معلوم کرنے کی کوشش کی چنانچہ اہرام اکبر کی کھدائی کی گئی۔ آگ، سرکے اور منجنیقوں کے ذریعے زر کثیر صرف کر کے بمشکل ایک حصہ توڑا گیا تو اتفاق سے آگے وہی جگہ آ گئی جہاں سے اوپر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا۔ کھدائی سے معلوم ہوا کہ دیوار کا اندرونی حجم بیس ہاتھ ہے، اندر جانے والے راستے پر سبز زبرجد کے ایک تھال میں ایک ہزار دینار رکھے ملے۔ ہر دینار کا وزن ایک اوقیہ تھا۔ مامون کو پتا چلا تو اس نے اہرام کا راستہ کھولنے پر اٹھنے والے مصارف کی تفصیل معلوم کی۔ حساب لگایا گیا تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ جس قدر دینار ملے تھے اتنا ہی کھدائی پر خرچ آیا تھا۔

علامہ سیوطی نے ان اہرامات کے عجائبات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ احمد بن طولون کے دور حکومت میں اہرام میں سے ایک جام ملا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسے خالی وزن کیا جاتا یا پانی سے بھر کر وزن کیا جاتا دونوں صورتوں میں جام کا وزن ایک جیسا رہتا۔

حضرت مفتی تقی عثمانی اہرام مصر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

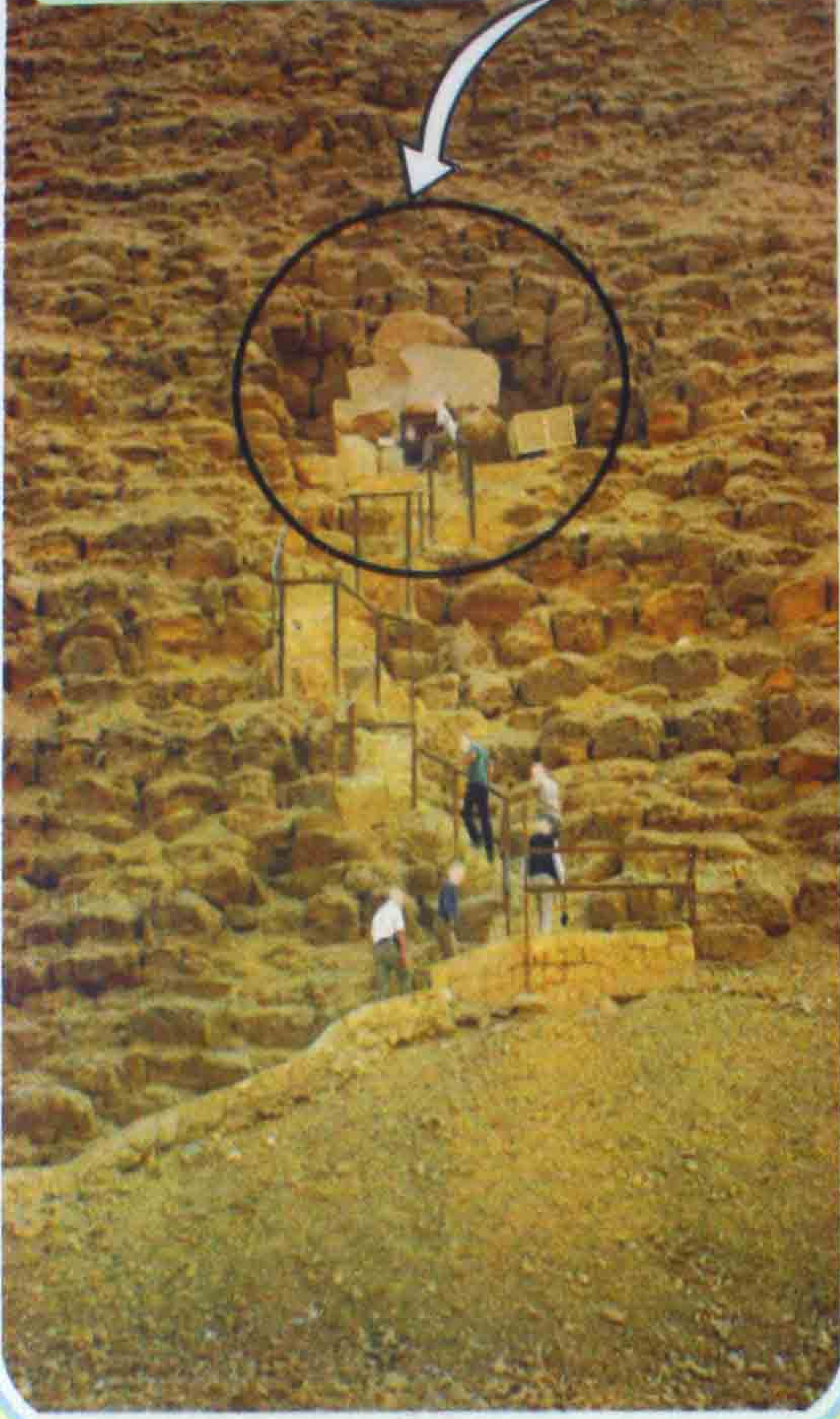
عہد قدیم میں دنیا کے جو سات عجائبات مشہور تھے ان میں سے اہرام مصر ہی تنہا وہ عجوبہ ہے جو آج تک باقی چلا آتا ہے۔ سات ہزار سال قبل مسیح بنی ہوئی یہ حیرت انگیز عمارتیں آج بھی انجینئرنگ تاریخ کا عجوبہ سمجھی جاتی ہیں اور آج جب کہ انجینئرنگ اپنے بام عروج پر پہنچی ہوئی ہے "الھرم الاکبر" اس دور میں بھی اپنے طول وعرض اور اونچائی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت ہے۔

یہ عمارت کس نے اور کیوں بنائی تھی؟ اس کے بارے میں تاریخی روایات اس قدر مختلف ہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ مصر کے مشہور مؤرخ علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقد اختلف الناس فی وقت بناءھا، واسم بانیھا، والسبب فی بنائھا، وقالوا فی ذلک أقوالا متباینة أکثرھا غیر صحیح.

لوگوں کے درمیان اہرام کی تاریخ تعمیر، اس کے بانی کے نام اور تعمیر کے سبب کے بارے میں اختلاف ہے اور اس سلسلے میں متضاد اقوال ہیں۔ جن میں سے اکثر صحیح نہیں۔ (الخطط المقریزی، ۃ ص ۱۹۸ ج ۱)

لیکن قدیم عربی مآخذ میں اس سلسلے میں جو روایت زیادہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے پہلے مصر کے ایک بادشاہ سورید نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر بعض کاہنوں اور نجومیوں نے یہ دی کہ دنیا پر ایک



جب اہرام تیار ہو جاتے تو میت رکھ کر تمام دروازے کچھ اس طرح بند کئے جاتے تھے کہ باہر سے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اندر جانے کا راستہ کونسا ہے۔ یہ تدابیر چوروں سے بچنے کے لئے تھی۔

عالمگیر مصیبت آنے والی ہے۔ سورید نے اس موقع پر اہرام کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے اندر کچھ ایسی سرنگیں بنائی تھیں جن سے دریائے نیل کا پانی داخل ہو کر کسی خاص جگہ تک جا سکے نیز اس عمارت میں طرح طرح کے عجائب شامل کیے تھے اور اس وقت اہل مصر سائنس اور حساب سے لے کر طب اور سحر تک جتنے علوم سے واقف تھے ان کو اس عمارت کی دیواروں، چھتوں اور ستونوں پر لکھ کر محفوظ کیا تھا۔ بعد میں اسی عمارت کو بادشاہوں کے مقبروں کے طور پر بھی استعمال کیا گیا۔

(حسن المحاضرہ للسیوطی، ص ۳۳ تا ۳۵)

ایک روایت یہ ہے کہ اہرام کا بانی قوم عاد کا ایک بادشاہ شداد تھا اور بعض روایتوں میں حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کا بانی قرار دیا گیا ہے۔ (الخطط المقریزیہ، ص ۲۱۰ ج ۱)

اہرامِ مصر کی حیران کن داستان

اہرام کو انگریزی میں ''پیرامڈز'' Pyramids کہتے ہیں۔ ''اہرام'' کا نام عربوں کا دیا ہوا ہے۔ اہرام ہرم کی جمع ہے اور ہرم کے معنی پرانی چیز کے ہیں۔ اب ان پرانی یادگاروں کے لئے ہرم کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ ایک ہرم کو بھی وہ اہرام ہی کہتے ہیں۔

مصر کے اہرام کا شمار دنیا کے قدیم ترین عجائبات میں ہوتا ہے اور ماہروں کا اندازہ ہے کہ اہرام کی عمر پانچ ہزار سال سے کم تو کسی صورت میں نہیں ہے۔ ان پانچ ہزار برسوں میں مصر کے صحرائے غزہ میں کیسے کیسے طوفان نہیں آئے ہوں گے۔ ان ساٹھ ہزار مہینوں یعنی اٹھارہ لاکھ سے بھی زیادہ دنوں میں اہرام پر کیا کیا آفتیں نہیں ٹوٹی ہوں گی۔ ایک عرب مصنف نے کہا تھا کہ وقت سے ہر چیز ڈرتی ہے لیکن اہرام مصر سے وقت بھی ڈرتا ہے۔ مصر کے صاف آسمان کے سامنے یہ اہرام پچاس صدیوں سے تنے کھڑے ہیں اور اگر دنیا ایٹمی جنگ سے بچی رہی۔ (کیونکہ ایٹمی جنگ میں تو پہاڑ بھی سرمہ بن جائیں گے) تو اہرام ابھی نہ جانے کتنی بے شمار صدیوں تک اسی طرح تنے کھڑے رہیں گے۔

ان اہرام کی کل تعداد اسی (۸۰) کے قریب ہے۔ ان میں سے بعض ملبہ بن چکے ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک اہرام کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ سب سے بڑا اور سب سے مکمل اہرام ہے۔ اسے عظیم اہرام یا بڑے اہرام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ماہر کہتے ہیں کہ دنیا کے سات عجوبوں میں تو یہ اہرام شامل ہوتا ہی ہے لیکن اگر دنیا کے عجوبوں کی تعداد تین یا دو بھی ہوتی تو بھی یہ اہرام ان عجوبوں میں ضرور شامل ہوتا۔

مصر کے یہ اہرام اصل میں بادشاہوں اور ان کی بیویوں کے مقبرے ہیں۔ اہرام کی تعمیر کر کے مصری بادشاہ دنیا پر اپنے کمال کا سکہ نہیں بٹھانا چاہتے تھے۔ ان کا یہ کمال ان کے عقیدے کی پیداوار ہے۔ اس زمانے کے مصری لوگ سورج دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد اگر مرنے والے کا جسم محفوظ رہے اور اس کے پاس عام زندگی کی تمام ضروری چیزیں بھی موجود ہوں تو وہ دوسری دنیا میں زندہ ہو جاتا ہے۔ مرنے والے کی روح کی سہولت کے لئے یوں تو برتن اور اوزار اور استرے تک موجود پائے گئے ہیں مگر بعد کے ایک مصری بادشاہ توتنخامعن کے مقبرے میں سے تو ایک رتھ بھی نکلا ہے تاکہ روح اس میں سوار ہو کر آسمان پر سیر سپاٹا کر سکے۔

مصر کا ایک بادشاہ خوفو تھا جسے یونانی چیوپس (Cheops) کہتے ہیں۔ اسی خوفو نے وہ اہرام تعمیر کرایا جو مصر کا سب سے بڑا اہرام ہے۔ اس کے بعد شیفرین اور مائسرینس نے بھی اپنے اپنے مقبرے بنوائے۔ یہ تینوں اہرام قریب قریب ہیں۔ مگر سب سے بڑا وہی خوفو کا اہرام ہے۔

پتھر کی جو سلیں اس اہرام کی تعمیر کے کام آئی ہیں وہ ستر من سے سوا چار سو من تک بھاری ہیں وہ سلیں جو اہرام کے اندر شاہی مقبرے کی چھت پر نصب ہیں چودہ سو من بھاری ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس اہرام پر یہ خوفناک حد تک بھاری سلیں بلکہ چٹانیں ۲۳ لاکھ کی تعداد میں خرچ ہوئی ہیں۔ اگر ہر سل ایک مربع فٹ کی ہو اور ان سلوں کو خطِ استوا پر ایک قطار میں بچھایا جائے تو وہ زمین کے کرے کے دو تہائی محیط پر پھیل جائیں گی۔

نپولین بونا پارٹ نے بھی مصر کو فتح کرنے کے بعد یہ اہرام دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ فرانس کے چند ماہر بھی تھے۔ ان ماہروں نے اسے بتایا کہ صحرائے غزہ کے تینوں اہرام میں جو پتھر استعمال ہوئے ہیں ان سے پورے فرانس کے اردگرد دس فٹ اونچی اور ایک فٹ چوڑی دیوار کھڑی کی جا سکتی ہے۔

کیا اہرام میں سونے کی چٹانیں موجود ہیں؟

مصر میں اب تک مشہور ہے کہ ان اہرام میں سونے اور ہیرے جواہرات دفن ہیں۔ حالانکہ یہ سارا اہتمام صرف ایک لاش کو دفنانے کے لئے کیا جاتا تھا۔ سونے اور جواہرات کے لالچ میں لوگوں نے ہر زمانے میں اہرام کی کھدائیاں کیں اور انہیں نقصان پہنچایا۔ بڑے اہرام کی چوٹی کی 31 فٹ بلندی اسی لئے غائب ہو چکی ہے۔ مگر خزانوں تک پہنچنے کے اس جنون نے اہرام کے راز بھی کھولے۔ کہتے ہیں کہ نویں صدی عیسوی میں خلیفہ مامون الرشید کے حکم سے بڑے اہرام میں نقب لگائی جا رہی تھی۔ جب اہرام کے اندر کی ایک غلام گردش میں ایک بھاری پتھر ٹوٹ کر لڑھکا اور کھدائی کرنے والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ لڑھکتا ہی چلا گیا کچھ دیر تک اس کی ڈراؤنی آواز غلام گردش میں گونجتی رہی جب رک گئی تو لوگ اس آواز کے رستے آگے بڑھے اور یوں انہیں اہرام کے اندر کے ایوانوں کا سراغ ملا۔

اہرام کے شمال کی طرف زمین سے 45 فٹ کی بلندی پر اس میں اندر جانے کا راستہ ہے۔ یہ ڈھلانی راستہ 345 فٹ تک پھیلا ہوا ہے۔

اہرام کا شاہی کمرہ

اہرام مصر میں شاہی ایوان بھی ہے یہ 34 فٹ لمبا، سوا سترہ فٹ چوڑا اور 19 فٹ اونچا ایوان بادشاہ خوفو کی آخری آرام گاہ ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اسے ''آرام'' نہیں کرنے دیا۔ پتھر کا تابوت ٹوٹا ہوا پڑا ہے۔ ڈھکنا غائب ہے اندر سے بادشاہ کا جسم بھی غائب ہے اور وہ چیزیں بھی جو روحانی زندگی کو آسانی سے بسر کرنے کے لئے اس کے پاس رکھی گئی ہوں گی وہ بھی غائب ہیں۔

خوفو کی لاش کے پاس کیا کچھ رکھا گیا ہوگا، اس کا کچھ اندازہ خوفو کے بعد کے زمانے کی ایک ملکہ کے مقبرے سے ہو سکتا ہے، اس ملکہ کی حنوط شدہ لاش سونے کے پتروں سے مڑھے ہوئے لکڑی کے ایک تابوت میں بند پائی گئی اور اس کے پاس جو چیزیں رکھی تھیں، ان میں سے چند یہ تھیں:

اہرام سے کیا کیا ملا؟

زیورات، ہیرے جواہرات، سنگ جراحت کے برتن، سونے کے برتن، سونے کے استرے اور چاقو، تانبے کے اوزار، سونے کا ایک چھوٹا سا آلہ جس کے ایک سرے کو ناخنوں کی صفائی کے لیے موڑ دیا گیا ہے، آرائشی سامان کا ڈبہ، اس میں سنگ مرمر کے آٹھ ننھے ننھے برتن ہیں۔ ان برتنوں میں مالش کرنے اور چیڑنے کے مرکبات ہیں۔ جواہرات کے ایک ڈبے میں چاندی کے بیس کنگن ہیں۔ ان کے علاوہ دو کرسیاں اور ایک پلنگ جن پر جا بجا سونے کی پتریاں چڑھی ہوئی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

ممی بنانے کا طریقہ

دفن کرنے سے پہلے مردہ جسم میں سے وہ تمام حصے نکال دیئے جاتے تھے جن کے جلد ہی گل سڑ جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ پھر جسم کے ان خالی جگہوں میں مسالے بھرے جاتے تھے اور جسم کے اوپر ہر عضو پر الگ الگ قیمتی کپڑے کی پٹیاں لپیٹ دی جاتی تھیں۔ اس سارے عمل میں سو، دو سو، تین سو دن تک لگ جاتے تھے۔ خوفو کی لاش کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ پھر اسے صندل کے تابوت میں رکھا گیا۔ یہ تابوت ایک اور تابوت میں اتارا گیا۔ یہ تابوت بھی تیسرے تابوت میں بند کیا گیا۔ اور اسی تابوت کو بڑے اہرام کے شاہی ایوان میں پتھر کے اس تابوت کے حوالے کر دیا گیا جو اب ٹوٹا ہوا ہے اور خوفو کا تابوت غائب ہے۔

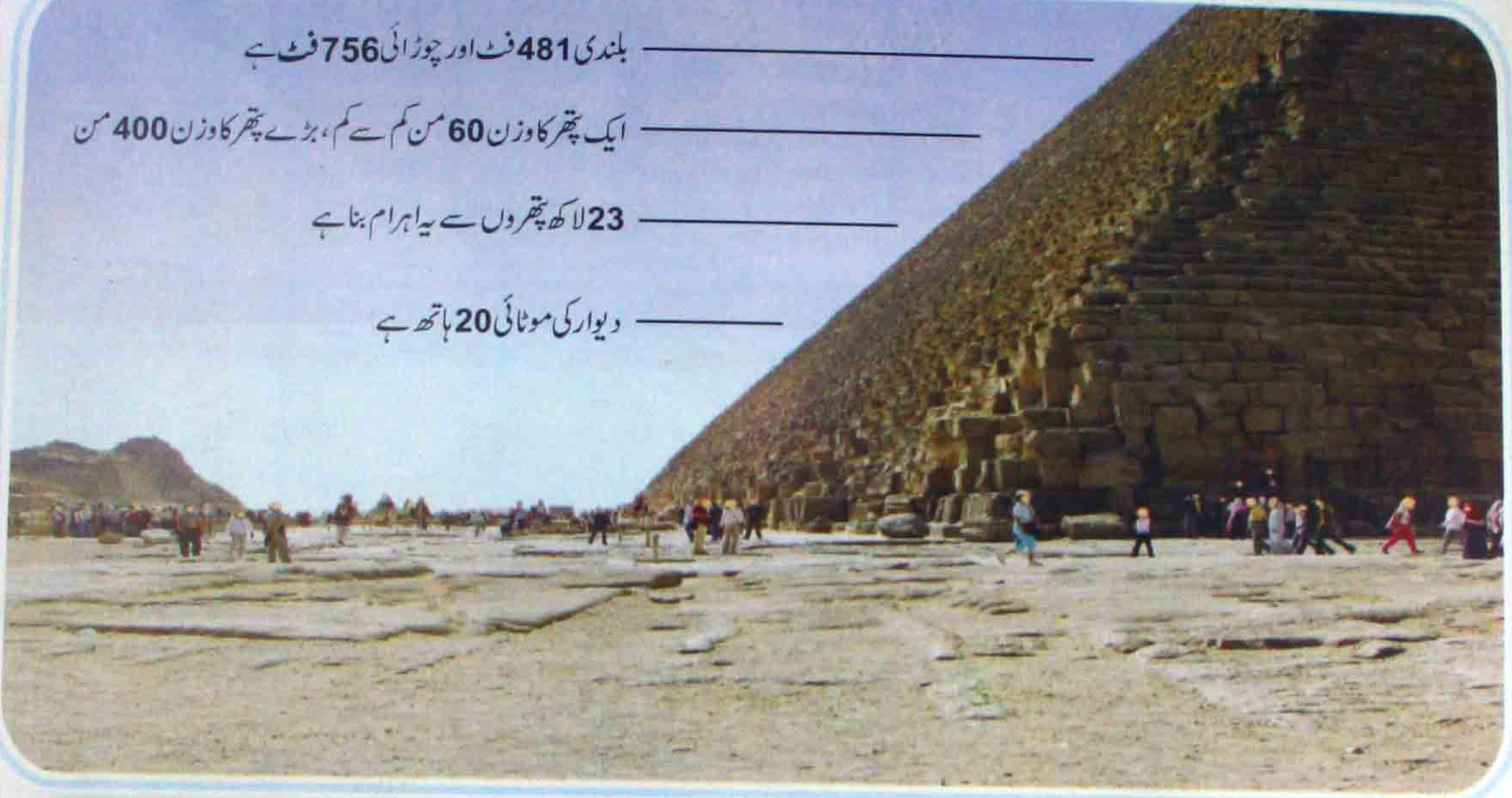
ہر اہرام کی طرح بڑے اہرام کے لئے بھی دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ایک ایسی چٹان تلاش کی گئی جس میں سے تیرہ ایکڑ کے مربع کا رقبہ آسانی سے تراشا جا سکے۔ کاریگروں نے سب سے پہلے اس چٹان کو توڑا اور ہموار کیا۔



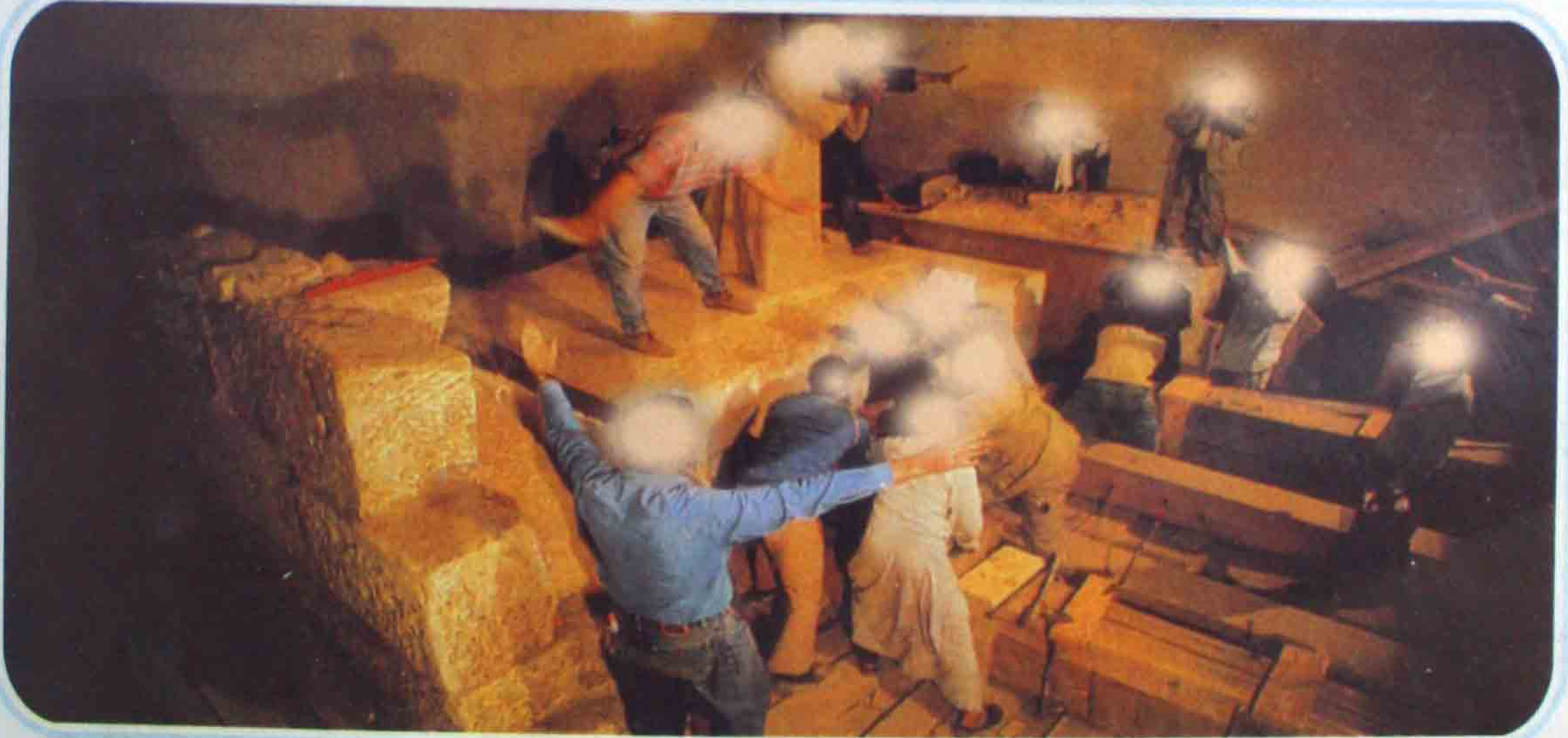
خوفو فراعنہ مصر کے چوتھے خاندان کا سربراہ تھا۔ جس کا اہرام 13.1 ایکڑ رقبہ پر تعمیر ہوا تھا۔ اس کی بلندی 481 فٹ اور چوڑائی 756 فٹ ہے۔ دیواریں سیدھی اوپر نہیں بلکہ ترچھی، 52 زاویہ کے مطابق ہیں۔ ماہرین اہرام کہتے ہیں کہ خوفو کے اہرام کی تعمیر میں 23 لاکھ پتھر نصب ہیں۔ کوئی بھی پتھر ساٹھ من سے کم نہیں۔ یوں اس اہرام کا کل وزن 68 لاکھ چالیس ہزار ٹن بنتا ہے۔ دور جدید کے ماہرین کے خیال میں تیس ہزار کے لگ بھگ مزدور کام کرتے تھے۔ کام مختلف ماہرین کی نگرانی میں مختلف ٹیم کی شکل میں انجام پاتا رہا۔



یہ اہرام مصر کے بادشاہ فرعون خوفو کا ہے۔



یہ اہرام جس کا ایک ایک پتھر 60 من سے کم نہیں ہے، مکمل اہرام میں 23 لاکھ پتھر نصب ہیں۔ یوں اس اہرام میں 68 لاکھ 40 ہزار ٹن پتھر لگا ہے۔ ہزاروں سال پہلے جب مشینیں بھی نہیں تھی کس طرح 60 من کے 23 لاکھ پتھروں کو اوپر چڑھایا گیا ہوگا؟ یہ معمہ آج تک حل نہ ہوسکا۔



ایک امریکی ماہر آثار قدیمہ ڈیسمنڈ اسٹیورٹ نے اہرام مصر پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتا ہے: ”دنیا بھر میں پتھر کی یہ سب سے بڑی تعمیر تیرہ ایکڑ کے رقبے میں کھڑی ہے جو بیس لاکھ سے زائد بلاکوں پر مشتمل ہے اور یہ بلاک اوسطاً ڈھائی ٹن وزنی ہیں۔ اس کی ہر سمت 756 فٹ طویل ہے، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تمام کو نے مکمل طور پر بالکل صحیح زاویہ بناتے ہیں اور سامنے کے پتھر اتنے ٹھیک ٹھیک نصب کئے گئے ہیں کہ ان کے درمیانی جوڑ نظر نہیں آتے۔“

ان پتھروں کو ایسی فنکاری کے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ ان کی درمیانی جھری باہر سے نظر ہی نہیں آتی اور دور سے پوری عمارت ایک ہی دیوہیکل مخروطی پتھر معلوم ہوتی ہے۔

اہرام مصر کے دیو ہیکل پتھر

بڑے اہرام کی بنیادوں کو ہموار کرنے کے لئے جو پتھر ٹوٹے وہ بھی اہرام کے پاس ہی ریت میں دبے ہوئے مل گئے ہیں۔ایک ماہر کا کہنا ہے کہ ان ٹوٹے ہوئے پتھروں کا وزن بڑے اہرام کے آدھے پتھروں کے برابر ہے۔اس بات سے بڑی آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہرام کی تعمیر سے پہلے کاریگروں کو کتنی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ساتھ ہی یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آج سے سات ہزار سال پہلے مشینیں نہیں تھیں۔صرف چند اوزار تھے جو آری، چھینی، بسول اور بچر وغیرہ کی ابتدائی صورتوں میں تھے۔

اس کے بعد اہرام کے لئے دور دور سے پتھر کی سلیں لانے کا کام تھا۔ مگر یہ سلیں بنی بنائی صورت میں تو ملتی نہیں تھیں۔انہیں پہاڑوں کے پہلوؤں اور بنیادوں میں سے کاٹا جاتا تھا۔دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اور جنوب میں اسوان کے پاس چٹانوں کے وہ حصے اب بھی موجود ہیں جنہیں اہرام کے لئے پتھر کاٹنے والے مزدوروں نے توڑنے کی کوشش کی تھی۔

اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ خوفو کے زمانے تک مصر میں پہیہ ایجاد نہیں ہوا تھا۔پہیے والی گاڑیوں کے بغیر یہ 75 من سے چودہ سو من تک بھاری سلیں اہرام تک پہنچانا صرف انسانی قوت کا کام تھا۔بغیر پہیوں کی ایک گاڑی پر (جسے انگریزی میں سلیج کہا جاتا ہے اور جو آج بھی برفانی ملکوں میں استعمال ہوتی ہے) یہ سلیں لادی جاتیں۔

ان سلوں کو تین چار سو فٹ کی بلندی پر لے جانا ہوتا تھا۔اس کام کے لئے زمین سے کچھ اونچا پتھروں کا چبوترا بنایا گیا۔جوں جوں اہرام تعمیر ہوتا گیا، یہ چبوترا بھی بلند ہوتا گیا۔اور طاقتور مزدور پتھر اٹھا کر اسی ڈھلانی چبوترے کے ذریعے معماروں تک پہنچتے۔یہ ڈھلان بڑھتے بڑھتے ایک اچھی خاصی سڑک بن گئی جس کا ایک سرا زمین پر اور دوسرا اہرام کی چوٹی پر تھا۔جب اہرام مکمل ہوگیا تو اس چبوترے کو گرا دیا گیا۔ایک وقت میں چار ہزار معمار اہرام پر کام کرتے تھے۔بیس سال میں اہرام مکمل ہوا۔تھوڑے ہی عرصے بعد خوفو مر گیا جیسے وہ اپنے اہرام کے مکمل ہونے ہی کے انتظار میں تھا۔اس کی لاش اہرام کے شاہی ایوان میں پہنچا دی گئی اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ بظاہر ہمیشہ کے لئے بھاری سلوں سے بند کر دیا گیا۔خوفو کا یہی مقبرہ آج کے اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی ساری دنیا کے لئے حیرت اور تعجب کا باعث بنا ہوا ہے، اسی لئے تو اسے عجوبہ کہتے ہیں۔

اہرام مصر کے دیو ہیکل پتھر جن میں سے ہر ایک کم سے کم 60 من وزنی ہے۔ بھاری اور بڑا پتھر 400 من وزنی ہے



اہرام کیوں بنائے گئے؟

فرعون موت کے بعد زندگی کے قائل تھے، وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہی انسان دوبارہ زندہ اٹھے گا جس کا جسم صحیح سلامت ہوگا، یوں اپنے دور حکمرانی کی پوری قوت اسی کام پر لگادیتے تھے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ پر موت کا خوف ہر وقت طاری رہتا تھا۔ غالباً یہی سبب تھا کہ برسر اقتدار آتے ہی وہ اپنے مقبرے بنوانے شروع کردیتے تھے۔ میت کو محفوظ رکھنے کے لے حنوط کرنے کے طریقے ایجاد ہوئے۔

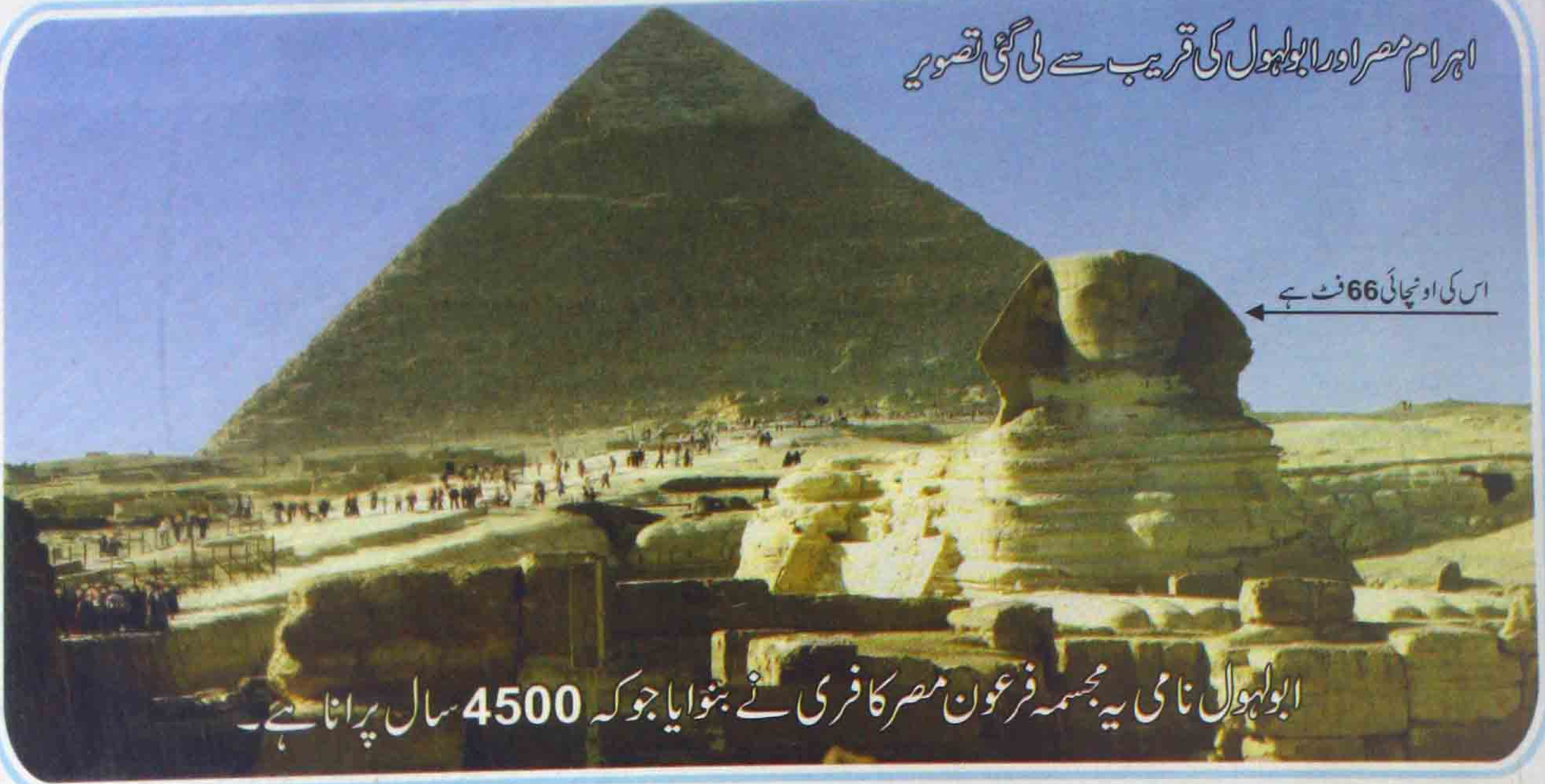
فراعنہ نے دوسری زندگی تک حنوط شدہ میت کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے اہرام بنوانے شروع کیے۔ مضبوط ہونے کے باوجود یہ اہرام چوروں کی دسترس سے محفوظ نہیں تھے۔ چنانچہ شاہی میتوں کو خفیہ مقامات پر انتہائی رازداری کے ساتھ رکھا جانے لگا۔ آج الاقصر کے مقام پر بادشاہوں اور شاہی خواتین کے جو مقبرے دریافت ہوئے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ حکمران اپنی میتوں کو حنوط کرنے کے بعد کسی انتہائی خفیہ مقام پر چھپادیتے تھے تاکہ میت چوروں کی نظروں سے اوجھل رہیں۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کفن چوری کا دھندہ مصر سے شروع ہوا جو چلتا چلتا برصغیر اور دنیا کے دوسرے ممالک تک آپہنچا۔ آج الاقصر کے مقام پر بادشاہوں اور شاہی خواتین کے وہ خفیہ مقبرے دریافت ہورہے ہیں جو کسی زمانے میں مال ودولت سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔

چور شاہی میتوں کی تلاش میں اس لئے رہتے تھے چونکہ فراعنہ میت کے ساتھ سونا چاندی اور ضروریات زندگی کی چیزیں بھی قبر میں رکھ دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دوسری زندگی میں یہ ساز وسامان کام آئے گا۔ بالکل اسی طرح کی سوچ آج بھی چین میں موجود ہے جہاں کسی عزیز کی وفات پر لوگ نوٹوں کو آگ لگاتے ہیں۔ تاکہ یہ دولت مرحوم کے دوسرے جہاں میں کام آسکے۔ (حوالہ مصر کا بازار)



تصویر میں وہ عمارت نظر آرہی ہے جو دنیا کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے۔ جس کے بارے میں آج تک کوئی یہ نہیں بتاسکا کہ آج سے کئی سو سال قبل کے زمانے میں جدید ٹیکنالوجی کے نہ ہوتے ہوئے یہ عمارت کیسے تعمیر کی گئی؟





فرعون کے رئیس زادے جب مرتے تو وصیت کرتے کہ ہمارے ساتھ خزانہ بھی اور آرام دہ کرسیاں اور پلنگ بھی دفن کیا جائے تا کہ ہم وہاں آرام سے رہ سکیں۔ مگر ان کو حقیقت کی خبر نہ تھی۔

اہرام مصر کا اندرونی منظر

جناب یعقوب نظامی صاحب اہرام مصر کے اندرونی منظر کا نظارہ کرنے بعد لکھتے ہیں کہ اہرام مصر کے اندر جانے کا ٹکٹ ایک سو مصری پونڈ تھا ہم نے ٹکٹ خریدے اور اہرام کے قریب چلے گئے قریب سے اہرام کو دیکھا تو مجھے سخت حیرت ہوئی اہرام کا ہر پتھر جسامت میں انتہائی بڑا تھا۔ جنہیں کاریگروں نے انتہائی نفاست کے ساتھ کاٹ کر انتہائی خوبصورت بنایا ہوا تھا۔ ہر پتھر جسامت میں دوسرے سے ملتا جلتا تھا۔ کسی بھی پتھر کا وزن ڈھائی ٹن یعنی ستر من سے کم نہیں تھا۔ بعض پتھروں کا وزن دس دس ٹن بھی تھا۔

میں اہرام کی مشرقی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تو ایک ایک پتھر میرے کندھوں کے قریب تھا۔ پتھر پانچ فٹ سے کسی بھی صورت کم نہیں تھے۔ جب اہرام کی چوڑائی کا جائزہ لیا تو وہ میرے تصور سے بھی زیادہ تھا۔ پتھروں کا جائزہ لیا تو وہ انتہائی سخت تھے۔ ان میں چونے کی آمیزش تھی۔ اہرام کی اونچائی کا جائزہ لینے کے لئے اوپر کی طرف دیکھا تو سر پر رکھا ہیٹ گر گیا۔ ہیٹ اٹھایا اور اہرام کی دیوار پر خوبصورتی سے پیوست پتھروں پر چڑھتے ہوئے جب 56 فٹ کی بلندی تک پہنچا تو وہاں اہرام کے اندر جانے کے لئے بالکونی بنی ہوئی تھی۔ جہاں شائقین قطار میں کھڑے تھے۔ ہم بھی قطار میں کھڑے ہو

اہرام کے اندر جانے سے قبل سیکورٹی احکام نے ہماری جامہ تلاشی لی۔ ہمارے دستی بیگ اور کیمرے اپنی تحویل میں رکھ لیے تا کہ ہم اندر چوری چھپے فوٹوگرافی نہ کرتے رہیں۔ اہرام کے اندر تصویریں بنانا ممنوع ہے۔ ایک تنگ اور تاریک راستے سے اہرام کے اندر داخل ہوئے تو جلد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ جس راستے کا آج انتخاب کیا ہے اسے سر کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔ ساڑھے 3 فٹ چوڑا اور 4 فٹ اونچا یہ ایک سرنگ نما راستہ تھا۔ جس میں سر اونچا کر کے چلنا ہرگز ممکن نہیں تھا۔ ہم سر جھکائے اس حالت میں اندر داخل ہوئے جس طرح لوگ فراعنہ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ ممکن ہے کاریگر جب یہ راستہ بنا رہے تھے تب ان کے ذہن میں یہ بات آئی ہوگی کہ کل اگر کوئی اہرام میں داخل ہو تو وہ اکڑنے کی بجائے جھک کر آئے چونکہ یہی آداب شاہی ہیں۔

میں سر جھکائے چلتا رہا۔ اب یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم اوپر کی بجائے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف جا رہے ہیں۔ گائیڈ نے بتایا کہ یہ تنگ و تاریک راستہ 32 گز ایک فٹ لمبا ہے جب میں قدرے کھلی جگہ پہنچا تو اوپر کی طرف دیکھ کر گھبرا گیا۔ یہ جگہ اندھیری غار کی مانند نظر آئی جس کا دھانہ انتہائی تنگ اور تاریک تھا، اس کی چوڑائی 1.5 میٹر اور اونچائی 1.6 میٹر تھی۔ دیوار میں ڈرل کر کے لوہے کے بریکٹ لگا کر اوپر لکڑی کے تختے بچھا کر ایک مختصر سا راستہ بنایا گیا تھا، دائیں طرف دیوار اور بائیں طرف لکڑی کی حفاظتی ریلنگ لگی ہوئی تھی جس کے سہارے لوگ چل رہے تھے۔ یہ راستہ سیدھا نہیں بلکہ عمودی طور پر 45 ڈگری زاویے کے مطابق اوپر جا رہا تھا۔ اس تنگ و تاریک اور مشکل سفر کے آغاز میں ہی منیر حسین اندر جانے کا ارادہ ترک کر کے واپس چلے گئے۔ میں نے بھی واپسی کا سوچا لیکن پھر خیال آیا کہ میں یہ چیزیں اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے قارئین کے لئے بھی دیکھ رہا ہوں، اگر اپنی ذات تک بات محدود ہوتی تو میں بھی منیر حسین کی سنت پر عمل کرتا۔

اہرام ایک تنگ و تاریک قبر ہے۔ لیکن یہ قبر عام آدمی کی نہیں بلکہ فرعون خوفو کی تھی جس کے لئے ہمیں 344 فٹ اسی قبر سے گزر کر اوپر اس مقام تک پہنچنا تھا جہاں فرعون کی لاش رکھی گئی تھی۔ تنگ و تاریک راستے میں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے میری سانس گھٹنے لگی، پیاس نے سخت ستایا، گلا اس قدر خشک کہ بات کرنی مشکل تھی۔ آگے آگے یعقوب آزاد جا رہے تھے جنہوں نے پیچھے مڑ کر کہا "نظامی صاحب فرعون کی قبر میں اگر ہم مر گئے تو ہماری کوئی فاتحہ بھی نہیں پڑھے گا۔"

میں نے ہاں میں مختصر جواب دیا، چونکہ اس وقت مجھے اپنی فاتحہ کی نہیں بلکہ یہ فکر تھی کہ کسی حادثہ کی صورت میں میری میت کیسے باہر نکالی جائے گی۔ ہماری طرح بہت سے گورے اور گوریاں بھی حکومت مصر کو کوس رہی تھیں جنہوں نے اندر جانے سے قبل مکمل معلومات نہیں دیں۔ اگر ہم اس خطرے سے آگاہ ہوتے تو ممکن ہے اندر نہ جاتے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے مصری حکومت دولت کمانے کے چکر میں ہے۔ اگر وہ یہ راز افشاں کر دیں تو ممکن ہے بہت سے لوگ اندر کا رخ نہ کریں، جس کا نتیجہ آمدنی میں کمی ہے۔

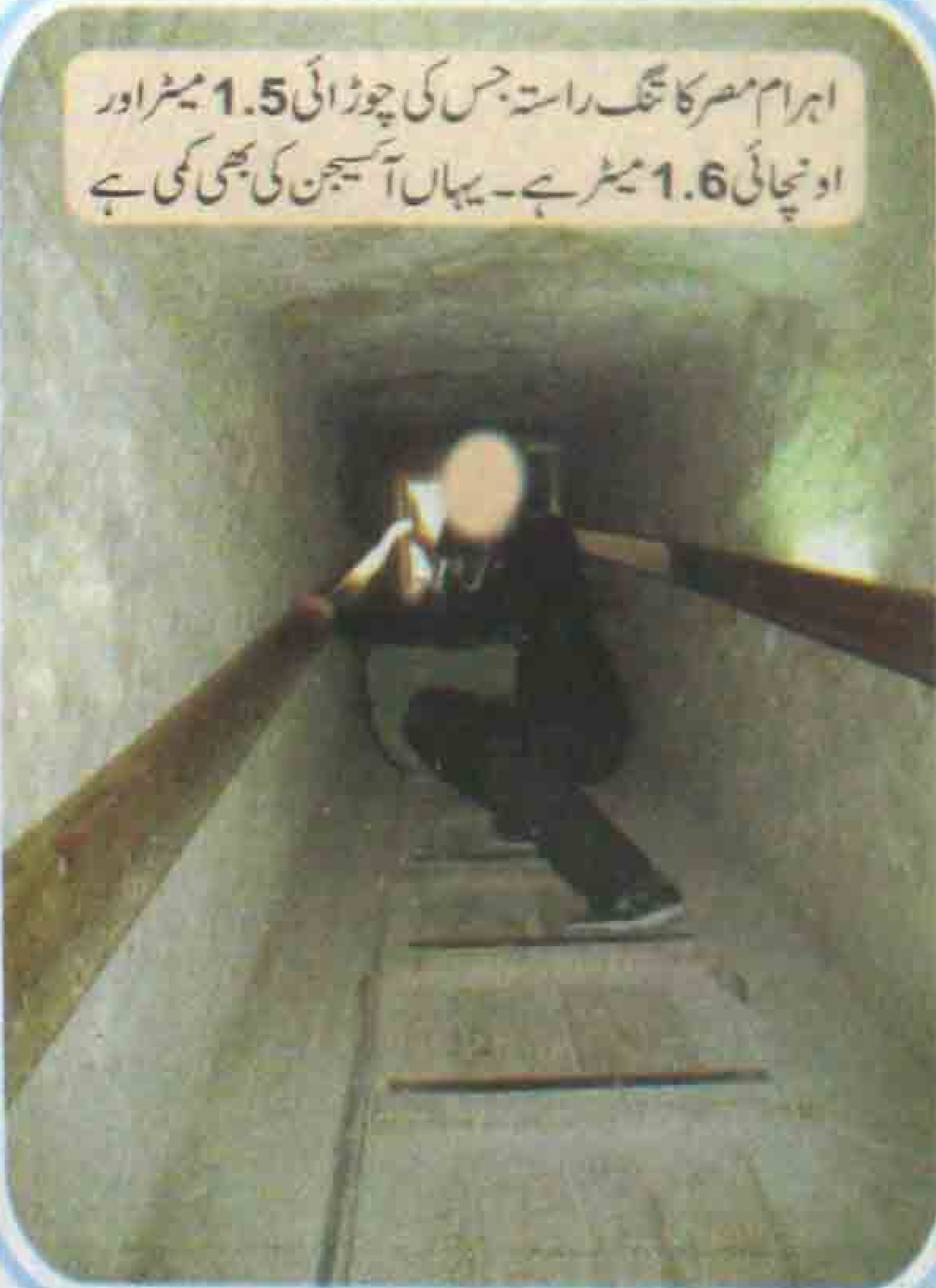
فرعون کے شاہی قبرستان اہرام مصر کا اندرونی منظر



فرعون نے جس طرح اپنے محل کو خوبصورت بنایا تھا اسی طرح اپنی زندگی ہی میں اہرام یعنی اپنی قبر بنائی تھی اور اس قبر کو وہ جتنا مزین کر سکتے تھے کیا۔ مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ قبر میں مال نہیں اعمال کام آتے ہیں



اہرام مصر کا تنگ راستہ جس کی چوڑائی 1.5 میٹر اور اونچائی 1.6 میٹر ہے۔ یہاں آکسیجن کی بھی کمی ہے



اس سرنگ کی چڑھائی خاصی دشوار گذار ہے چڑھائی کی مشقت اور گرمی کی شدت سے لوگ اوپر پہنچتے پہنچتے پسینے میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ اس سرنگ کی انتہا ایک وسیع وعریض ہال پر ہوتی ہے جس کی تمام تر دیواریں پتھر کی ہیں اور اس کے شمال مغربی کونے میں پتھر کا ایک حوض بنا ہوا ہے، اس حوض میں بادشاہ کی لاش رکھی جاتی تھی۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ ہرم کی دیواروں پر عجیب وغریب رسم الخط کی عبارتیں تحریر تھیں جو مرور زمانہ سے مٹ گئی ہیں۔ نیز دیواروں کو طرح طرح کے نقوش اور لعل وجواہر سے مزین کیا گیا تھا، اب ان میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔





اہرام کے اندرونی حصے کو دیکھنے کے بعد واپسی کا سفر



واپسی کا راستہ بھی یہی تھا۔ چنانچہ وقفہ وقفہ پر رک کر ہمیں واپس لوٹنے والوں کو راستہ دینا پڑتا تھا۔ اسی قبر نما سرنگ میں سے اوپر چڑھتے چڑھتے جب 124 فٹ سفر طے کیا تو ہم قدرے کھلی جگہ پہنچے۔ یہ گرانڈ گیلری کہلاتی ہے۔ یہاں سے دو راستے جدا ہوتے ہیں۔ اگر افقی سفر کرتے تو ملکہ کے چیمبر میں پہنچ جاتے، لیکن ہمیں ملکہ سے کیا لینا تھا۔ ہمیں فرعون سے ملاقات کرنی تھی۔

گرانڈ گیلری ہموار نہیں بلکہ 45 زاویہ پر ترچھی سیڑھیوں یا زینے کی طرح تھی۔ یہ گیلری نما راستہ سیدھا اوپر کوئی 153 فٹ جاتا تھا۔ جس کی چوڑائی سات فٹ اور اونچائی 28 فٹ تھی۔ گیلری کے بیچ میں لکڑیاں بچھا کر اوپر پٹیاں لگی ہوئی تھیں جن پر پاؤں رکھ کر لوگ اوپر چڑھتے تھے۔ ہم سر اونچا کر کے دائیں بائیں لگی لکڑی کی ریلوں کے سہارے پوری جسمانی قوت سے چڑھتے جا رہے تھے۔ مدھم سی روشنی بھی تھی۔ یہ راستہ اہرام کے عین درمیان میں نہیں بلکہ درمیان سے 24 فٹ مشرق کی طرف تھا۔ ان راستوں کے علاوہ اندر بڑے بڑے پہاڑ نما پتھر نصب تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ پورے کا پورا اہرام ٹھوس پتھروں کا ایک مخروطی پہاڑ ہے۔

آخر ہم منزل مقصود پر پہنچے۔ تو دیکھا ایک مصری بوڑھا لمبا روایتی چوغا پہنے سیاحوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ تین فٹ چوڑی ایک اور سرنگ میں سے سر جھکائے گزر کر ہم ایک کمرے میں پہنچے۔ یہی کنگ چیمبر یعنی بادشاہ کا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ 17 فٹ چوڑا 34 فٹ لمبا اور 19 فٹ اونچا تھا۔ چھت پر نصب ایک ایک پتھر چالیس سے ساٹھ ٹن یعنی تقریباً سولہ سو من سے کم نہیں تھا۔ یہی وہ کمرہ تھا جہاں خوفو بادشاہ کی حنوط شدہ لاش رکھی گئی تھی۔ کمرے کے ایک طرف میت رکھنے کے لئے جگہ تھی۔ جو پتھر سے تعمیر کردہ ایک ٹب کی مانند تھی۔ بلکہ اگر اسے ٹب کی بجائے پتھر کی قبر کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میں نے جھانک کر اندر دیکھا تو وہ خالی تھی۔ نہ اندر فرعون تھا اور نہ اس کے خزانے۔ گائیڈ نے بتایا کہ ہزاروں سال کی جدوجہد کے بعد جب سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی جستجو کرنے والے یورپی یہاں پہنچے تو انہیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ اس مقام تک چوروں کا پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ چونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے کوئی بھی دروازہ نہیں۔ بلکہ آج کے جدید ترین دور میں بھی مزید کسی خفیہ راستے کا پتہ نہیں چلایا جا سکا۔

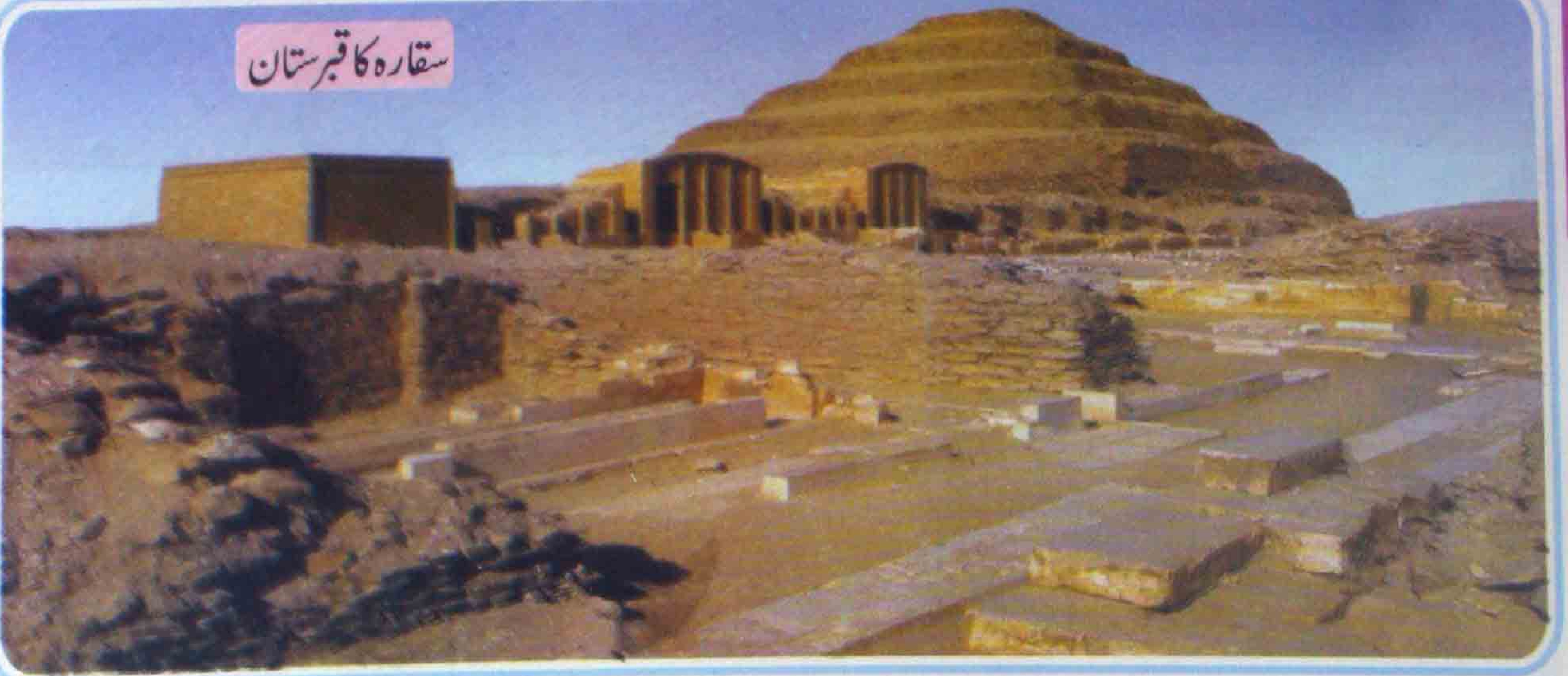
کنگ چیمبر کے اندر کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بس ایک عام سا قبر نما کمرہ تھا۔ جس میں نہ کوئی کھڑکی تھی نہ روشندان۔ اندرونی دیواریں بہت ہی ملائم تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دیواریں چونے سے پلستر کر دی گئی تھیں۔ تاکہ دیواریں ہموار اور ملائم ہو جائیں۔ فراعنہ کے خالی تابوت کو دیکھ کر میں نے یہی سبق سیکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اسے دنیا میں خرچ کر دینا ہی عقل مندی ہے۔ چونکہ فراعنہ کے ساتھ دفن خزانے ان کے کسی کام نہ آ سکے۔

مصری گائیڈ نے فرش پر ایک جگہ زور زور سے پاؤں مارے اور بتایا کہ یہاں سے عین نیچے ملکہ کا چیمبر ہے۔ جہاں خوفو بادشاہ کی ملکہ کا تابوت تھا۔ اس مقام سے اہرام کی چوٹی 95 میٹر یعنی 290 فٹ ہے۔ لیکن اوپر کوئی راستہ نہیں جاتا۔ اسی کنگ چیمبر میں فرانس کے حکمران نپولین نے اکیلے رات بسر کی تھی۔ وہ رات نپولین نے کس حالت میں گزاری، اس کا ذکر اس نے کبھی کسی سے نہیں کیا تھا۔

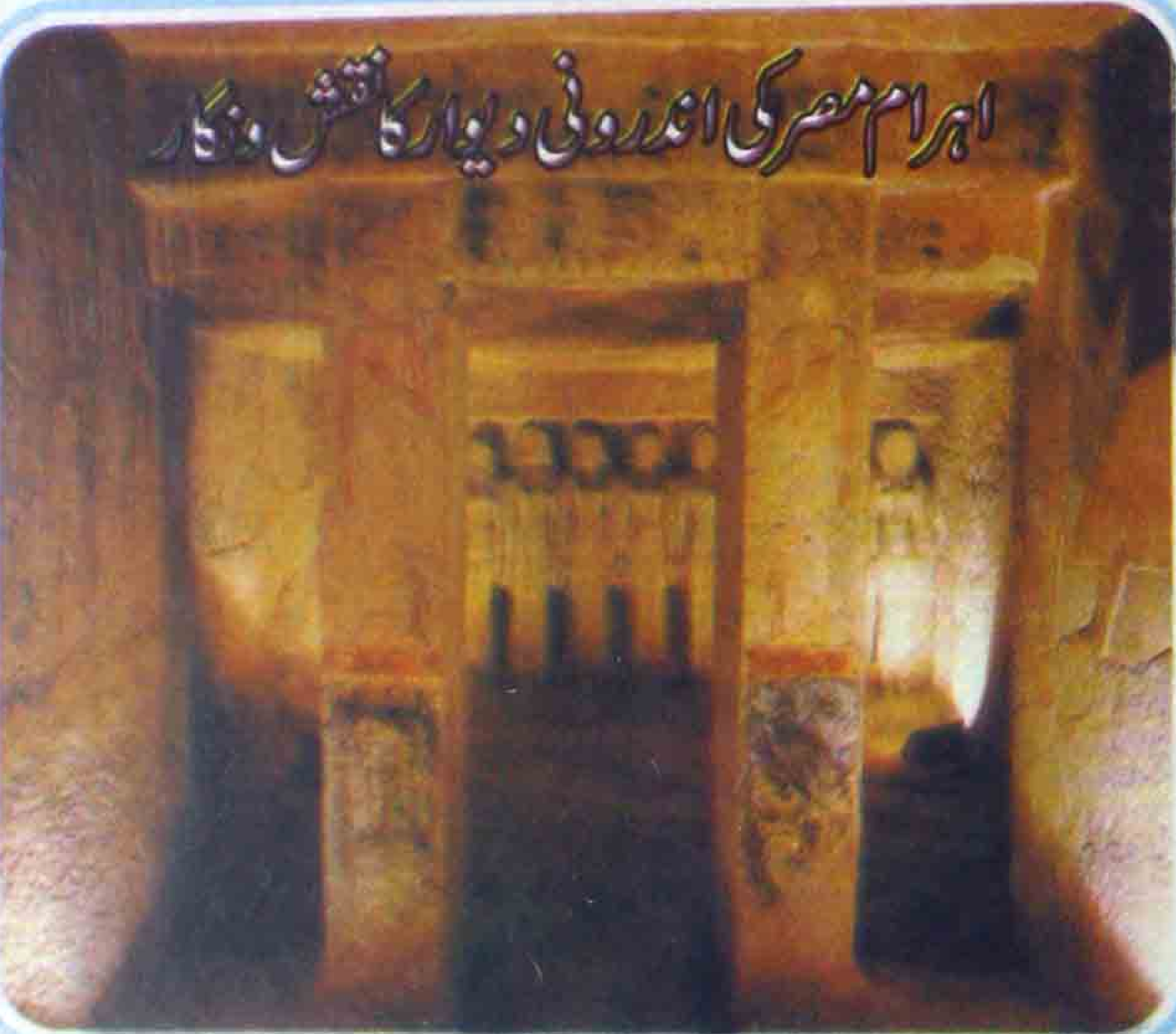
ہم کچھ وقت یہاں رہے اِدھر اُدھر گھوم پھر کر دیکھتے رہے۔ سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے حواس پر زیادہ قابو بھی نہیں تھا، بس یہی فکر تھی کہ اس قبر سے باہر کیسے نکلوں گا۔ جلدی جلدی کمرے کو دیکھا اور باہر نکلنے کی راہ لی۔

اوپر جاتے وقت میں سوچ رہا تھا کہ واپسی آسان رہے گی۔ لیکن میرے ساتھ تو معاملہ اونٹ والا ہوا جس کے لئے چڑھائی اور اترائی دونوں تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جب میں اترنے لگا تو لمبے قد نے مجبور کیا۔ راستہ تنگ اور تاریک تو تھا ہی لیکن اتنی جگہ تھی کہ انسان صرف بیٹھ کر ہی نیچے اتر سکتا تھا۔ اوپر چڑھتے وقت تو میں سر نیچے کیے، بازو اور ٹانگوں کے زور پر اوپر چڑھ گیا لیکن نیچے اترتے وقت مشکل تھی۔ میں نیم دراز ہو کر لڑکھراتے ہوئے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔

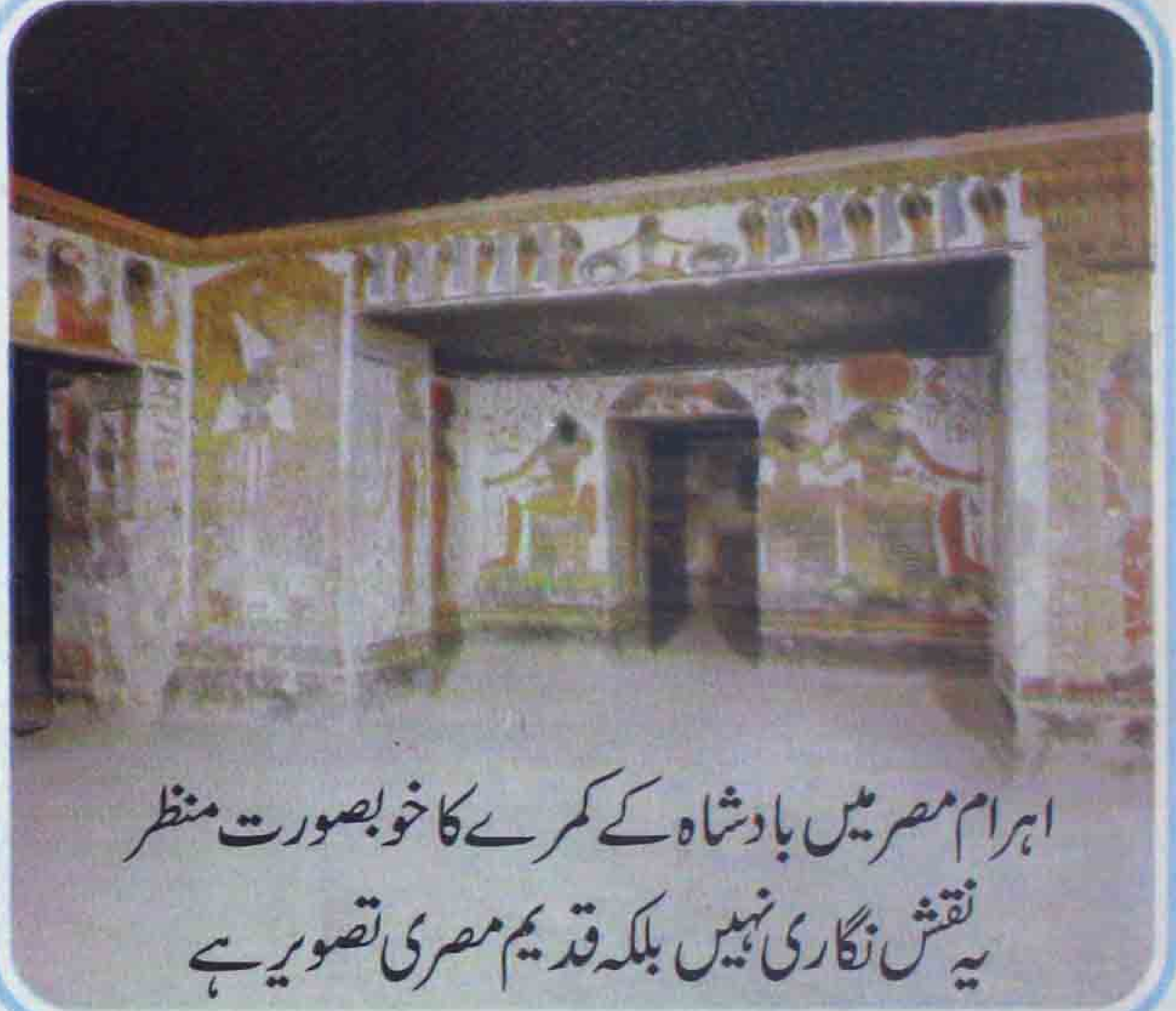
راستہ میں جگہ جگہ پریشان حال بوڑھے انگریز اور میمیں دیکھیں جن کے اوپر جانے کے ارادے تھے۔ لیکن راستے میں بیٹھے اس سوچ میں تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ ہم نے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے ہمارے بھی حواس بکھرے ہوئے دیکھے تو انہیں ہماری حوصلہ افزائی پر شک ہوا۔



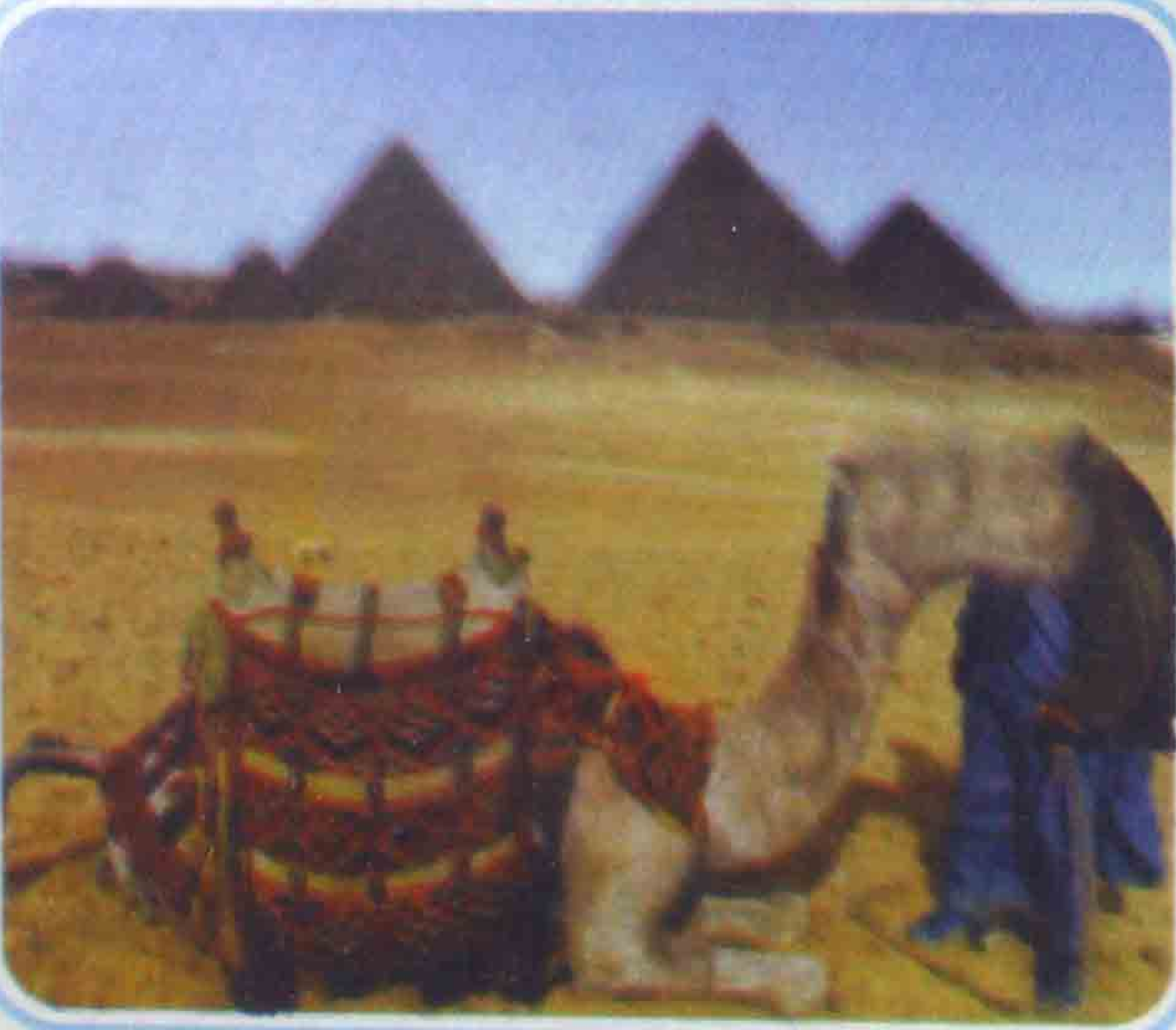
سقارہ کا قبرستان



اہرام مصر کی اندرونی دیوار کا نقش ونگار



اہرام مصر میں بادشاہ کے کمرے کا خوبصورت منظر
یہ نقش نگاری نہیں بلکہ قدیم مصری تصویر ہے





رعمیس کی بیوی ملکہ نجیتاری کے مقبرہ کا اندرونی منظر
یہ مقبرہ دریائے نیل کے قریب واقع ہے۔




توریت کا تحفہ لینے کے لئے کوہ طور کی طرف سفر

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جب بنی اسرائیل مصر میں تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو تم کو ایک کتاب عطا فرمائے گا۔ جس میں تمام اوامر ونواہی کا بیان ہوگا۔ پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے دشمن کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے کتاب نازل فرمانے کی درخواست کی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ جب تیس دن ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منہ میں کچھ بد بو محسوس ہوئی تو آپ علیہ السلام نے کسی نرم لکڑی سے مسواک کر لی۔ ابو العالیہ نے کہا کسی درخت کی چھال کو چبایا تھا۔

فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا پہلے ہم کو آپ کے منہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی آپ علیہ السلام نے مسواک کر کے اس کو خراب کر دیا۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دس دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(حوالہ تفسیر روح المعانی و در منثور)

اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ کوہ طور پر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک و تعالیٰ کے کلام کو سن کر ایسی لذت محسوس کی کہ آپ علیہ السلام کے دل میں رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوگئی اور عرض کی اے اللہ تبارک و تعالیٰ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرما۔

رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ''تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔''

یہ نہیں فرمایا: ''مجھے نہیں دیکھا جا سکتا''۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے معراج کی رات رب کا دیدار کیا۔ نیز یہ دیکھنے کی نفی دنیا سے متعلق ہے۔ جنت میں مومنین رب تبارک و تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال کرنا ہی اس چیز پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ نے ممکن چیز کا سوال کیا۔ اگر رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھنا محال ہوتا تو آپ علیہ السلام سوال نہ کرتے۔

رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی تجلیات کا ظہور پہاڑ پر کرتا ہوں۔ تم پہاڑ کو دیکھو اگر تم نے پہاڑ کو دیکھ لیا تو سمجھنا کہ مجھے بھی دیکھ لو گے۔ لیکن رب تبارک و تعالیٰ کی تجلیات کی تاب پہاڑ نہ لا سکا کہ وہ قائم رہتا بلکہ وہ بھی پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوش برقرار نہ رکھ سکے۔

کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقام قرب کا تحفہ

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے مقرر کیے ہوئے وقت پر بنی اسرائیل کے 70 آدمیوں کو لے کر طور سینا پر تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور اجازت ہی سے وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان ستر افراد نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام سننے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہی ہوگا۔''

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب پہنچے تو بادل نے پورے پہاڑ کو چھپا لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور بادل کے اندر داخل ہو گئے اور دوسروں سے فرمایا: ''قریب آ جاؤ!''

سابقہ کتابوں میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست پر ان سے کہا گیا تھا کہ اے موسیٰ! مجھے جو زندہ شخص دیکھ لے وہ مر جائے۔ میرے دیدار کی تاب کوئی زندہ نہیں لا سکتا۔ خشک چیزیں بھی میری تجلی سے تھرتھرا اٹھتی ہیں۔ چنانچہ پہاڑ کا حال خود کلیم اللہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور خود بھی بے ہوش ہو گئے۔

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب رب تبارک و تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی، اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو وہ چکنا چور ہو گیا۔

راوی حدیث ابو اسماعیل نے اپنے شاگردوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا لیکن اس حدیث کی سند میں ایک راوی مبہم ہے۔ جس کا نام واضح نہیں کیا گیا۔ (حوالہ تفسیر ابن کثیر)



اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی کی ہیبت

تفسیر طبری میں لکھا ہے کہ: پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام آسمانوں کی طرف وحی کی کہ میں پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالنے والا ہوں (یہ سن کر) تمام آسمان، زمین، پہاڑ، سورج، چاند ستارے، بادل، جنت، دوزخ، فرشتے اور سمندر کانپ اٹھے اور تمام کے تمام سجدے میں گر گئے اور (وہی کمزور بندہ دیدار الٰہی کا مشتاق) موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

''پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر۔'' (الاعراف، 143)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نور الٰہی کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو کر پتھر سے گر پڑے اور پتھر (ہل کر) ان کے اوپر آ گیا اور ان پر قبے کی شکل میں سایہ کرنے لگا تا کہ آپ علیہ السلام جل نہ جائیں۔

کوہ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گفتگو کی



مصر کی وادیٔ سینا کے پہاڑوں میں سب سے مقدس پہاڑ کوہ طور ہے۔

(۱) یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا۔

(۲) یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کرتے تھے۔

(۳) یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کی تجلی پڑی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 40 دن تک اس پہاڑ پر بے ہوش پڑے رہے۔

(۴) اس پہاڑ پر سینٹ کیتھرائن نامی عبادت خانہ ہے۔ جس میں آج بھی وہ روشن درخت موجود ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی اور اسی روشن درخت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور عصا کے اژدھا بننے کا معجزہ ملا تھا۔

کوہ طور پہاڑ قرآن کی روشنی میں

کوہ طور مصر کا سب سے مشہور اور مقدس مقام ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

اے موسیٰ! تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، البتہ ہم پہاڑ پر اپنی صفاتی تجلی فرماتے ہیں۔

پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو کیفیت یہ ہوئی

جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

پہاڑ ان جلووں کی تاب نہ لا سکا اور پہاڑ کا وہ حصہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ریزہ ریزہ ہوگیا۔

پہاڑ پر پڑنے والی تجلیات کی انعکاسی شعائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑیں، وہ کافی دیر تک وجدانی کیفیت سے سرشار رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس تجلی کا ایک اثر یہ ہوا کہ ان کی نگاہ اتنی تیز ہوگئی کہ اندھیری رات میں تین میل کی مسافت سے چیونٹی کو ملاحظہ فرمالیتے۔ چہرے کے تجلیات کا یہ عالم تھا کہ کسی شخص کو یہ ہمت نہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رخ انور کو دیکھ سکے۔

بلکہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

مکث موسیٰ اربعین لیلۃ لاینظر الیہ احد الا مات من نور رب العالمین

''چالیس دن تک تو یہ حالت تھی کہ جو شخص آپ کو دیکھتا، جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا''۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کتنی بار گئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنوانے کے لئے ساتھ لے گئے۔ یہ کتنی مرتبہ ہوا؟ علماء تفسیر نے اس میں 3 مرتبہ جانا لکھا ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توریت شریف لینے لے لئے طور پر جا رہے تھے اس وقت ایک جماعت کو ہمراہ لے گئے تھے اور اس کا ثبوت سورہ طٰہٰ کی آیت وَمَا اَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یٰمُوْسٰی سے ہوتا ہے۔

(۲) جب بنی اسرائیل نے ان کے پیچھے بچھڑے کی عبادت کر لی تو اس وقت بارگاہ الٰہی میں معذرت پیش کرنے اور قبولیت توبہ کی درخواست کرنے کے لئے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل پر توریت شریف پیش کی تو انہوں نے کہا کہ ہم کیسے مانیں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے خود فرمائیں کہ یہ میری کتاب ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ لہٰذا ان کو تسلیم کرانے کے لئے اپنی قوم کے منتخب افراد کو ساتھ لے گئے۔

(حوالہ: صاحب روح المعانی صفحہ ۲۷ جلد ۹)

کوہ طور وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا





توریت کے چند اوراق جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ لیکن اب وہ توریت نہیں ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی بلکہ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں یہودیوں نے اپنے مفاد کے لئے خوب ردوبدل کر دیا ہے۔ اسی لئے کہ تورات کا 4 انبیاء کے علاوہ کوئی بھی حافظ نہیں تھا البتہ قرآن تمام آسمانی کتابوں میں وہ واحد کتاب ہے جس میں 1400 سال میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی جا سکی، کیونکہ یہ واحد کتاب ہے جس کے کروڑوں حافظ قرآن ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔



کوہ طور کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے 10 احکامات ملے

تجلی موسیٰ کی برکت سے چہرہ کا نور بڑھ گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنی تجلی ڈالی تو اس تجلی کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ اتنا روشن اور پرنور ہو گیا کہ کوئی بھی آپ کے چہرہ کو نہیں دیکھ سکتا تھا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو 40 دن تک اپنے چہرہ کو ڈھانپنا پڑا۔ (حوالہ مثنوی شریف)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس ایک تجلی کی جو جھلک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مبارک آنکھوں نے دیکھی اس کی بدولت آپ علیہ السلام کی نظر مبارک میں جو برکت پیدا ہوئی وہ بھی سن لیجئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ (شفا ملا علی قاری ج ا ص ۱۷۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں ایسی روشن و منور ہو گئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے چیونٹی جیسی باریک چیز آپ علیہ السلام کو نظر آنے لگی اور رات کی ظلمت اور زمین کی مسافت آپ علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے حجاب نہ بنی۔

علماء فرماتے ہیں کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ کی تجلی تھی جب اس آسان سی تجلی کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو ان کا کیا کہنا جن کی مقدس آنکھوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔ اور بچشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ خود رب العزت فرماتا ہے۔

مازاغ البصر وما طغی (قرآن مجید)

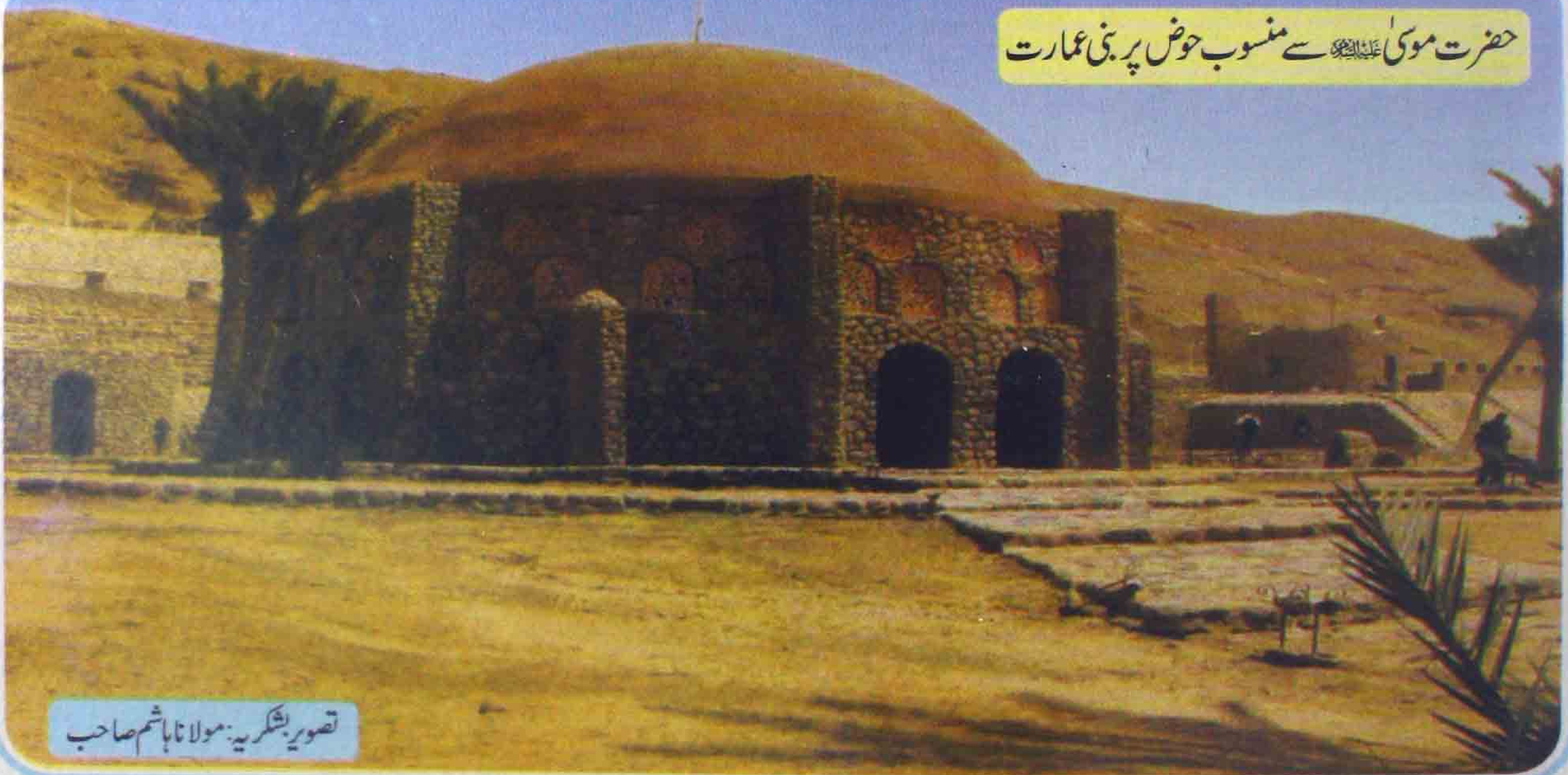
مجھے دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین ذات کو دیکھا چشم نبی نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہ جھٹلایا۔

ماکذب الفؤاد مارای (قرآن مجید)

اللہ اکبر! وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لا سکے بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ یہ محبوب خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں، قلب اقدس مطمئن اور چہرہ مبارک متبسم ہے یعنی مسکراتے ہوئے خالق اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو جمال
تو عین ذات می نگری در تبسمی



اس عمارت میں موجود تالاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے یہی وہ تالاب ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نہار ہے تھے اور بنی اسرائیل یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدن پر برص کے نشانات ہیں۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیا کی وجہ سے اپنے جسم کو برہنہ نہیں کرتے تھے۔ پھر ایک موقع پر حکم الٰہی سے آپ علیہ السلام نہا رہے تھے تو ایک پتھر آپ علیہ السلام کے جبہ مبارک کو لے کر بھاگ نکلا اور آپ علیہ السلام کی تہ بند کو وہیں چھوڑ گیا تو آپ علیہ السلام نے تہ بند باندھا اور پتھر کے پیچھے جبہ لینے کیلئے دوڑے تو لوگوں نے آپ علیہ السلام کے جسم کے اوپری حصہ کو دیکھا جس سے ان کی بدگمانی دور ہو گئی۔

سونے کا بچھڑا

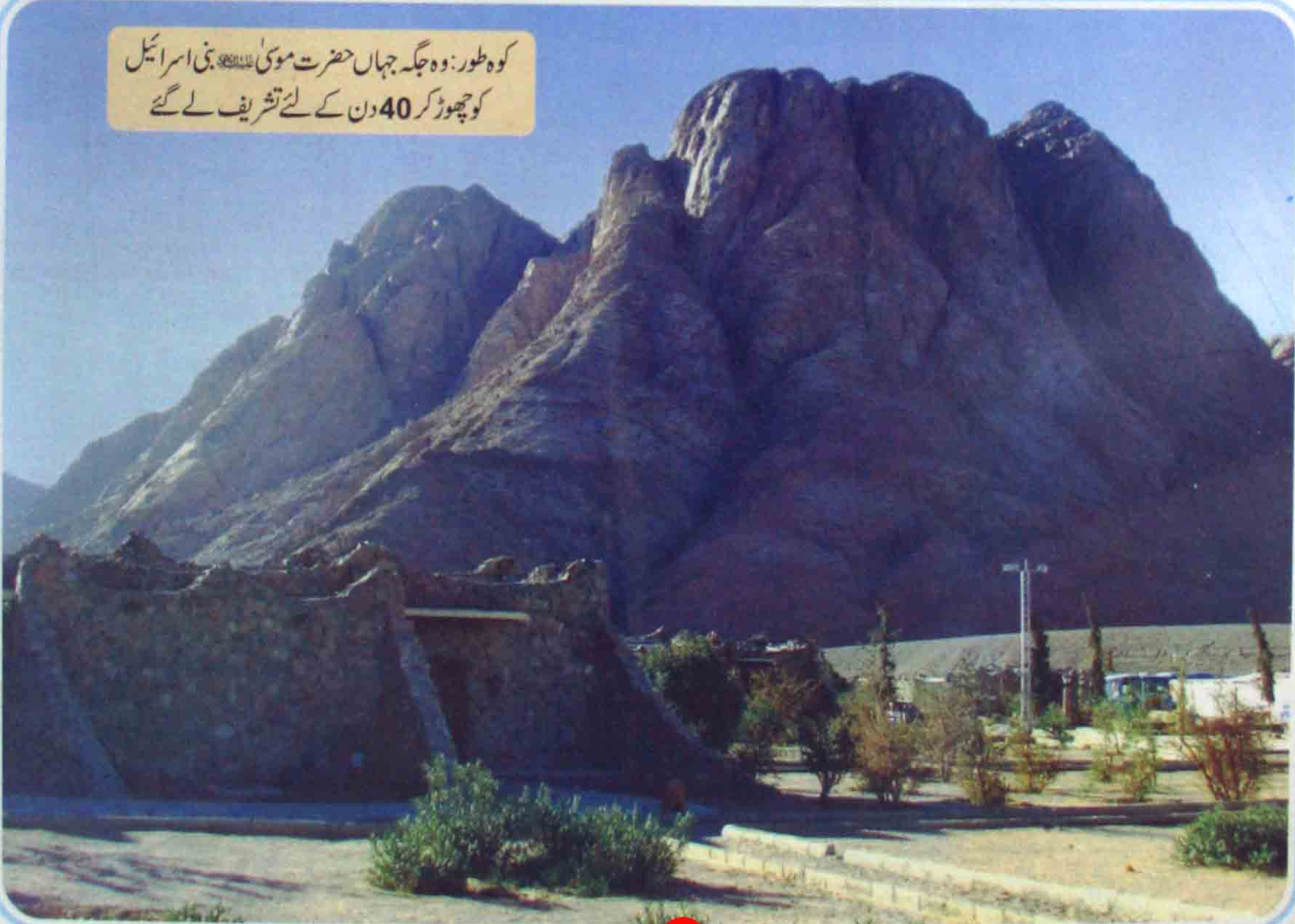
بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں فرعون سے نجات پالی اور دریا کو عبور کر کے جب پار ہو گئے تو ان کا گزر ایک بت پرست قوم پر ہوا جو بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے تھے اور ان بتوں کو پوج رہے تھے یہ بت گائے کی شکل کے تھے۔

بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جس طرح ان لوگوں کے اتنے خدا ہیں اسی طرح ہمیں بھی آپ علیہ السلام ایک خدا بنا دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ جاہلو! یہ کیا بکنے لگے ہو یہ بت پرست تو بربادی و ہلاکت کے حال میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بالکل باطل ہے۔ کیا میں ایک اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا تمہارے لئے تلاش کروں؟ (قرآن کریم پ ۹ ع ۷)

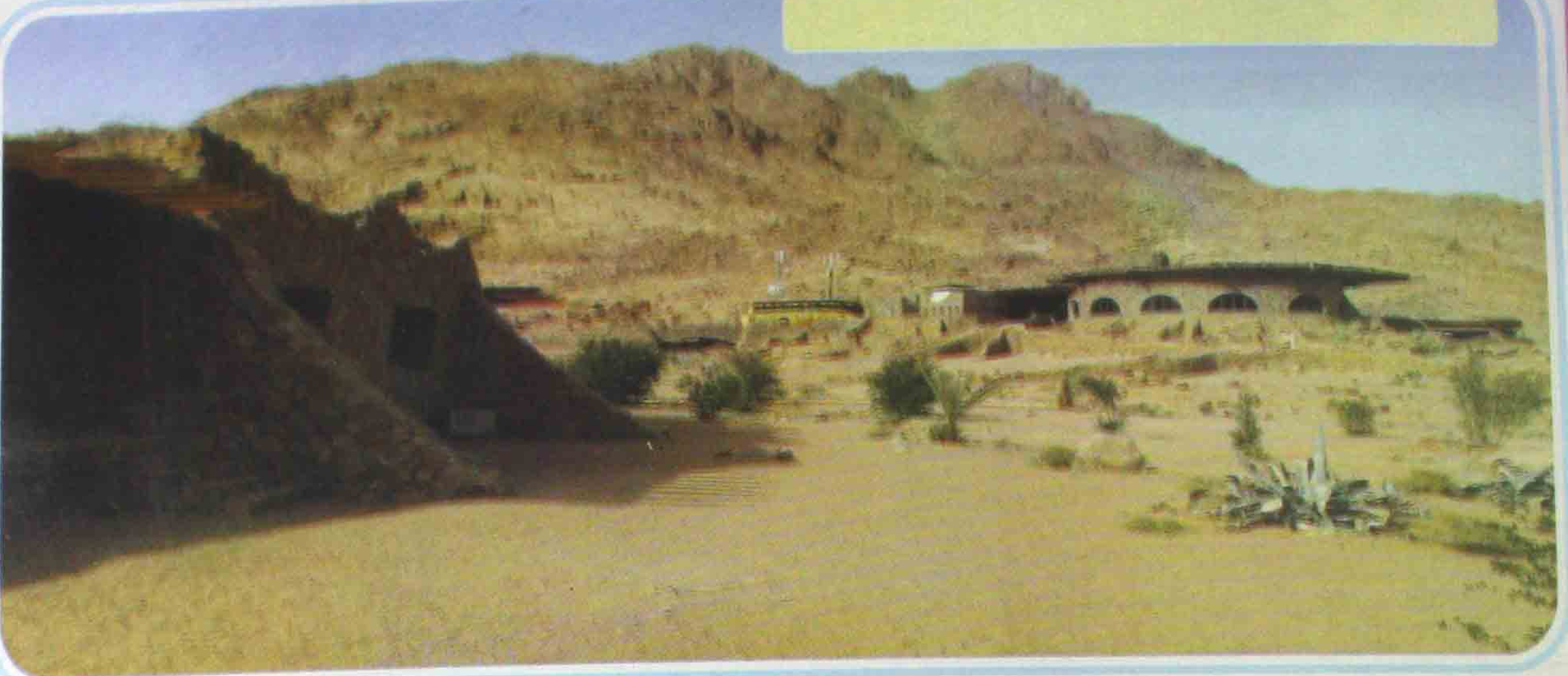
فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل اس کے پنجے سے آزاد ہو کر سب ایمان لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب کریم کا یہ حکم ہوا کہ وہ چالیس راتوں کا کوہ طور پر اعتکاف کریں، اس کے بعد انہیں کتاب (توریت) دی جائے گی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ آپ علیہ السلام چالیس دن تک دن بھر روزہ دار رہ کر ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

سامری سنار کی ملعون حرکت

سامری بنی اسرائیل میں ایک حرامی شخص تھا جو طبعی طور پر نہایت گمراہ کن آدمی تھا۔ اس کی ماں نے برادری میں رسوائی و بدنامی کے ڈر سے اس کو پیدا ہوتے ہی پہاڑ کے ایک غار میں چھوڑ دیا تھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اپنی انگلی سے دودھ پلا پلا کر پالا تھا۔ اس لیے یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچانتا تھا۔ اس کا پورا نام "موسیٰ سامری" ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی "موسیٰ علیہ السلام" ہے۔ موسیٰ سامری کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پالا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر ہوئی تھی۔ مگر خدا کی شان کہ فرعون کے گھر پرورش پانے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خدا کے رسول ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پالا ہوا موسیٰ سامری کافر ہوا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے اس نے بچھڑے کی پوجا کروانا شروع کر دی۔



کوہ طور: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو چھوڑ کر 40 دن کے لئے تشریف لے گئے



وادیٔ راحہ میں سیاحوں کے لئے بنا ہوا ہوٹل



یہ وہ جگہ ہے جہاں قوم موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی۔ آج یہ جگہ مصر کے شہر قاہرہ سے تقریباً 500 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے

میدان الراحہ اور جبل ہارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل میں چالیس دن کیلئے کوہ سینا کو جاتے ہوئے بنی اسرائیل کو اس مقام پر چھوڑا جو آج کل بنی صالح اور کوہ سینا کے درمیان وادی شیخ کے نام سے موسوم ہے۔ اس وادی کا وہ حصہ جہاں بنی اسرائیل نے پراؤ ڈالا تھا آج کل میدان الراحہ کہلاتا ہے۔ وادی کے ایک سرے پر وہ پہاڑی واقع ہے جہاں مقامی روایت کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام ثمود کے علاقے سے ہجرت کر کے تشریف لائے تھے۔ آج وہاں ان کی یاد میں ایک مسجد (نبی صالح) بنی ہوئی ہے۔ دوسری طرف ایک اور پہاڑی جبل ہارون ہے جہاں کہا جاتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کی بچھڑے کی پوجا سے ناراض ہو کر جا بیٹھے تھے۔ تیسری طرف سینا (طور) کا بلند پہاڑ ہے جس کا بالائی حصہ اکثر بادلوں سے ڈھکا رہتا ہے اور جس کی بلندی 7369 فٹ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر آج تک وہ کھوہ زیارت گاہ عام بنی ہوئی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چلہ کیا تھا۔ اس کے قریب مسلمانوں کی ایک مسجد اور عیسائیوں کا ایک گرجا ہے اور پہاڑی کے دامن میں رومی قیصر جسٹینین کے زمانے کی ایک خانقاہ آج تک موجود ہے۔ (حوالہ اطلس القرآن)

وہ جس کی پرورش حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی وہ بت پرستی کا استاد بن گیا

جب کوئی آدمی ازل ہی سے نیک بخت نہیں ہوتا تو وہ نامراد ہوتا ہے۔ موسیٰ سامری جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پالا ہوا تھا وہ کافر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خدا کے رسول ہوئے۔ اس کا راز یہی ہے کہ موسیٰ سامری ازلی شقی اور پیدائشی بدبخت تھا لہذا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تربیت اور پرورش نے بھی اس کو کچھ نفع نہ دیا اور وہ کافر ہی رہ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ازلی سعید اور نیک بخت تھے اس لیے فرعون جیسے کافر کی پرورش سے بھی ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (صاوی ج اص ۲۹)

جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر 40 دن تک اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے سامری نے آپ علیہ السلام کی غیر موجودگی کو غنیمت جانا اور یہ فتنہ برپا کر دیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے سونے چاندی کے زیورات کو مانگ کر پگھلایا اور اس سے ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کی خاک جو اس کے پاس محفوظ تھی اس نے وہ خاک بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تو وہ بچھڑا بولنے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ اے میری قوم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خدا عزوجل کے دیدار کے لئے تشریف لے گئے ہیں حالانکہ تمہارا خدا تو یہی بچھڑا ہے، لہٰذا تم لوگ اسی کی عبادت کرو۔ سامری کی اس تقریر سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے اور بارہ ہزار آدمیوں کے سوا ساری قوم نے چاندی سونے کے بچھڑے کو بولتا دیکھ کر اس کو خدا مان لیا اور اس کے آگے سربسجود ہو کر اس بچھڑے کو پوجنے لگے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ

ترجمہ: اور موسیٰ کے بعد اسکی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی بے جان کا دھڑ گائے کی طرح آواز کرتا۔ (اعراف رکوع 18 آیت 148)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر توریت لینے گئے تو بنی اسرائیل کے سامری نامی شخص نے سونے کا ایک بچھڑا بنا لیا اور اس کی پوجا شروع کر دی گیا کہ بنی اسرائیل والوں کا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تعلق اتنا کمزور تھا کہ انہوں نے بحر قلزم کو راستہ دیتے اور فرعون کو غرق ہوتے دیکھا مگر کچھ ہی عرصہ میں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس نشانی کو بھول کر بت پرست بن گئے۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی

جب چالیس دنوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل سے ہم کلام ہو کر اور توریت ساتھ لے کر بستی میں تشریف لائے اور قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ علیہ السلام پر بے حد غضب وجلال طاری ہو گیا آپ علیہ السلام نے جوش غضب میں توریت کو زمین پر ڈال دیا اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور مارنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے کہ کیوں تم نے ان لوگوں کو اس کام سے نہیں روکا حضرت ہارون علیہ السلام معذرت کرنے لگے جیسا کہ قران مجید میں ہے۔

قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

ترجمہ: کہا اے میرے بھائی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ ملا۔ (اعراف رکوع 18)

حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر اور جلا کر اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیا۔

جناب یعقوب نظامی سفرنامہ مصر میں لکھتے ہیں کہ:

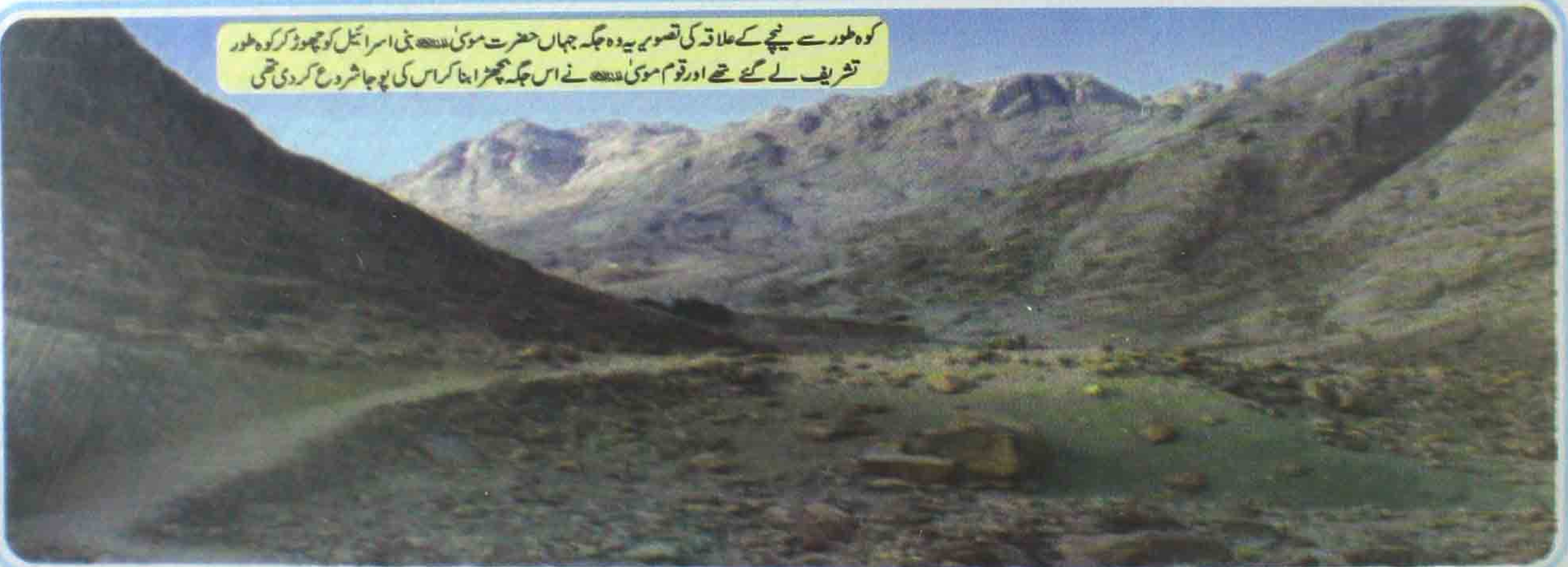
کوہ طور سے اتر کر ہم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر میدان الراحہ پہنچے جہاں سامری نے بچھڑا بنایا تھا جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے خدا کو بھول کر اس بچھڑے کو ہی خدا ماننے لگ گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہلے اپنی بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا محاسبہ کیا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ پھر سامری اور اپنی قوم سے باز پرس کرنے کے بعد غصہ میں اس سونے کے بچھڑے کو پھینکا تو وہ قریب کی چٹان پر لگنے سے پاش پاش ہو گیا۔ ہم نے کوہ طور کے دامن میں ایک چٹان پر بچھڑے کے نقوش دیکھے جو بالکل نمایاں نظر آ رہے تھے۔ جو اس بات کی گواہی تھی کہ سامری کا معاملہ یہاں ہی پیش آیا تھا۔ اس کے قریب پشت کی طرف ایک اونچے ٹیلے پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام ہے۔ سامری کے بچھڑے کے نقوش دیکھنے کے بعد ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوئے۔

سامری کا گوسالہ

جناب عاصم صاحب سفرنامہ کوہ طور کے ذیل میں لکھتے ہیں:

23 جنوری کی صبح ہم قاہرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں دیر سے ڈیڑھ کلومیٹر (ایک میل) پر ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے کے اوپر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مقام آیا یہ پہاڑی اس وادی میں واقع ہے جس میں سامری نے گوسالہ بنا کر پیش کیا تھا اور بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اور یہ مقام سیدنا ہارون علیہ السلام غالبًا اسی جگہ بنا ہوا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے واپس آ کر حضرت ہارون علیہ السلام سے مواخذہ کیا تھا۔

اس کے بعد یعنی دیر سے تقریبا دس کلومیٹر پر ایک وادی میں حضرت صالح علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ ہر سال یہاں دیہاتیوں کا بہت بڑا مجمع ہوتا ہے جس میں وہ قربانیاں کرتے ہیں اور سارا میدان بھر جاتا ہے۔ اسی طرح کا مجمع حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر پر بھی ہوتا ہے۔ مقامی روایات یہ ہیں کہ قوم ثمود پر جب عذاب نازل ہوا تو حضرت صالح علیہ السلام ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے لیکن ان روایات کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے۔


کوہ طور سے نیچے کے علاقہ کی تصویر یہ وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کوہ طور تشریف لے گئے تھے اور قوم موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی تھی


وادی راحہ جہاں بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کر اسے پوجنا شروع کر دیا تھا





”طور پہاڑ“ بنی اسرائیل کے سر پر معلق ہو گیا



سونے کے بچھڑے کی پوجا کے جرم میں بنی اسرائیل کی ہزاروں کی تعداد موت کے گھاٹ اتار دی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ان کا یہ جرم معاف کر دیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا میرے پاس یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے تمہارا فرض ہے کہ اس پر ایمان لاؤ۔

بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ”اے موسیٰ ہم تمہارے کہنے سے ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم خود خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور اس کی زبان سے نہ سنیں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جواب دیا کہ ”تم سب کو کوہ طور پر لیجانا تو مشکل ہے میں تم میں سے 70 آدمی تمہارے نمائندے بنا کر لیجا سکتا ہوں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام 70 نمائندوں کو ساتھ لیکر کوہ طور پر پہنچے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کی گفتگو شروع ہوئی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ ہم کلامی حجاب نور میں تھی ان سرداروں نے کہا ہم بھی یہ گفتگو خود سننا چاہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ان سرداروں کو بھی حجاب نور میں لے لیا گیا اور انہوں نے بھی اس گفتگو کو سنا۔ مگر ان سرداروں نے پھر بھی نہ مانا اور کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو بے حجاب نہ دیکھ لیں ہم ایمان نہیں لا سکتے۔ آخر ایک سخت زلزلہ آیا اور وہ سب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر ایک سخت کڑک نے ان کو جلا کر خاک کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے خدا اپنی رحمت سے تو ان کو معاف کر دے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی قرآن شریف میں سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہیں لائینگے جب تک خدا کو بے حجاب نہ دیکھ لیں پس تم کو بجلی کی کڑک نے آ پکڑا اور تم دیکھ رہے تھے اور تمہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا تاکہ تم شکر گذار بنو۔

دوبارہ زندگی پا کر جب یہ 70 سردار اپنی قوم کے پاس پہنچے اور انہیں تمام قصہ سنایا تو بنی اسرائیل نے پھر بھی اپنے نمائندوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے خدا میں اپنی قوم کی نافرمانی سے عاجز ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اچھا میں ایک معجزہ تم کو دیتا ہوں چنانچہ کوہ طور کو حکم دیا کہ وہ سائبان کی طرح بنی اسرائیل پر چھا جائے اور اگر وہ پھر بھی نافرمانی پر تلے رہیں تو وہ ان پر گر جائے۔

بنی اسرائیل اس خوفناک منظر کو دیکھ کر گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے توریت کے احکام کی تعمیل کا اقرار کیا اگرچہ زیادہ عرصہ تک وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکے۔ (حوالہ قصص القرآن)

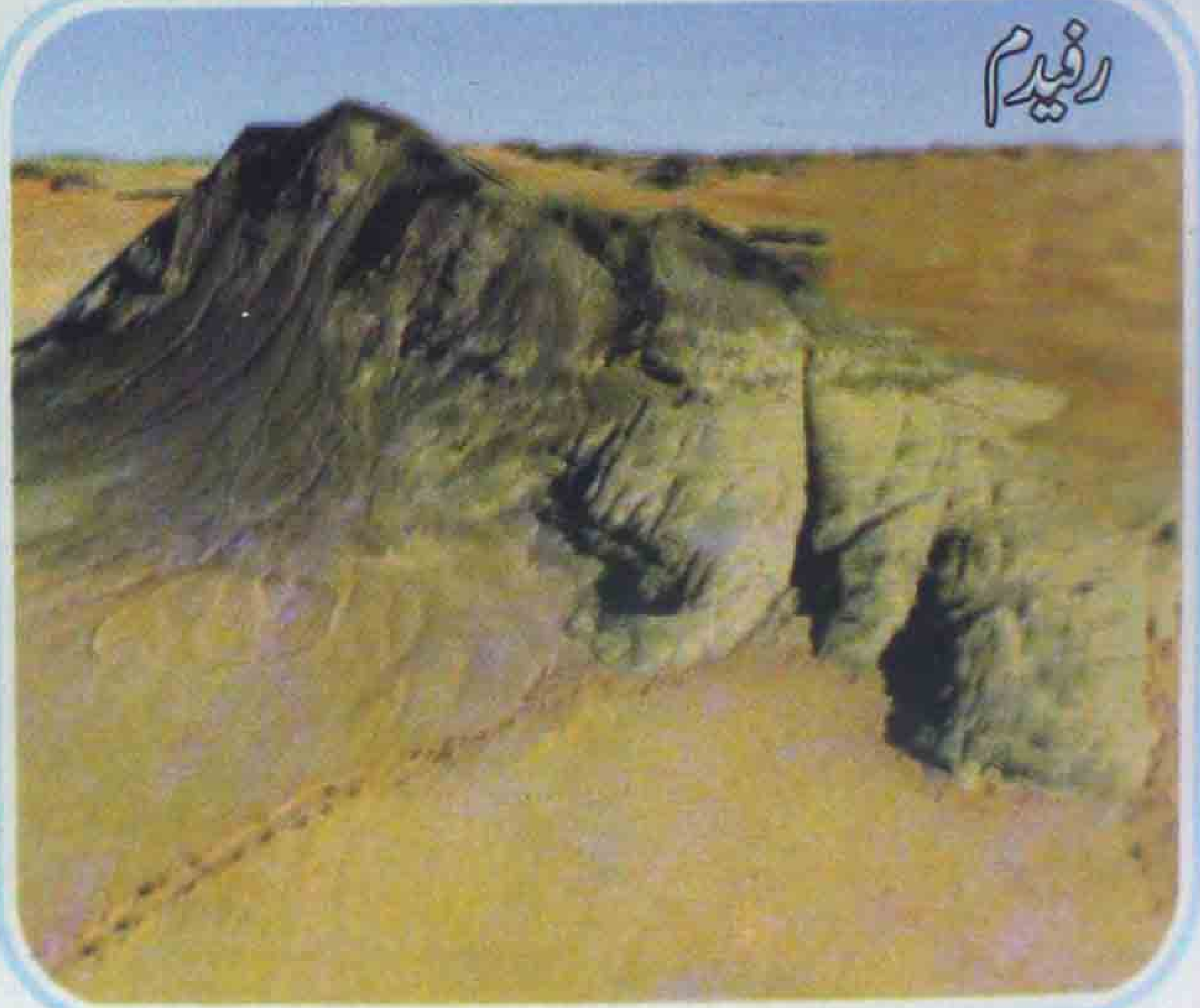


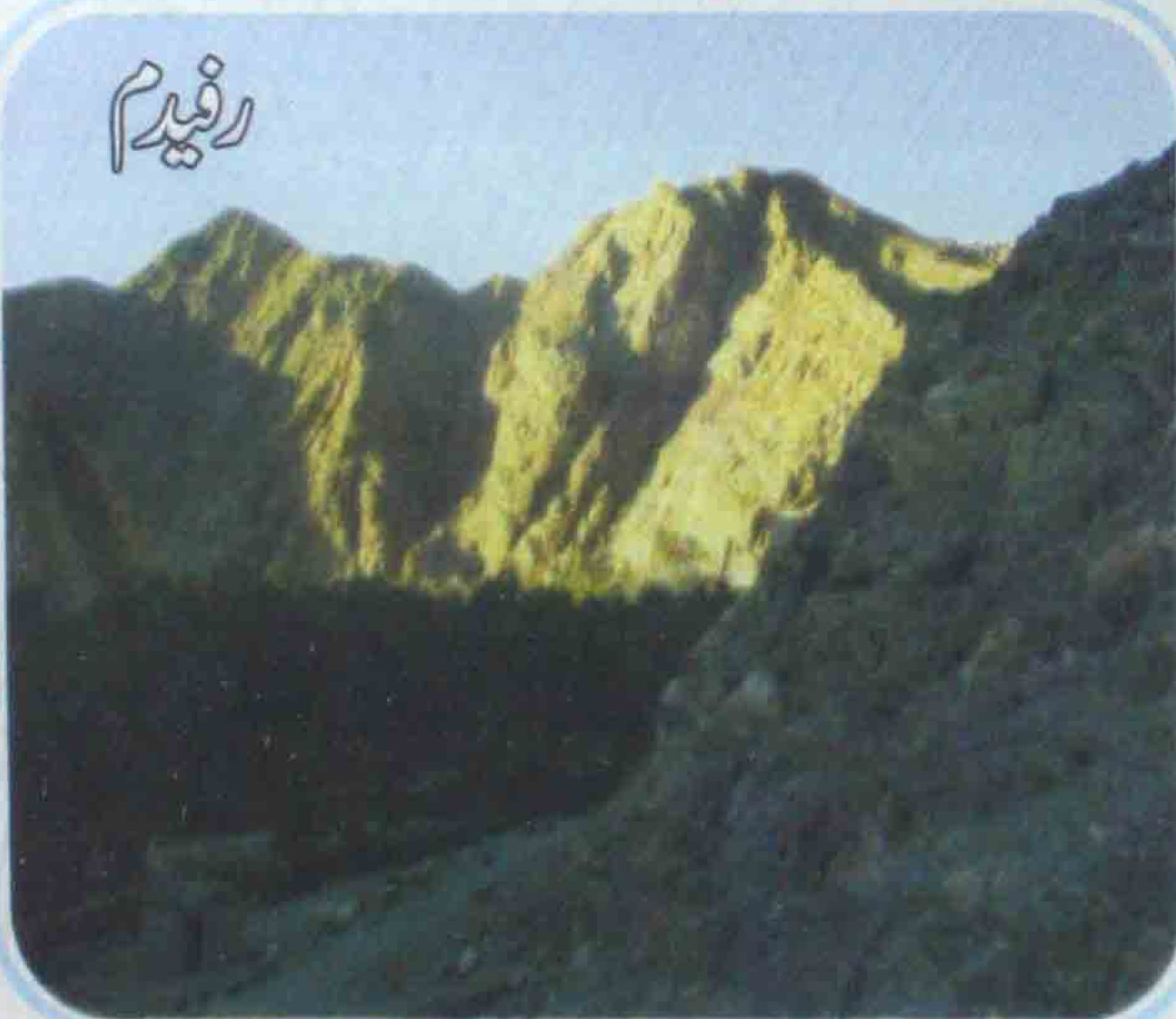
زیر نظر تصویر مصر کی وادئ سینا میں موجود کوہ طور پہاڑ کی ہے یہ وہ پہاڑ ہے جو بنی اسرائیل کی نافرمانی پر ان کے سروں پر معلق ہو گیا تھا جس کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے احکام قبول کئے

رفیدم وہ جگہ جہاں قوم عمالقہ رہتی تھی

فرعون کے غرق ہونے کے بعد جب بنی اسرائیل وادئ سینا میں پہنچے تو حکم ہوا کہ قوم عمالقہ سے جہاد کر کے ان سے بنی اسرائیل کے اصل علاقہ کو آزاد کرائیں تاکہ بنی اسرائیل وہیں قیام کر سکیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 12 سرداروں کو قوم عمالقہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ سرداران 40 روز تک قوم عمالقہ کے حالات مشاہدہ کر کے واپس لوٹے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ قوم عمالقہ کے قد تو درختوں جتنے ہیں اور وہ بے حد طاقتور ہیں۔ جب بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا "اے موسیٰ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا رب قوم عمالقہ کے جنوں سے لڑیں" تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی پر بنی اسرائیل کو 40 سال تک میدان تیہ میں قید کر دیا۔ بنی اسرائیل 40 سال تک یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہوئے۔









بنی اسرائیل کی سرکشی کے باوجود ان پر انعامات



قرآن پاک میں ارشاد باری ہے کہ:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کر دیا اور من وسلوی تم پر اتارا، کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں سے اور انہوں نے (ہماری نافرمانی) کر کے ہم پر ظلم نہیں کیا ہاں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

وادی تیہ مصر کی ایک وادی ہے جو کوہ طور کے قریب ہی ہے جب بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے علاقہ ارض مقدس (کنعان) میں داخل ہونے سے انکار کیا کہ وہاں تو بڑے دیو ہیکل انسان رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو 40 سال تک بطور سزا اس وادی میں حیران و پریشان رکھا اس لئے اس وادی کو وادئ تیہ کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگ صبح اس وادی سے اپنے گھروں کی جانب جانے کے لئے نکلتے مگر رات کو اسی وادی میں اپنے آپ کو پاتے تھے۔ تیہ کے معنی بھی بھٹکنے کے ہیں اس زمانہ کی وادی تیہ میں نہ کوئی درخت تھا نہ ہی کوئی عمارت۔ نہ پینے کا پانی۔ نہ کھانے کے لئے کوئی چیز۔ نہ روشنی تھی اور نہ ضروریات زندگی کے دیگر لوازمات۔ اس بے سروسامانی اور غریب الوطنی کے عالم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کے لئے سب سامان مہیا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دھوپ سے بچاؤ اور سایہ کے حصول کے لئے بادل بطور سائبان نازل فرما دیئے۔ کھانے کے لئے من وسلوی بھیج دیا۔

من وسلویٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں صحیح یہی ہے کہ من سے مراد ترنجبین ہے جو ایک نفیس شیریں ذائقہ دار مادہ تھا، جو شبنم کی طرح صبح کے وقت آسمان سے اترتا تھا۔

سلویٰ کے بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ بٹیر تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ بھنا ہوا اترتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ بکثرت زندہ پرندے ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے وہ انہیں زندہ پکڑ لیتے اور ذبح کرتے تھے۔

الغرض من اور سلوی ان کی شیریں اور نمکین لطیف غذائیں تھیں جنہیں شکم سیر ہو کر وہ کھاتے تھے۔ تاریکی دور کرنے کیلئے عمودی شکل میں ایک روشنی ظاہر ہو جاتی تھی۔ لباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اعجازی شان اس طرح ظاہر فرمائی کہ نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہوتے اور نہ ہی پھٹتے اور ان کے بچوں کے جسم کے ساتھ بچوں کا لباس بھی بڑھتا رہتا تھا۔

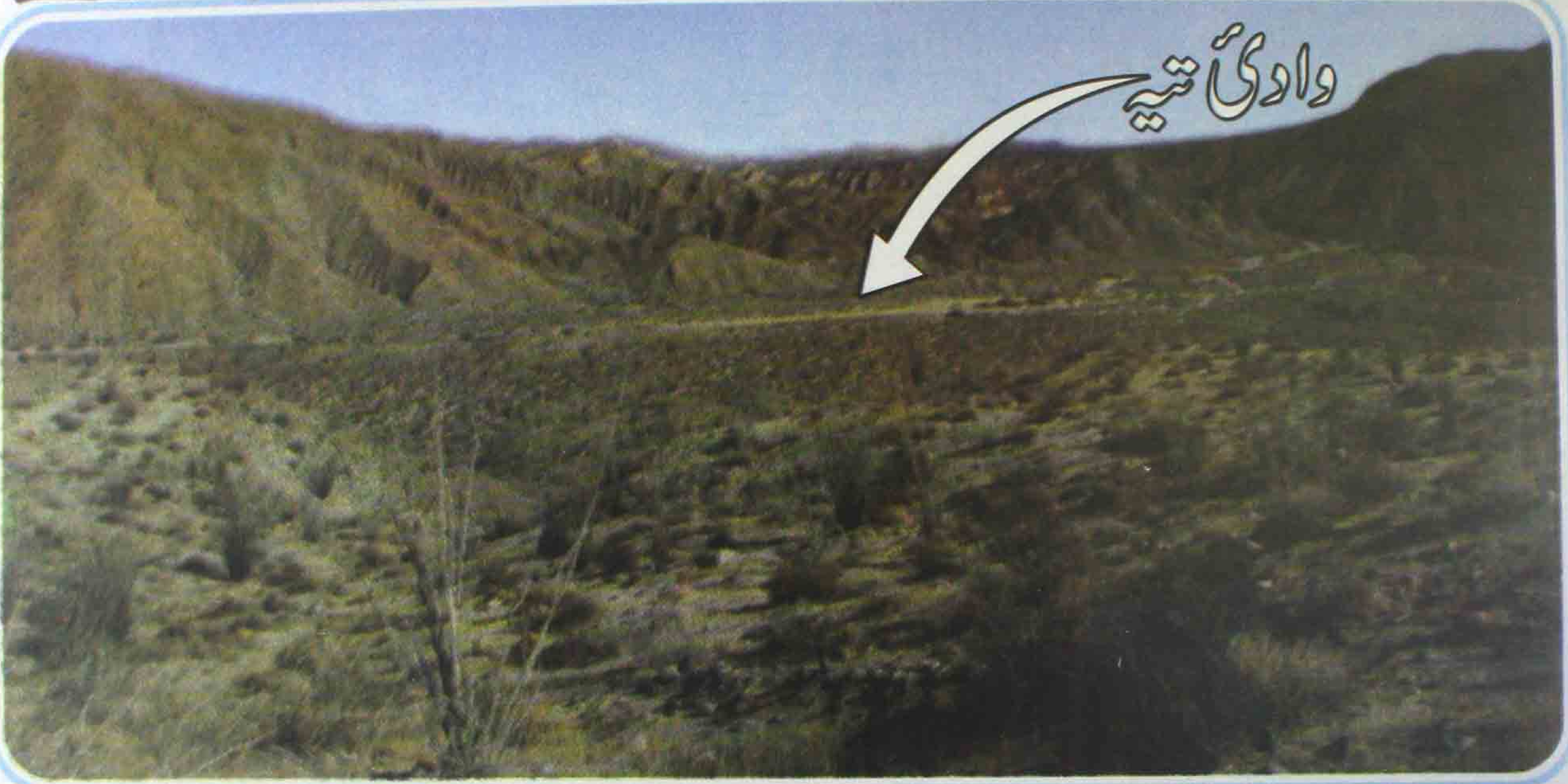
ذخیرہ اندوزی کا انجام

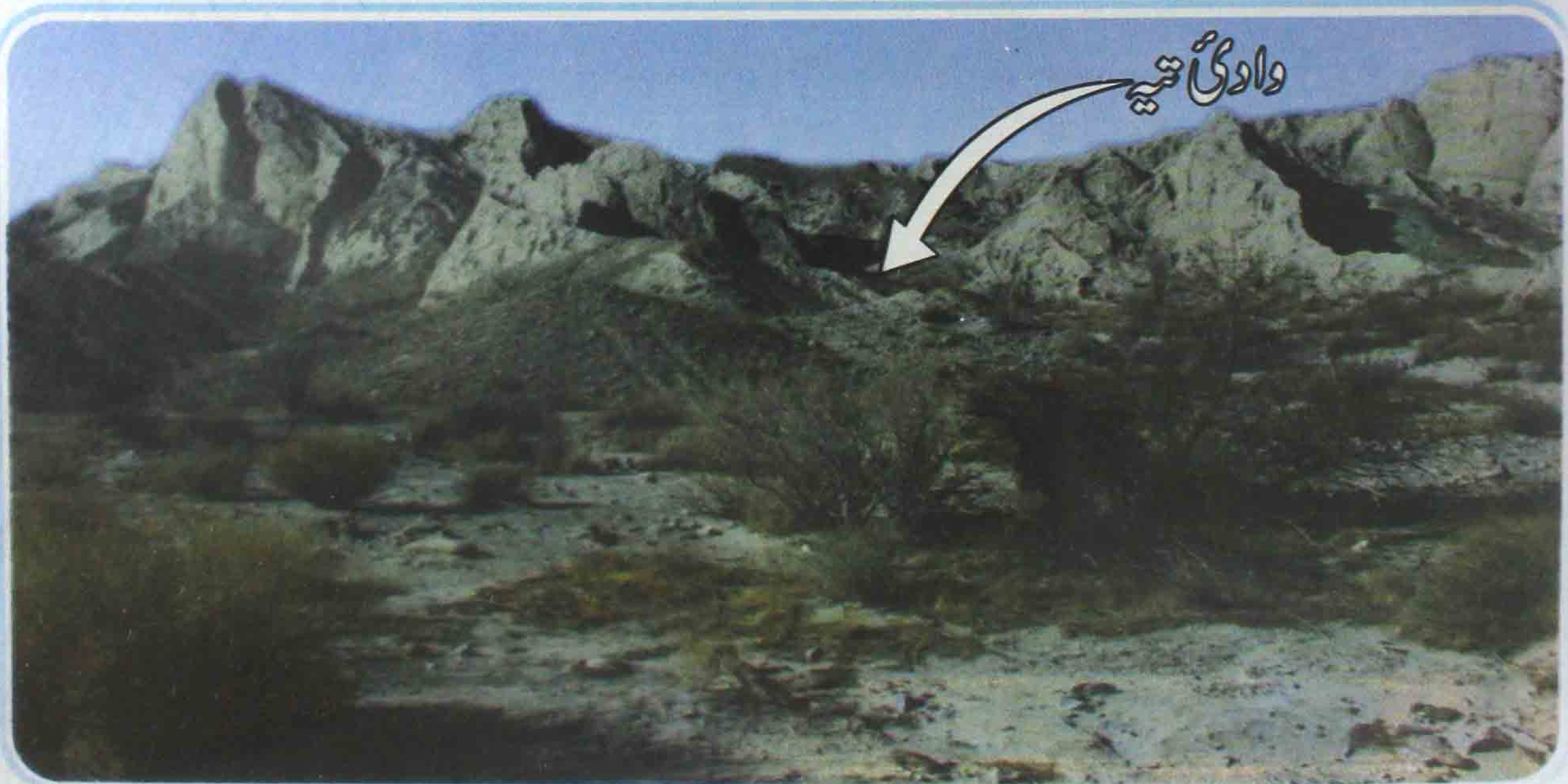
یہ من اور سلویٰ نامی آسمانی کھانے بنی اسرائیل کو بغیر محنت کے مل جاتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو یہ حکم تھا کہ صرف ایک روز کی غذا جمع کریں دوسرے روز کی غذا جمع نہ کریں، دوسرے روز کے لئے نہ رکھیں۔

مگر سبت کے دن کے لئے جو عبادت کا دن تھا ان کو ذخیرہ کرنے کی اجازت تھی۔ مگر انہوں نے اپنی ذخیرہ اندوزی کی عادت کی وجہ سے غذائیں جمع کرنی شروع کردیں۔

چنانچہ وہ سڑنے لگیں، نیز ان اعلیٰ آسمانی غذاؤں سے اکتا گئے اور معمولی ترکاریوں کا مطالبہ کرنے لگے اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ اگر ترکاریاں مطلوب ہیں تو کسی شہر میں جائیں اور محنت کر کے وہاں ان چیزوں کو اگائیں۔

بنی اسرائیل پر جو انعامات کا یہ سلسلہ جاری رہا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ باوجود اپنی مسلسل نافرمانی اور ناشکری کے پھر بھی اپنے زمانہ میں دوسری معاصر قوموں کے مقابلہ میں وہ غنیمت تھے۔





وادی تیہ وہ جگہ جہاں قوم موسیٰ نے 40 سال تک من وسلویٰ کھایا




وادی تیہ کا تعارف

وادیٔ سینا مصر کی ایک وادی ہے جس کے 3 اطراف میں سمندر ہے صرف مشرق میں فلسطین ہے۔ صحراء سینا کا رقبہ 60080 مربع کلومیٹر ہے۔ اس وادیٔ سینا کا ایک حصہ تیہ کے نام سے مشہور ہے۔

① دشت تیہ میں بنی اسرائیل کے 12 قبیلوں کے لئے 12 چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک سے جاری ہوئے۔

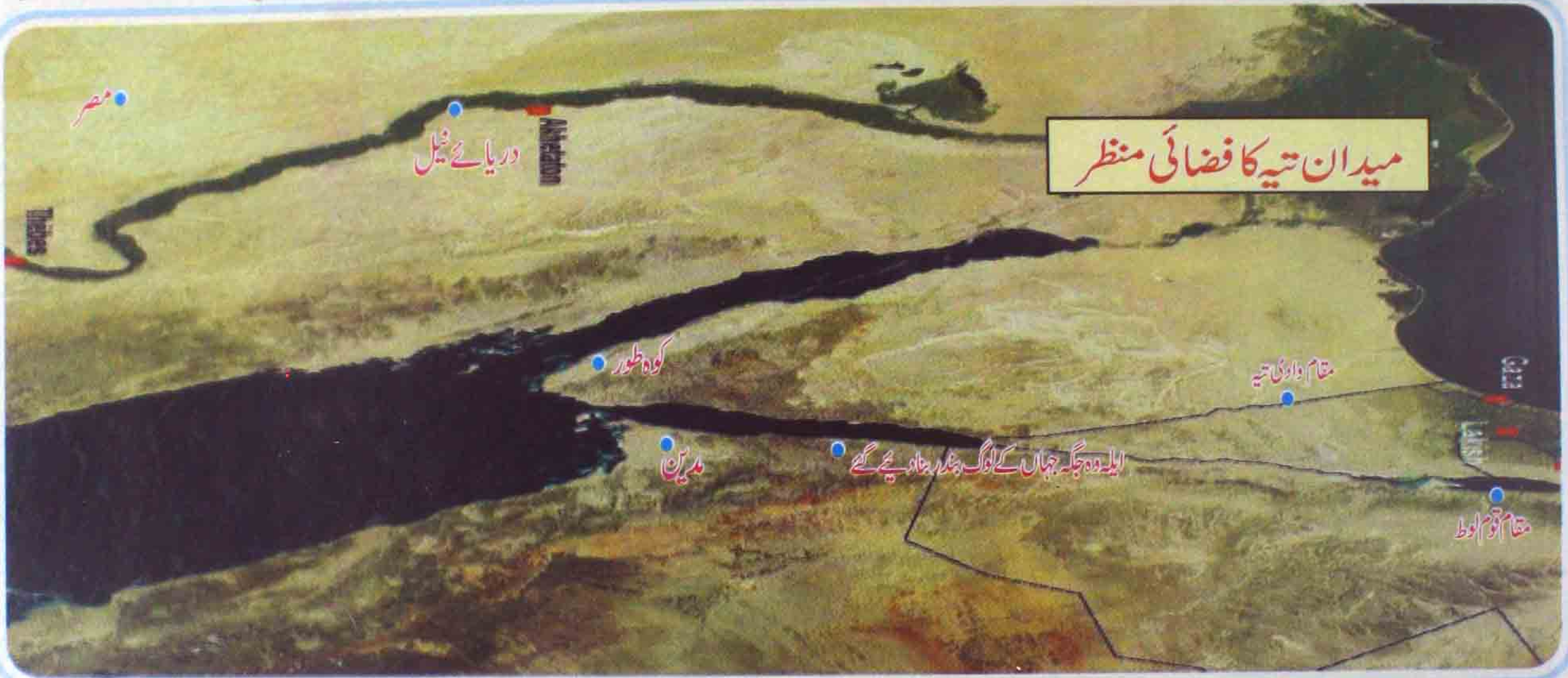
② اسی وادی میں قوم موسیٰ علیہ السلام کے لئے من وسلوی (آسمانی کھانا) اترتا رہا۔

③ اسی وادی میں قارون اپنے خزانوں کے ساتھ دفن ہوا۔

④ اس وادی سے متعلق ایک مشہور واقعہ قرآن مجید میں بھی بیان کیا گیا ہے جس میں گائے نے قاتل کی نشاندہی کی تھی۔

نوٹ: مقام قارون اور گائے کا واقعہ مع تصاویر پڑھنے کیلئے احقر کی کتاب قرآن کے تاریخی مقامات کا مطالعہ کریں۔

ادریسی کا بیان ہے کہ تیہ بحرشام و بحرقلزم کے درمیان کی سرزمین ہے۔ یہ کوئی سات منزل تک کی وسعت رکھتا ہے اور محس التیہ (یعنی بادیہ گردی کا خطہ) موسوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل یہیں سرگرداں پھرے تھے۔ وہ چالیس برس تک پھرتے رہے اور نہ کسی شہر میں پہنچ سکے نہ مکان میں، نہ اس عرصہ میں کوئی شخص لباس بدل سکا نہ کسی کے قدوقامت میں کوئی اضافہ معلوم ہوا۔ اس خطہ تیہ کا طول چھ دن کی مسافت کے قریب ہوگا۔



وادی تیہ میں بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب

جب ''میدان تیہ'' میں بنی اسرائیل نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم زمین سے اگنے والے غلے اور ترکاریاں کھائیں گے تو ان لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ تم لوگ ''من وسلوی'' کے نفیس کھانے کو چھوڑ کر گیہوں دال اور ترکاریوں جیسی خسیس اور گھٹیا غذائیں کیوں طلب کر رہے ہو؟ مگر جب بنی اسرائیل اپنی ضد پر اڑے رہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ تم لوگ میدان تیہ سے نکل کر شہر بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ اور وہاں کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی پسندیدہ غذائیں کھاؤ، مگر یہ ضروری ہے کہ تم لوگ بیت المقدس کے دروازے میں کمال ادب واحترام کے ساتھ جھک کر داخل ہونا اور داخل ہوتے وقت یہ دعا مانگتے رہنا کہ یا اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے تو ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں گے۔ مگر بنی اسرائیل جو ہمیشہ سے سرکشی اور شرارتوں کے عادی اور خدا کی نافرمانیوں کے خوگر تھے۔ بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک دم ان لوگوں کی رگ شرارت بھڑک اٹھی اور یہ نافرمان لوگ بجائے جھک کے داخل ہونے کے اپنی سرینوں پر گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے اور حطة (معافی کی دعا مانگتے ہیں) کے بدلے حبة فی شعرة (ایک دانہ ہے ایک بال میں) کہتے ہوئے اور مذاق وتمسخر کرتے ہوئے بیت المقدس کے دروازے میں گھسٹتے چلے گئے۔ فرمان ربانی کی اس نافرمانی اور حکم الٰہی کے ساتھ تمسخر کی وجہ سے ان لوگوں پر قہر خداوندی بصورت عذاب نازل ہوگیا کہ اچانک ان لوگوں میں طاعون کی بیماری وبائی شکل میں پھیل گئی اور گھنٹہ بھر میں ستر ہزار بنی اسرائیل درد وکرب سے مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر مرگئے۔

(صاوی ج ۱ ص ۳۱ وجلالین)

وادی فاران وہ جگہ جہاں 12 چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک سے جاری ہوئے



وادیٔ سینا میں موجود فاران یا وادی رفیدم وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے قیام کیا تھا یہ وادی کوہ طور سے 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اسی وادی میں وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو چٹان پر مارا جس سے 12 چشمہ 12 قبیلوں کے لئے پھوٹ پڑے تھے۔ چنانچہ ہر قبیلہ کے لئے الگ الگ پانی کے چشمے مقرر ہو گئے تھے۔ ان چشموں میں سے کچھ چشمے اب بھی باقی ہیں جن کی زیارت قارئین اگلے صفحات میں کریں گے۔

وادیٔ سینا میں بعض مقامات پر کنویں ہیں جو کہ 6 کے قریب ہیں۔ مقامی لوگ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ بتلاتے ہیں۔ ہم نے ان کنوؤں کی تصاویر بھی لی ہیں۔ البتہ قرآن مجید کے مطابق عصا پتھر پر پڑا تھا اور چشمے جاری ہو گئے تھے نہ کہ کنویں۔ ان کنوؤں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ان کو کھودا گیا ہو۔

اور دوسری بات یہ کہ داوی سینا میں بعض جگہ چشمے بھی ہیں جن کے ساتھ چٹان بھی نظر آ رہی ہے ان کے بارے میں بھی مشہور ہے یہی وہ چٹان ہے جس پر عصا مارنے سے چشمے جاری ہو گئے تھے۔ اکثر مورخین کے نزدیک چٹان والا چشمہ مستند ہے اور عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ وادی سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب 6 کنویں ہیں یہ خلاف عقل ہے اور مقامی احباب کی سازش لگتی ہے۔ (واللہ اعلم)

وادی فاران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا معجزہ

وادی فاران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے معجزہ سے 12 چشمے پھوٹ پڑے تھے جن کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (پ ا سورۃ بقرۃ ۶۰)

اور جب پانی طلب کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے تو ہم نے فرمایا اپنا عصاء اس پتھر پر مارو تو اس سے 12 چشمے جاری ہو گئے۔ بے شک ہر گروہ نے پانی پینے کی اپنی جگہ کو پہچان لیا۔ کھاؤ اور پیو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رزق سے اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

میدان تیہ میں چھ لاکھ کی تعداد میں بارہ میل پر پھیلے ہوئے لشکر کو جب پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک وتعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنا عصا پتھر پر مارو پانی جاری ہو جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے اپنا عصا پتھر پر مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ ہر قبیلے نے ایک ایک چشمہ اپنے لئے مختص کر لیا۔ پتھر سے جاری ہونے والا پانی اتنی بڑی تعداد کے لوگوں کے لئے کافی تھا۔ یہ پتھر مکعب شکل کا تھا اور ہر طرف سے تین تین چشمے جاری ہوئے۔ یہ پتھر کوئی خاص معین تھا یا کہ عام پتھر تھا اگر چہ اس میں مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح یہی ہے کہ قران پاک میں کسی پتھر کو مختص جب نہیں کیا گیا تو وہ پتھر عام تھا۔



چشمہ موسیٰ علیہ السلام مسیحی سیاح کی نظر میں

مستشرقین یورپ میں جارج سیل قرآن کریم کا ایک پرانا مترجم ہے جس کا ترجمہ کافی مشہور اور مقبول ہوا۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ اپنے حاشیہ میں لکھتا ہے:

''ایک مسیحی سیاح جو وہاں ہو آیا ہے، صراحت سے بیان کرتا ہے کہ چٹان سے پانی 12 مقامات سے نکلا تھا''

اور ایک دوسرے سیاح کا مشاہدہ اس طرح نقل کرتا ہے:

''چٹان میں اس وقت بھی 24 سوراخ موجود ہیں۔ 12 ایک پہلو میں اور 12 ان کے مقابل جانب''

یہ شہادتیں سترھویں اور اٹھارھویں صدی کی تھیں، انیسویں صدی کی ایک شہادت بیان کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''انیسویں صدی میں دنیائے مسیحیت کے ایک اور ممتاز رکن پادری ڈین اسٹینلے ہوئے ہیں۔ صدی کے وسط میں ارض تورات کے مقامات مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے بنفس نفیس سفر کیا اور اپنے مشاہدات اور تحقیقات کو ایک مستقل تصنیف Sinai and Palestine کے نام سے شائع کیا۔ قرآن کی نہیں، بائبل کی تائید ونصرت میں اس میں اس چٹان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

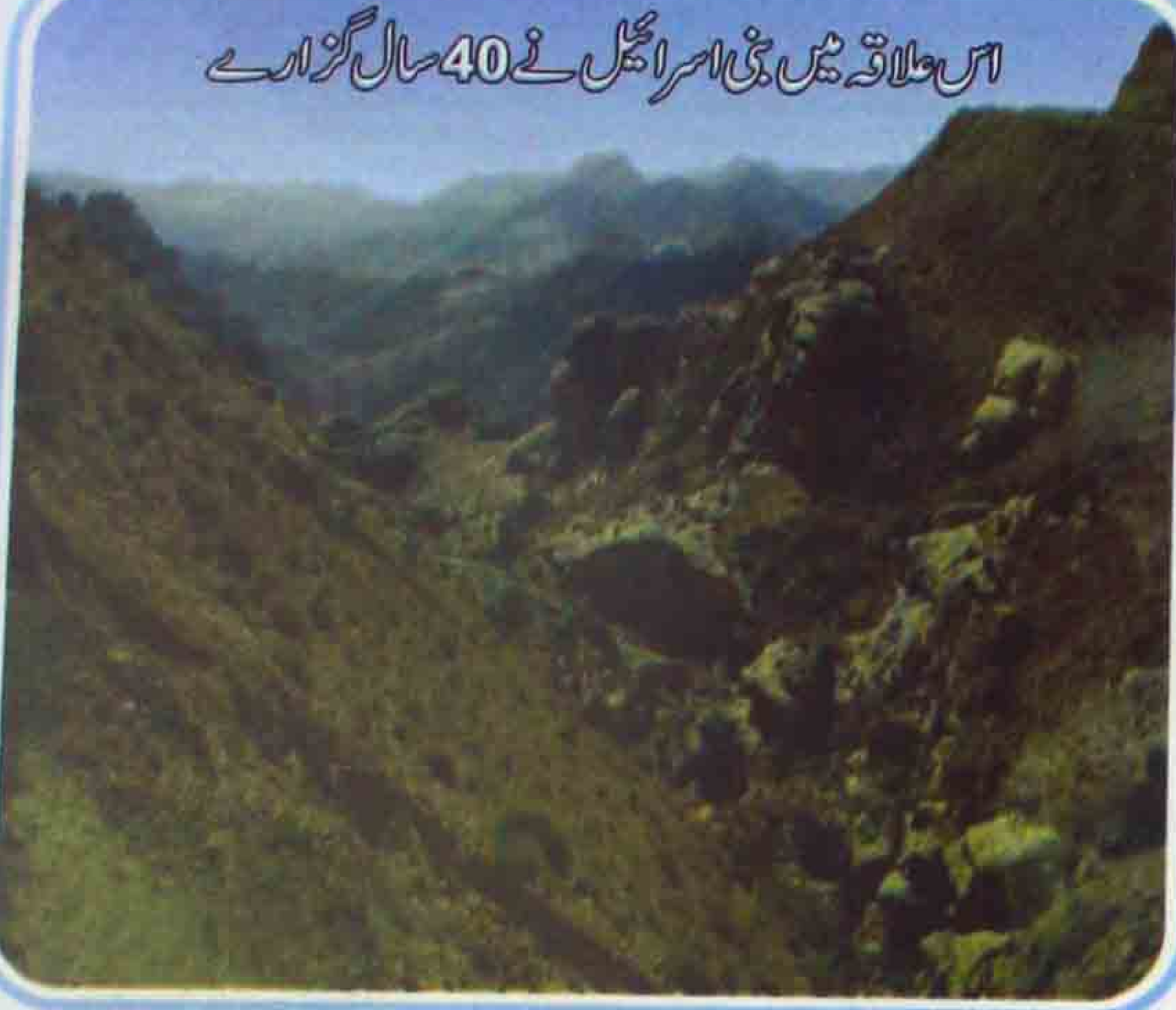
یہ چٹان دس اور پندرہ فٹ کے درمیان بلند ہے، آگے کی طرف ذرا خمیدہ ہے، لیجا LEJA کی وسیع وادی میں واقع ہے۔ شگاف اور رے جا بجا پڑے ہوئے ہیں، کچھ بڑے ہیں کچھ چھوٹے۔ سب سے پہلے قرآن نے حتمی طور پر بنی اسرائیل کے 12 قبائل کے لئے 12 چشموں کی تعداد بیان کی ہے۔ یہ اشارہ انہی شگافوں کی طرف ہے۔ (صفحہ ۳۶،۳۷)



عبدالوہاب نجار نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ پانی کے وہ چشمے جن کا ذکر بنی اسرائیل کے واقعات میں کیا گیا ہے عیون موسیٰ علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں۔ ان چشموں کا پانی اب بہت حد تک سوکھ گیا ہے اور بعض کے تو آثار بھی معدوم ہو چکے ہیں مگر کہیں کہیں ان چشموں پر اب کھجور کے باغات نظر آتے ہیں۔



وادی رفیدم جہاں حضرت موسیٰ ؑ نے 40 سال گزارے



اسی جگہ حضرت موسیٰ ؑ کے عصاء مبارک سے 12 چشمے جاری ہوئے تھے

وہ پتھر جس پر حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا مارا تھا اس کی کیفیت

علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جس پتھر میں لاٹھی مارنے سے چشمے جاری ہوئے تھے یہ ایک ہلکا سا پتھر تھا جو چوکور تھا۔ سیدنا حضرت موسیٰ ؑ کے تھیلے میں رہتا تھا جب پانی کی حاجت ہوتی تو اسے زمین پر رکھ کر لاٹھی مار دیتے تھے جس سے چشمے جاری ہو جاتے تھے۔

جب بنی اسرائیل پانی سے سیراب ہو جاتے تو حضرت موسیٰ ؑ اس کو اٹھا کر تھیلے میں رکھ لیتے تھے اور جب پانی لینا چاہتے تو پھر اس میں لاٹھی مار دیتے تھے جس سے پانی نکلتا۔ روزانہ چھ لاکھ آدمی اس سے سیراب ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے ہر قبیلے کے لئے پتھر سے چشمہ نکلتا تھا اور ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمے سے سیراب ہوتا تھا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا جنتی آس کی لکڑی کا تھا آپ ؑ کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبا تھا اور اس میں دو شاخیں تھیں تاریکی میں روشن ہو جاتیں اس عصا کو حضرت آدم ؑ جنت سے لائے تھے حضرت آدم ؑ کے بعد انبیاء میں نسل در نسل چلا آیا حتیٰ کہ حضرت شعیب ؑ کو مرحمت فرمایا۔

قرآن میں چٹان موسیٰ ؑ کو اَلْحَجَرَ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ (پتھر) اس میں لام عہد کا ہے (یعنی خاص پتھر مراد ہے)۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر آدمی کے سر کے برابر بصورت مربع تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ اسے اپنے توبرہ میں رکھتے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں کہ اس پتھر کے 4 گوشے تھے ہر گوشہ میں سے 3 چشمے نکلے، اس طرح 12 گروہوں کے لیے 12 چشمے نکل آئے۔

حضرت سعید بن جبیر ؓ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر وہی تھا جس پر حضرت موسیٰ ؑ نے غسل کرنے کیلئے کپڑے اتار کر رکھ دیئے تھے۔ پھر وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا تھا اور حضرت موسیٰ ؑ اس کے پیچھے دوڑے حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر گزر ہوا، انہوں نے آپ ؑ کی نسبت کہا تھا کہ انہیں برص کا مرض ہے اس لیے پردہ کی بہت احتیاط کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی زبان بند کرنے کے لیے حضرت موسیٰ ؑ کا بدن دکھلا دیا اور اسی وقت حضرت جبرائیل ؑ تشریف لائے اور حضرت موسیٰ ؑ سے فرمایا کہ حکم الٰہی یہ ہے کہ اس پتھر کو اٹھا لو، اس میں میری ایک قدرت اور تمہارا ایک معجزہ ظاہر ہوگا۔ آپ ؑ نے اٹھا کر اپنے توبرہ میں رکھ لیا اور اس پتھر کے بھاگنے کا قصہ بخاری و مسلم میں مذکور ہے مگر بخاری و مسلم میں یہ نہیں ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ آئے اور یہ فرمایا الخ

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ طور کا پتھر تھا۔ بنی اسرائیل اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ پتھر کس نوع کا تھا بعض نے کہا سنگ مرمر تھا، بعض نے کہا سنگ کدن۔ اس میں بارہ گڑھے تھے ہر گڑھے میں سے ایک شیریں چشمہ جوش زن ہوتا تھا۔ جب ہر گروہ پانی سے سیراب ہو لیتا اور حضرت موسیٰ ؑ اسے اٹھانا چاہتے تو اس میں عصا مارتے تھے تو پانی بند ہو جاتا تھا۔ وہ پتھر چھ لاکھ آدمیوں کو روزانہ سیراب کرتا تھا۔

وہب اور دیگر مفسرین نے کہا کہ اَلْحَجَرَ میں الف لام جنس کا ہے یعنی کوئی خاص پتھر نہ تھا بلکہ یہ حضرت موسیٰ ؑ کا معجزہ تھا کہ جس پتھر پر عصا مارتے اس میں سے چشمے ابل پڑتے۔ عطاء نے فرمایا حضرت موسیٰ ؑ بارہ جگہ اس پر بارہ دفعہ عصا مارتے تھے ہر جگہ سے ایک شئے عورت کے پستان کی مثل ظاہر ہوتی اور اس میں سے ذرا ذرا پانی رستا پھر تھوڑی دیر کے بعد نہریں پھوٹ پڑتیں۔

نخلستان فاران

جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں کہ کوہ طور سے ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر نخلستان فاران ہے۔ یہ نخلستان تقریباً تین میل لمبا ہوگا۔ چوڑائی تھوڑی ہے۔ چونکہ اردگرد اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ یہاں بجلی اور ضروریات زندگی کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ آبادی سڑک سے دائیں طرف تھوڑے فاصلے پر تھی۔ لیکن اس کے باوجود سڑک پر روشنی کے لئے بجلی کے بلب جل رہے تھے۔

نخلستان فاران میں کثرت سے پانی اور باغات دیکھے۔ کھجور انگور اور زیتون کے درختوں نے صحرا میں نخلستان کو جنم دیکر لوگوں کو ایک نئی زندگی دے رکھی تھی۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ اونٹ اور گدھے بھی دیکھے۔ ممکن ہے کچھ لوگ معمولی کھیتی باڑی بھی کرتے ہوئے لیکن محسوس ہوتا تھا کہ زیادہ تر لوگ بھیڑ بکریاں اور پھل فروخت کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ عیسائی اس نخلستان کو رفیدم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رفیدم سے بحراحمر کی طرف سفر کرتے ہوئے تھوڑا دور ''حورب'' کے مقام پر پہنچے تو ڈرائیور حمام نے سڑک کے بائیں طرف اشارہ کر کے ایک چٹان کی نشاندہی کی جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور 12 چشمے پھوٹ نکلے تھے تا کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل الگ الگ چشموں سے پانی لے سکیں۔

جناب یعقوب نظامی سفر نامہ کوہ طور میں لکھتے ہیں کہ وادیٔ سینا میں موجود وادی اربعین میں جب ہم پہنچے تو وہاں کی مقامی عورت نے بتایا کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کئی کنویں ہیں چنانچہ وہ ہمیں کنویں دکھانے لگی، اس نے بتایا: ''یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارہ قبائل کے لئے بارہ کنویں کھدوائے تھے، جن میں سے پانچ ریت اور مٹی سے بھر گئے ہیں مگر سات اب تک موجود ہیں۔'' ہم نے یہ سات کنویں دیکھے۔ جن میں پانی بھی نظر آ رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ کنویں باقاعدہ کھدائی کر کے تیار کیے گئے ہیں۔ جب میں کنویں دیکھ رہا تھا تو مجھے اس جگہ اور ان چشموں پر شک ہوا چونکہ ان چشموں کے بارے میں قرآن پاک سورۃ الاعراف آیات 159 میں ارشاد خداوندی ہے کہ ایک چٹان سے بارہ چشمے نکلے تھے، کنویں نہیں کھودے گئے تھے۔

ترجمہ: ''اور ہم نے اس قوم کو بارہ گھرانوں میں تقسیم کر کے انہیں مستقل گروہوں کی شکل دے دی تھی۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) سے اس کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے اس کو اشارہ کیا کہ فلاں چٹان پر اپنی لاٹھی مارو۔ چنانچہ اس چٹان سے یکا یک بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنے پانی لینے کی جگہ متعین کر لی۔ ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من وسلویٰ اتارا۔''

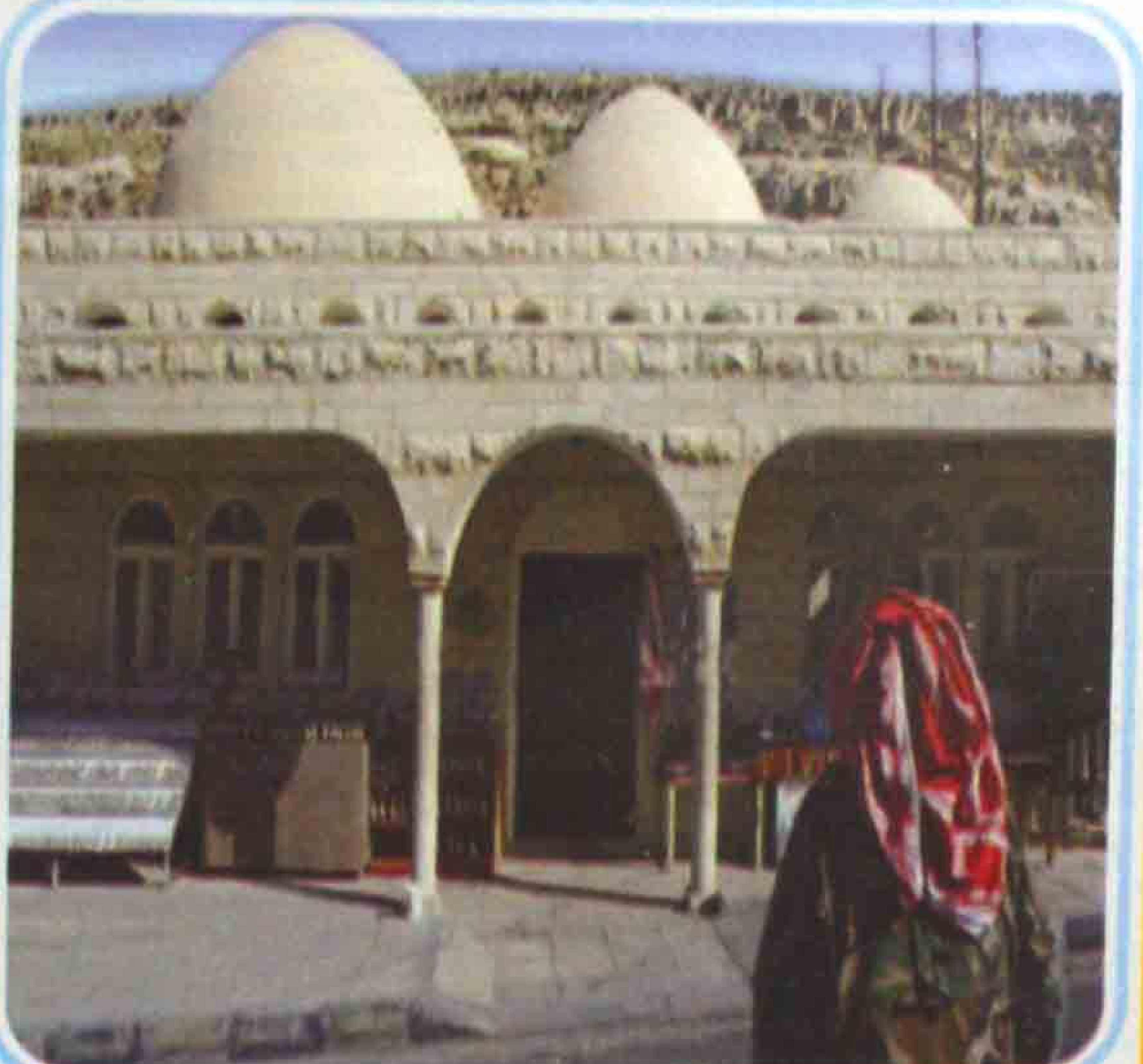
قرآن پاک کی ان آیات میں چٹان سے بارہ چشمے نکلنے کی بات ہے جب کہ عین موسیٰ تو صحرا ہے جس میں ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی اور یہ کنویں کسی نے خود کھودے تھے یہاں تلاش کے باوجود مجھے کوئی چٹان نظر نہ آئی۔ البتہ جب ہم کوہ طور سے واپس آ رہے تھے تب رفیدم کے قریب ''حورب'' کی وہ مشہور چٹان دیکھی جس کے بارے میں مقامی لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی چٹان پر عصا مارا اور بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔ میں نے اس خاتون سے یہ بات کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑی رہی کہ وہ چشمے رفیدم کی بجائے یہاں ہی ہیں۔



حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ

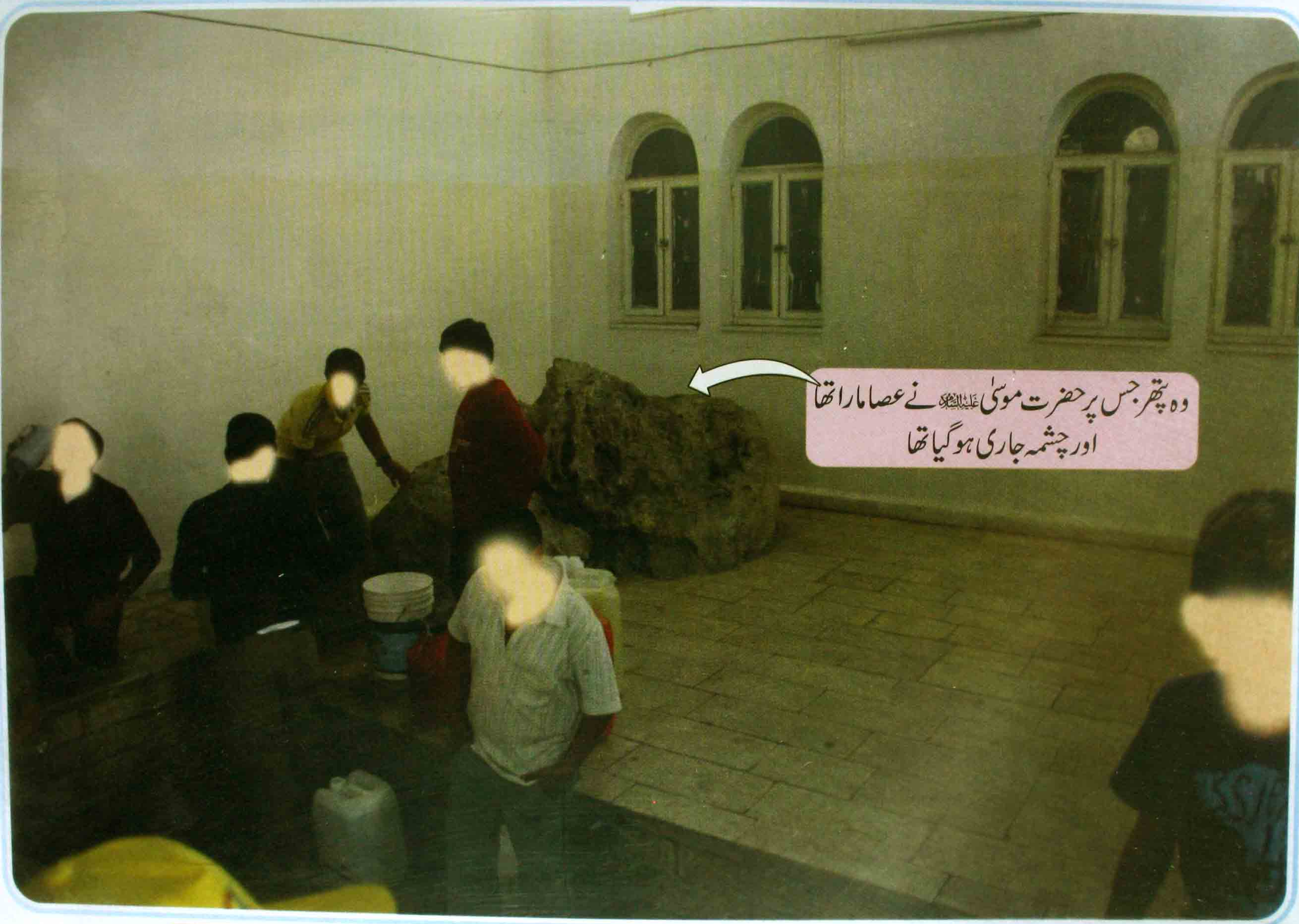
وہ صخرہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹے تھے جبل موسیٰ علیہ السلام کے مغرب میں ''وادی خیران یا وادی شیخ'' کے اس مقام پر ہے جسے ''رفیدم'' کہا جاتا ہے۔

زیر نظر تصویر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ کے اوپر بنی عمارت کی ہے اس عمارت میں آج بھی وہ چٹان موجود ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصاء مارا تھا اور وہاں سے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے۔ یہ چشمہ ان 12 چشموں میں سے ایک ہے بقیہ چشموں کی تصاویر بھی ہم نے کتاب میں دی ہیں۔





وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ



وہ پتھر جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا
اور چشمہ جاری ہو گیا تھا

وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ، جس کا پانی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے 40 سال تک استعمال کیا تھا



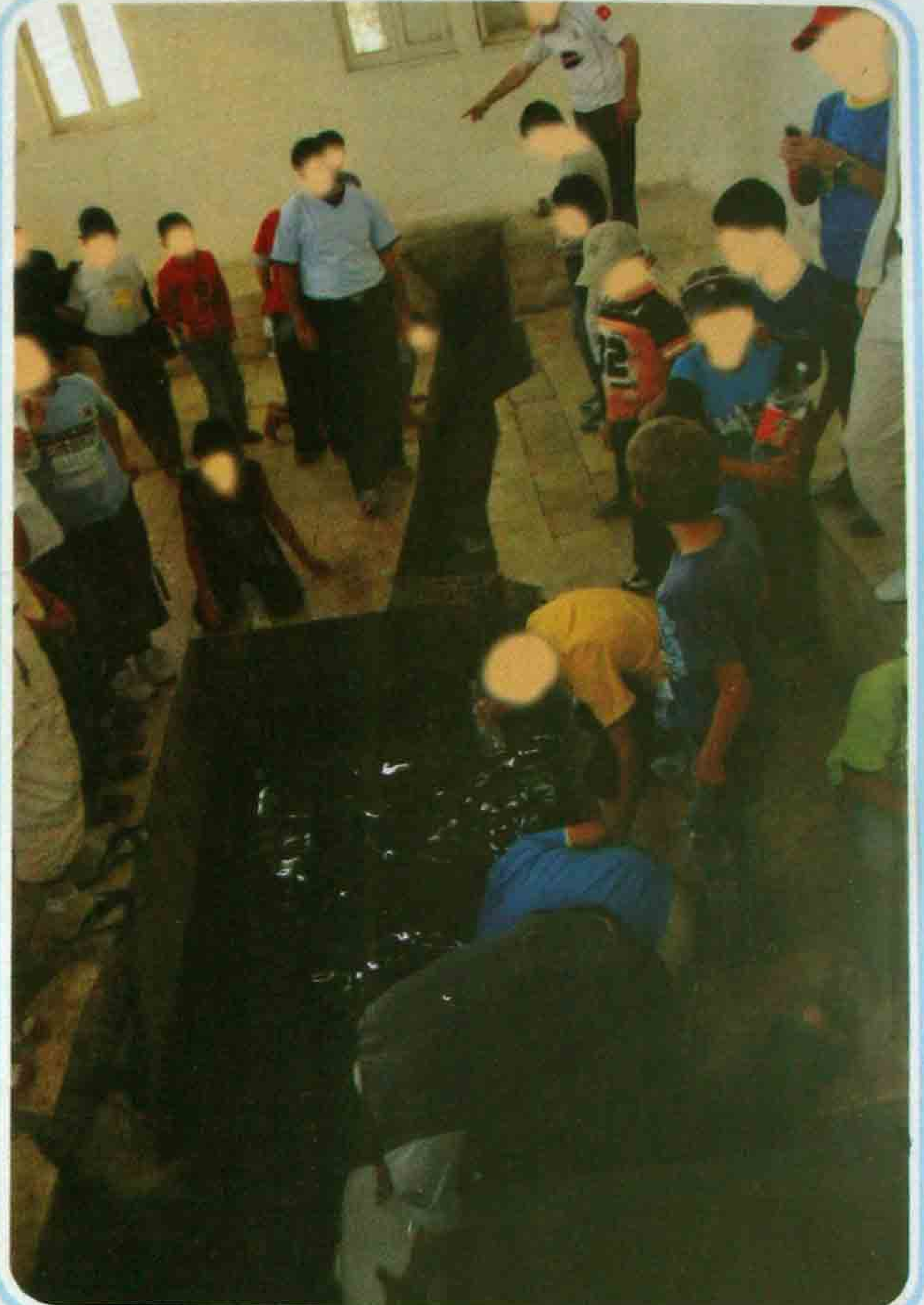
وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چشمہ کی تصویر




چشمہ کے اوپر بنی عمارت

عمارت کے اندر موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چٹان
جس پر آپ علیہ السلام نے عصا مارا تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ



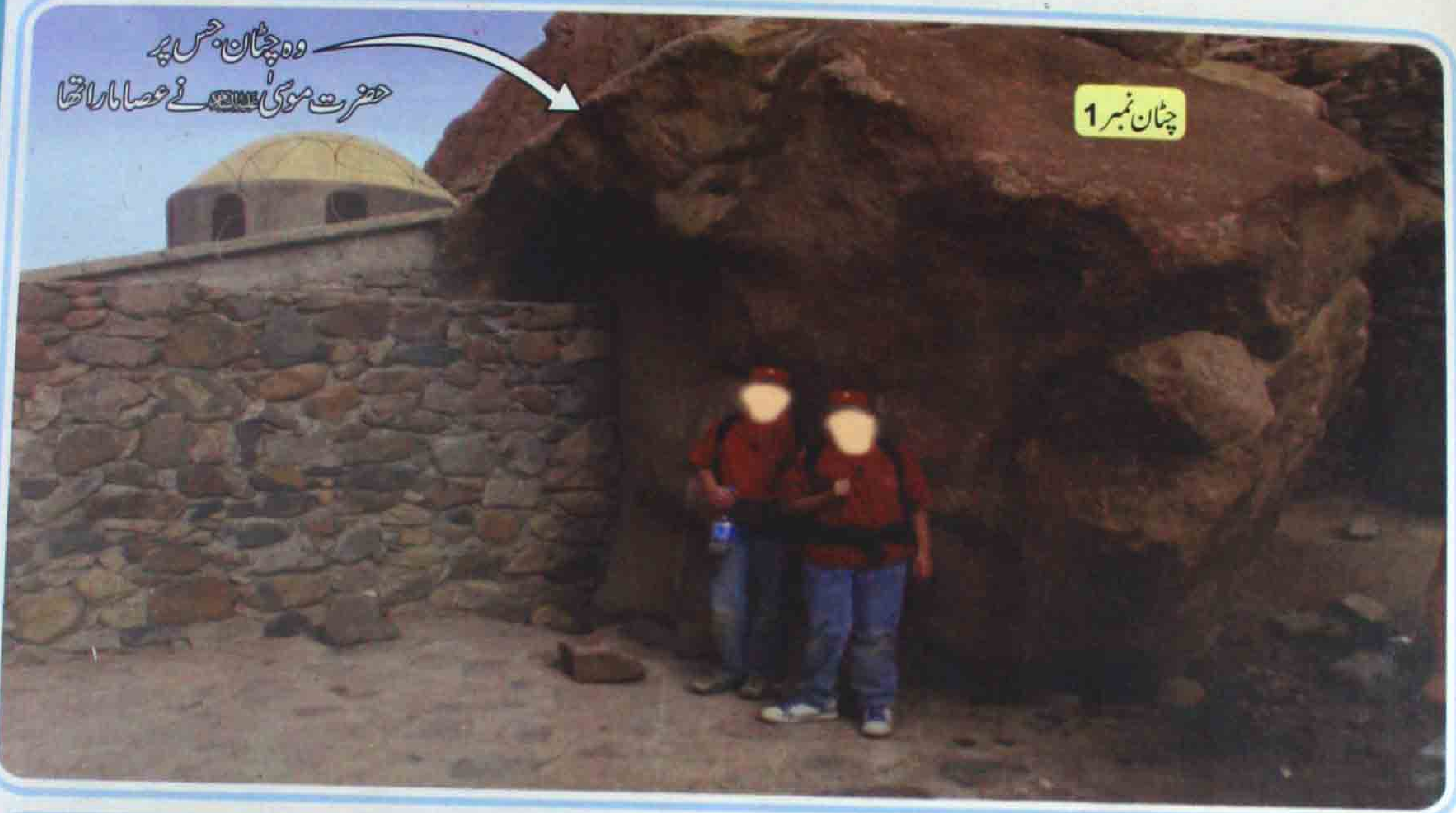




حکومت مصر کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چشمہ کو جانے والے راستے کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

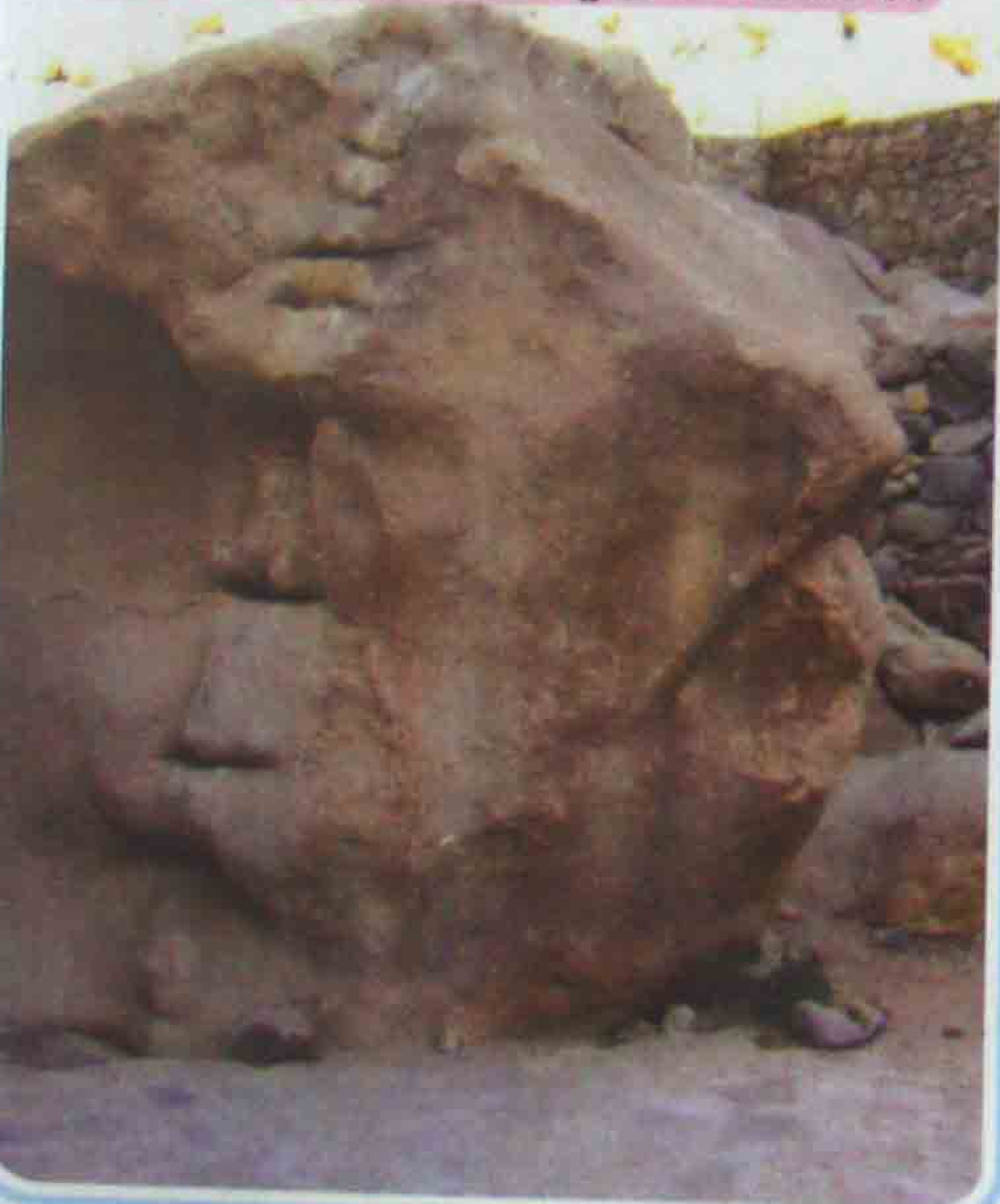


حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ



سینا میں 3 چٹانیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب جن کے بارے میں مشہور ہے کہ ان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا اور 12 قبیلوں کیلئے 12 چشمہ جاری ہوگئے تھے۔







زیر نظر تصویر اس چٹان کی ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا اور اس سے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے

سینا کی وادی عریس میں موجود وہ چٹان جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے پر پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہ چٹان اصل ہے یا وہ چٹان جس پر عمارت بنی ہوئی ہے۔ البتہ تفسیر درمنثور میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 12 جگہ پر اپنا عصا مارا تھا جس کی وجہ سے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ ان 12 میں سے دوسری چٹان ہو۔ (واللہ اعلم)



چٹان نمبر 3

وہ چشمہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چٹان پر عصا مارنے سے جاری ہوا



وادیٔ سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ



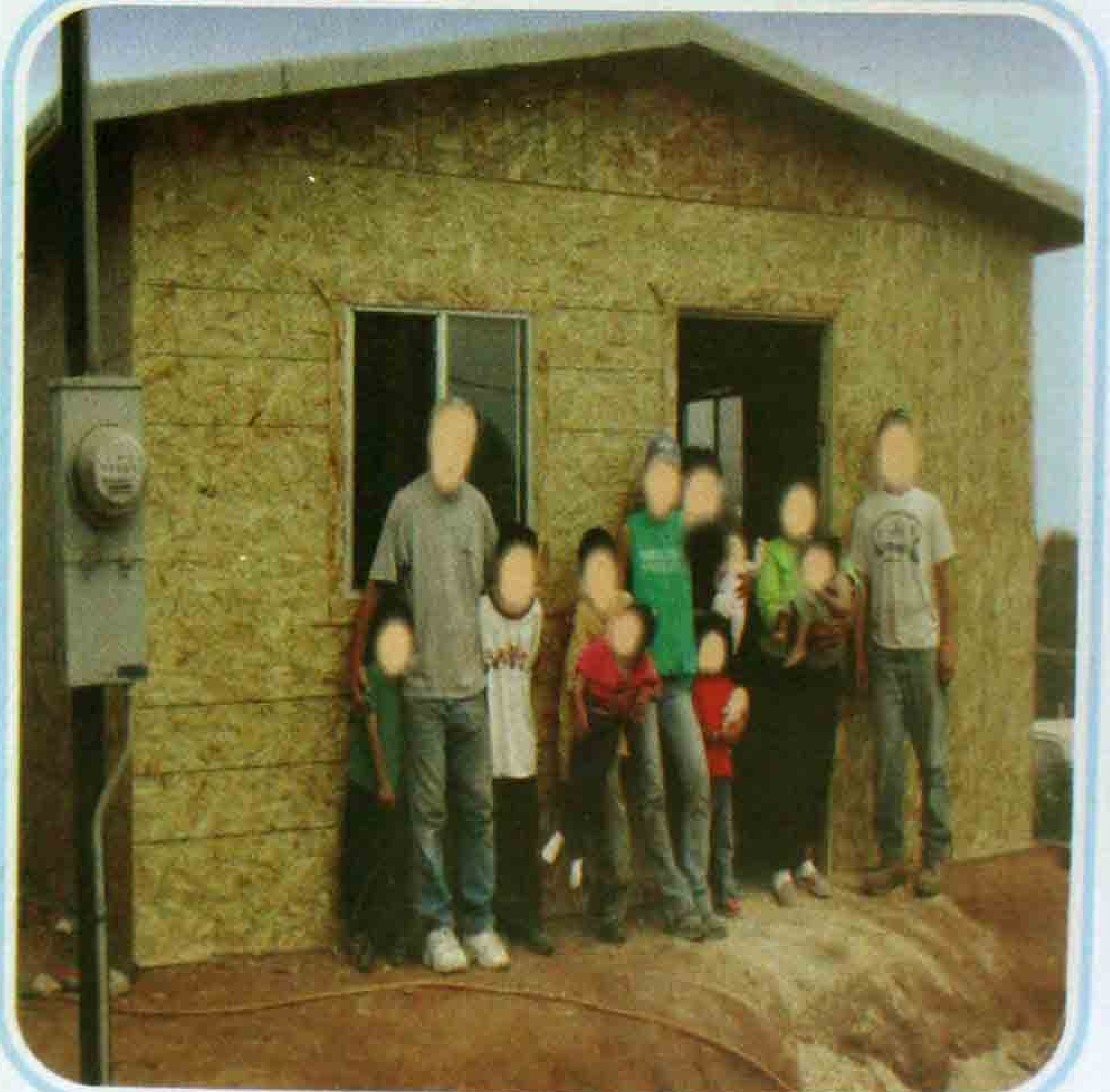


عین موسیٰ علیہ السلام جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک چٹان پر عصا مارا اور 12 چشمے پھوٹ پڑے تھے۔ جناب یعقوب نظامی نے لکھا ہے کہ جب میں نے ان چشموں کی زیارت کی جو کہ 7 کے قریب ہیں اور آج بھی موجود ہیں تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ چشمے نہیں بلکہ کنویں ہیں جن کو کھودا گیا ہے اور قرآن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مارا تھا اور چشمے نکلے یہاں آس پاس مجھے کہیں بھی چٹان نظر نہ آئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مقامی لوگوں کی حرکت ہے۔ (واللہ اعلم)

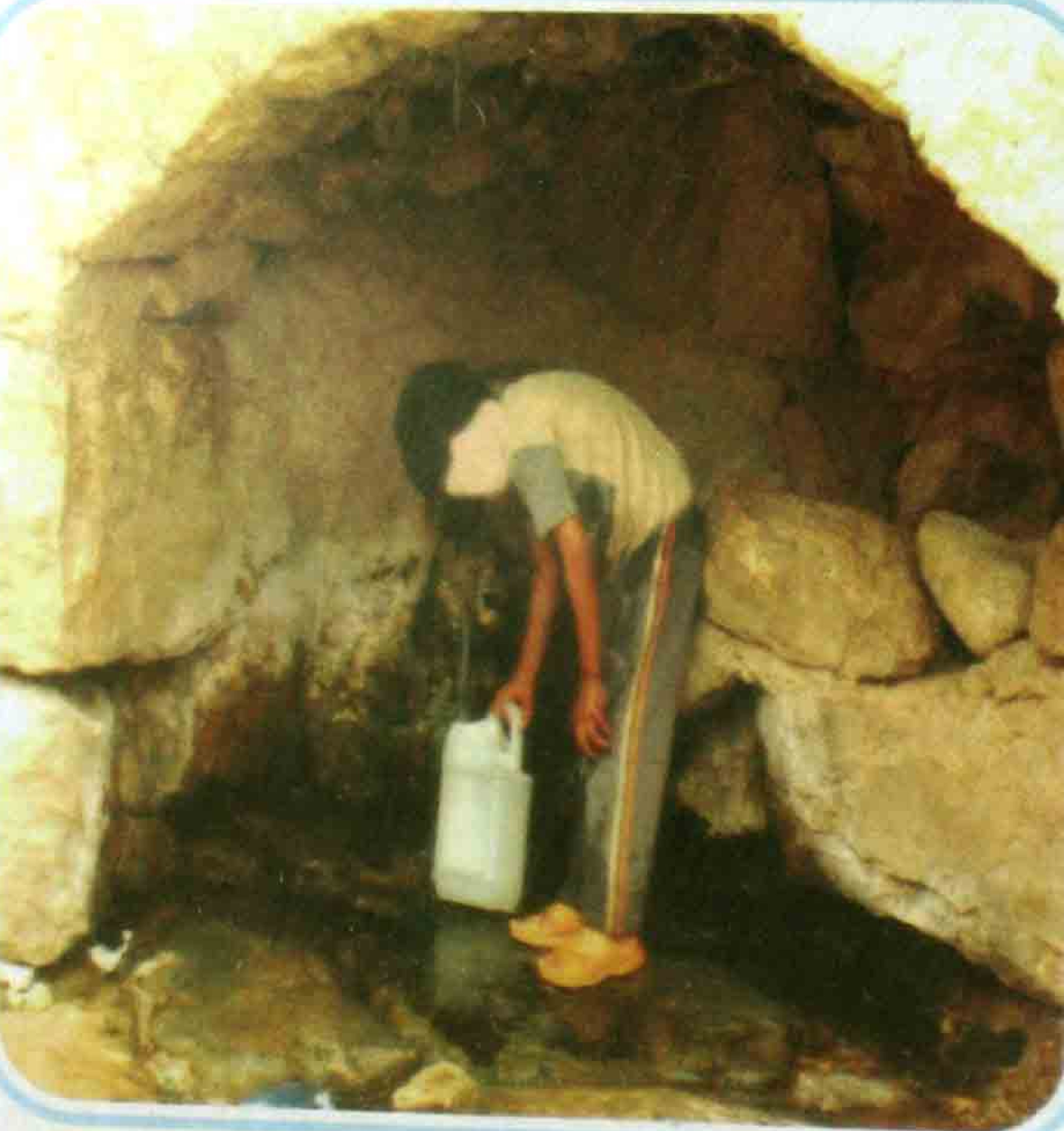


وادیٔ سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ

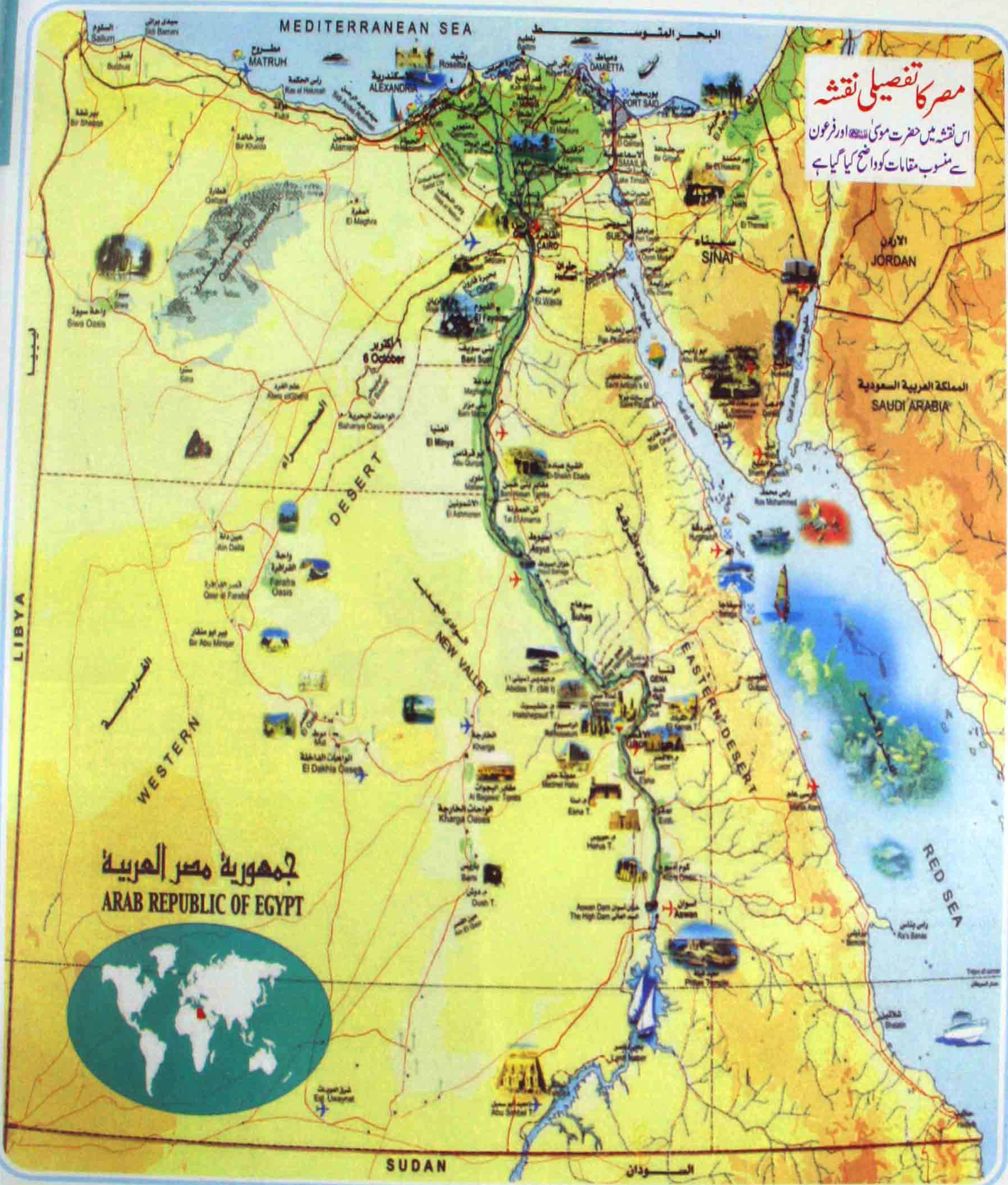
نہر سوئز سے 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع وہ عمارت جس کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چٹان اور چشمہ آج بھی موجود ہے
بعد میں اس جگہ نشاندہی کے لئے یہ عمارت بنادی گئی ہے۔



وادیٔ سینا میں موجود دوسرا چشمہ جس پر اب 4 دیواری بنادی گئی ہے



عمارت کے اندر بنے چشمہ کا منظر



① دریائے نیل: جس کی لہروں میں بہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہنچے۔

② ممفس: جہاں فرعون کی حکومت تھی۔

③ فیوم: وہ جگہ جہاں فرعون شکار کرتا تھا۔

④ الاقصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھر اور فرعون کا محل تھا۔

⑤ کوہ طور: جہاں حضرت موسیٰ کو نبوت ملی۔

⑥ وادی سینا: جہاں بنی اسرائیل 40 سال تک قید رہے اور ان کو من وسلویٰ ''آسمانی کھانا'' 40 سال تک ملتا رہا۔

⑦ عیون موسیٰ: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور 12 چشمے جاری ہوگئے۔

⑧ سینٹ کیتھرائمن: یہاں وہ درخت ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی۔

حضرت موسیٰ ؑ کا انتقال

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملک الموت (عزرائیل فرشتہ) کو حضرت موسیٰ ؑ کی طرف بھیجا گیا جب وہ آپ ؑ کے پاس آئے تو "صکه ففقا عینه" آپ نے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔
دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ملک الموت حضرت موسیٰ ؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا حکم قبول کرو تو آپ ؑ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا، جس سے اس کی آنکھ ضائع ہو گئی۔ حضرت عزرائیل ؑ واپس اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

"ارسلتني الى عبد لا يريد الموت"

ترجمہ: مجھے آپ نے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل ؑ کو دوبارہ آنکھ عطاء کر دی، یعنی نظر پھر لوٹا دی اور فرمایا کہ جاؤ میرے بندے کے پاس، اسے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے عمر اتنے سال بڑھا دوں گا۔
آپ ؑ نے عرض کی: اے میرے رب پھر کیا ہوگا؟
رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آ جائے گی۔
آپ ؑ نے عرض کی موت ابھی آ جائے۔ ساتھ یہ سوال کیا کہ اے میرے رب مجھے بیت المقدس کی سرزمین پر پہنچا دینا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ اگر میں چاہوں تو تمہیں سرخ ریت کے ٹیلوں کے پاس راستے کی ایک جانب آپ ؑ کی قبر اب بھی دکھا سکتا ہوں۔

فائدہ: حضرت موسیٰ ؑ نے بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش اس لئے کی کہ وہ مقام انبیائے کرام علیہم السلام کے دفن ہونے کی وجہ سے مشرف تھا آپ ؑ کی دعا سے واضح ہوا کہ فضیلت والے مقام میں صالحین کے قرب وجوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔

"ان الدفن بقرب الصالحين في مواضع متبركة امر مندوب"

نیک لوگوں کے قریب متبرک مقامات میں کسی کو دفن کرنا امر مستحب ہے۔
حضرت عمر ؓ نے سرور عالم ﷺ کے ساتھ روضہ مطہرہ میں دفن ہونے کی خواہش کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایثار فرماتے ہوئے اجازت دی، اس پر فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہو رہا ہے کہ نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کی کی تمنا یہ سنت انبیاء وصحابہؓ ہے۔
(حوالہ فتح الباری 166/12)

حضرت موسیٰ ؑ کا قبر میں نماز ادا کرنا

حضرت سلیمان تیمی ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مررت على موسىٰ وهو يصلي في قبره"

میرا گذر حضرت موسیٰ ؑ کی قبر سے ہوا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔





حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کی زیارت

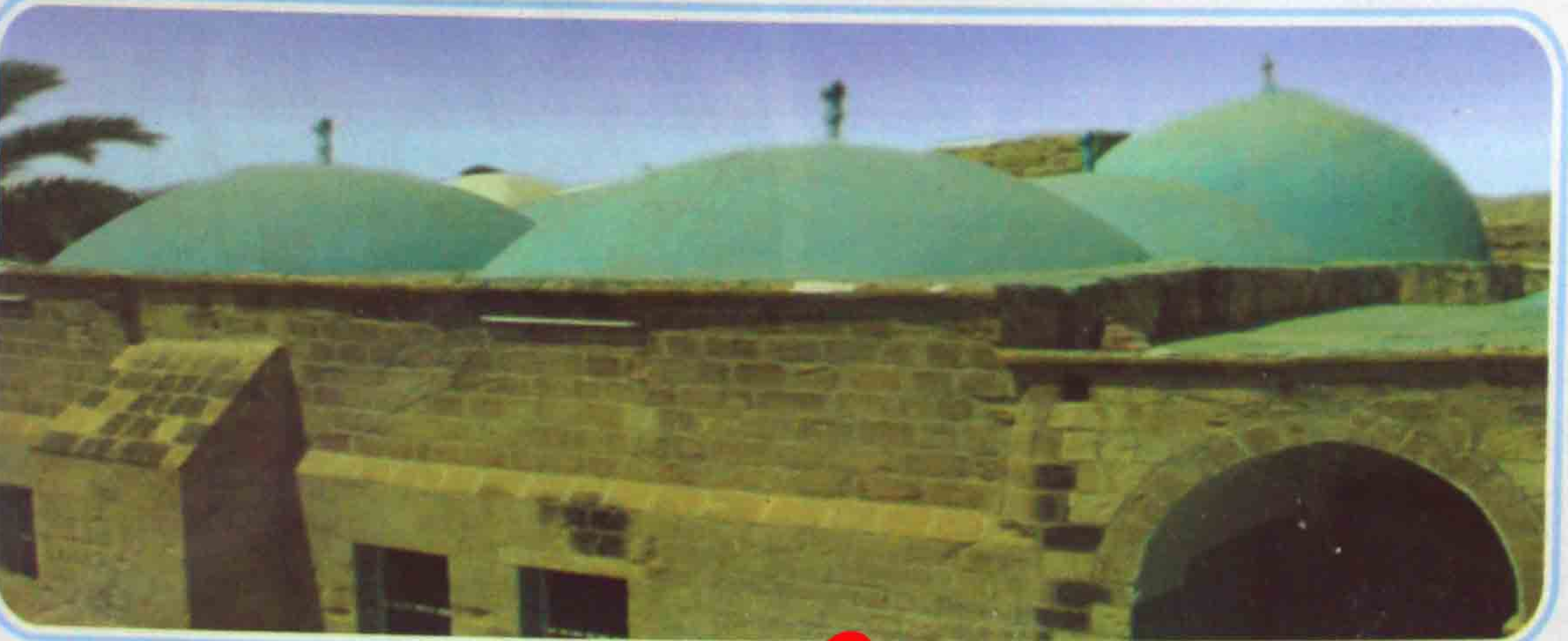
جناب عبدالرحمٰن لکھتے ہیں کہ بیت المقدس سے اریحا کی طرف تقریباً 30 میل نہایت عمدہ سڑک جاتی ہے۔ اریحا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے باتیں کرنے والے بندہ کا مزار ہے یعنی مزار مقدس سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام۔ آپ علیہ السلام کی عقیدت مند صاحب ثروت مگر بے تاج امت نے جس عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کا نذرانہ دربار کلیم اللہ میں پیش کر رکھا ہے اس کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ کاظمین و کربلا میں تو صرف شاہان عجم ہی نے زیادہ تر عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے مگر یہاں یہودیوں کی پوری قوم نذر عقیدت پیش کرنے کی سعادت سے مالا مال ہو رہی ہے۔ یہاں کی عمارات و آرائش کا اندازہ بس خود ہی کر لیجئے، البتہ جو کیفیت ہم نے محسوس کی یا دوسرے محسوس کرتے ہوں گے وہ ایک چیز ہے جس سے صرف زائرین ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہاں ہر سال نہایت عظیم الشان پیمانے پر ایک ہفتے تک جشن منایا جاتا ہے اس جشن کا آغاز سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔

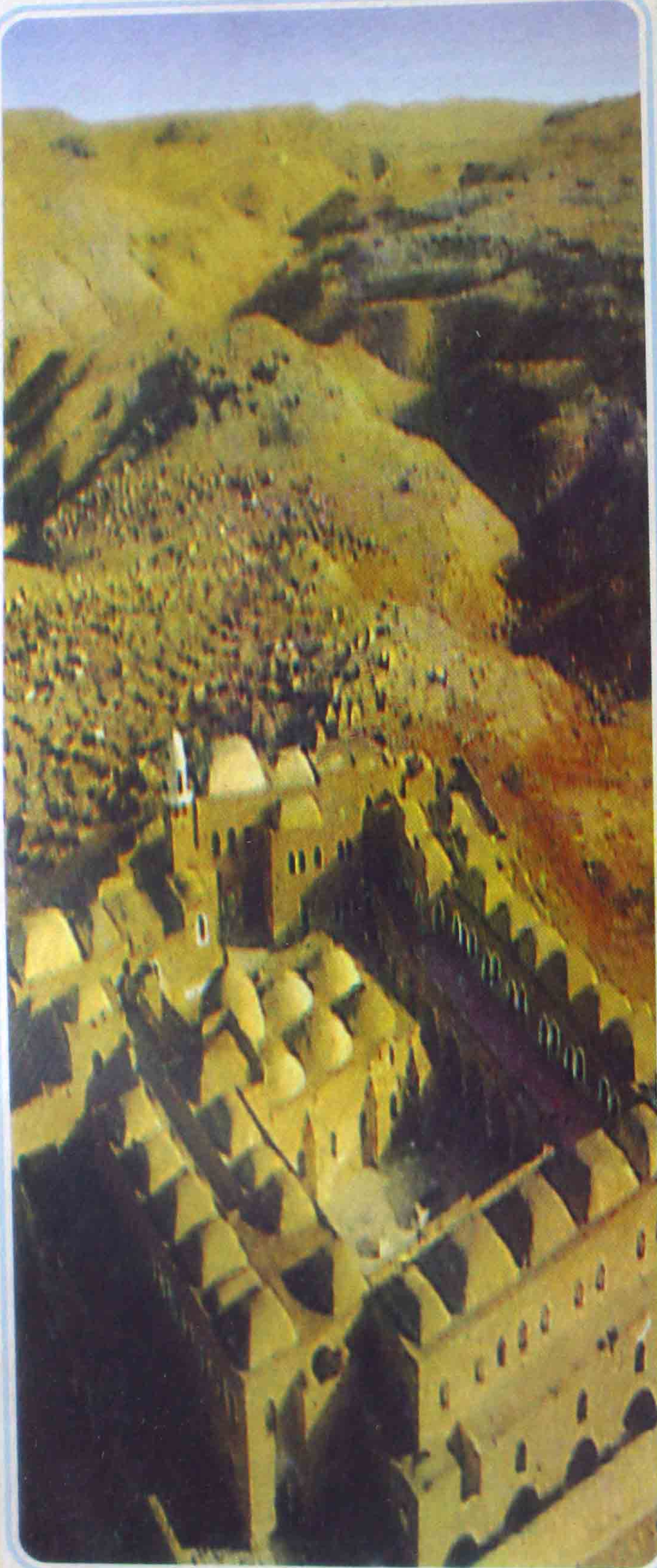
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر زائر پر رعب و جلالت موسوی طاری ہو جاتا ہے یہی وہ مقدس نبی ہیں جن کے بارے میں ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب جب میں وہاں سے گزرا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ علیہ السلام کے مزار پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ آج بھی آپ علیہ السلام کے حجرہ مبارک کے دروازے پر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا

یہاں چھوٹی سی مسجد ہے جس میں ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے اسماء گرامی لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روضے شریف کے دروازے پر ہر وقت دو مسلح فوجی کھڑے رہتے ہیں وہ فوجی زائرین سے بے حد حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی کا بہت خیال رکھتے ہیں۔







حضرت مولانا ابن آدم رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر نامہ فلسطین میں لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر بنی عمارت پرانی طرز کی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں، اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے۔ یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آٹھ فٹ اونچا ہے۔ قبر شریف کے آس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف چڑھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روئی والا گدہ بھی ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیت لکھی ہے۔

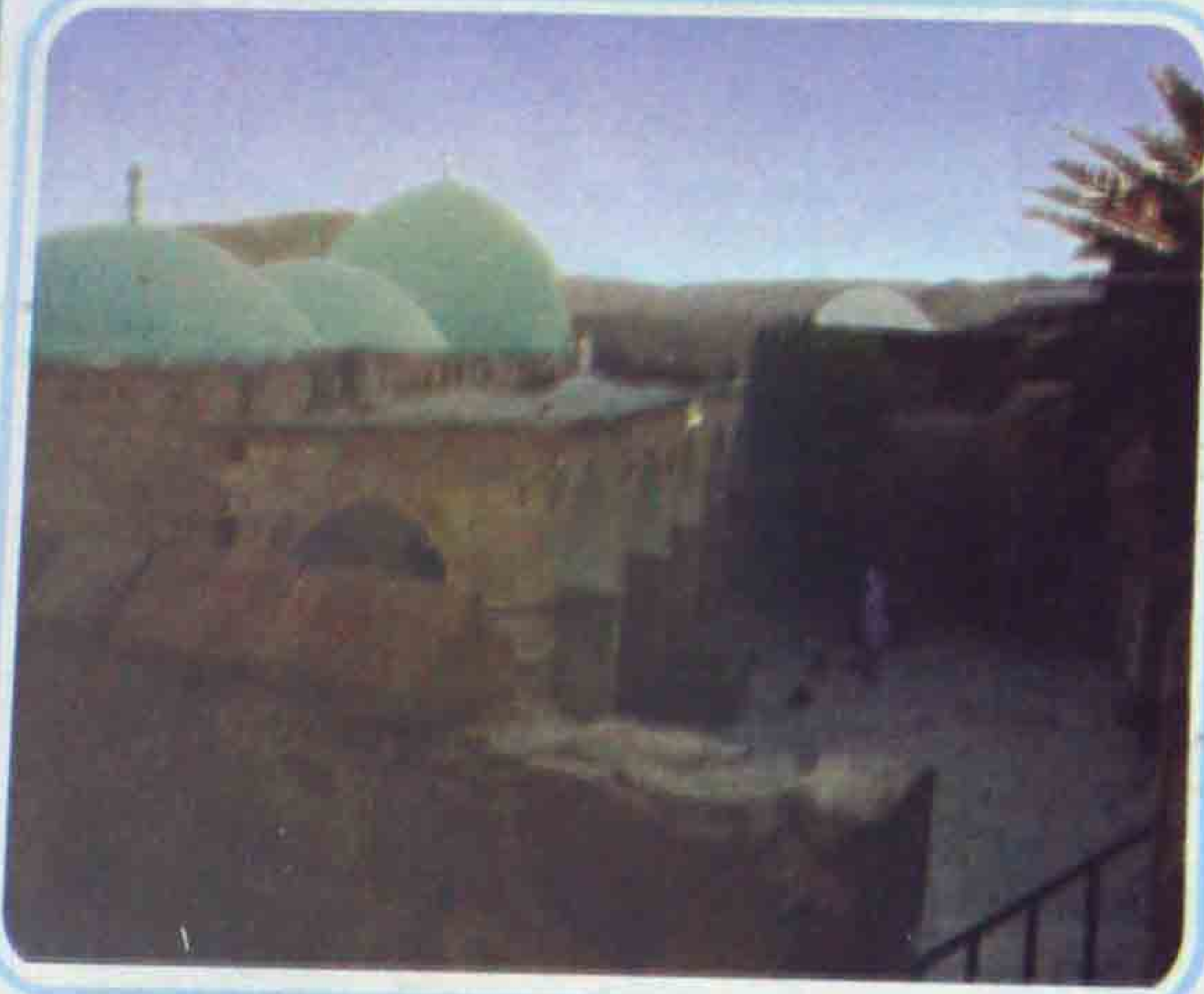
وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا

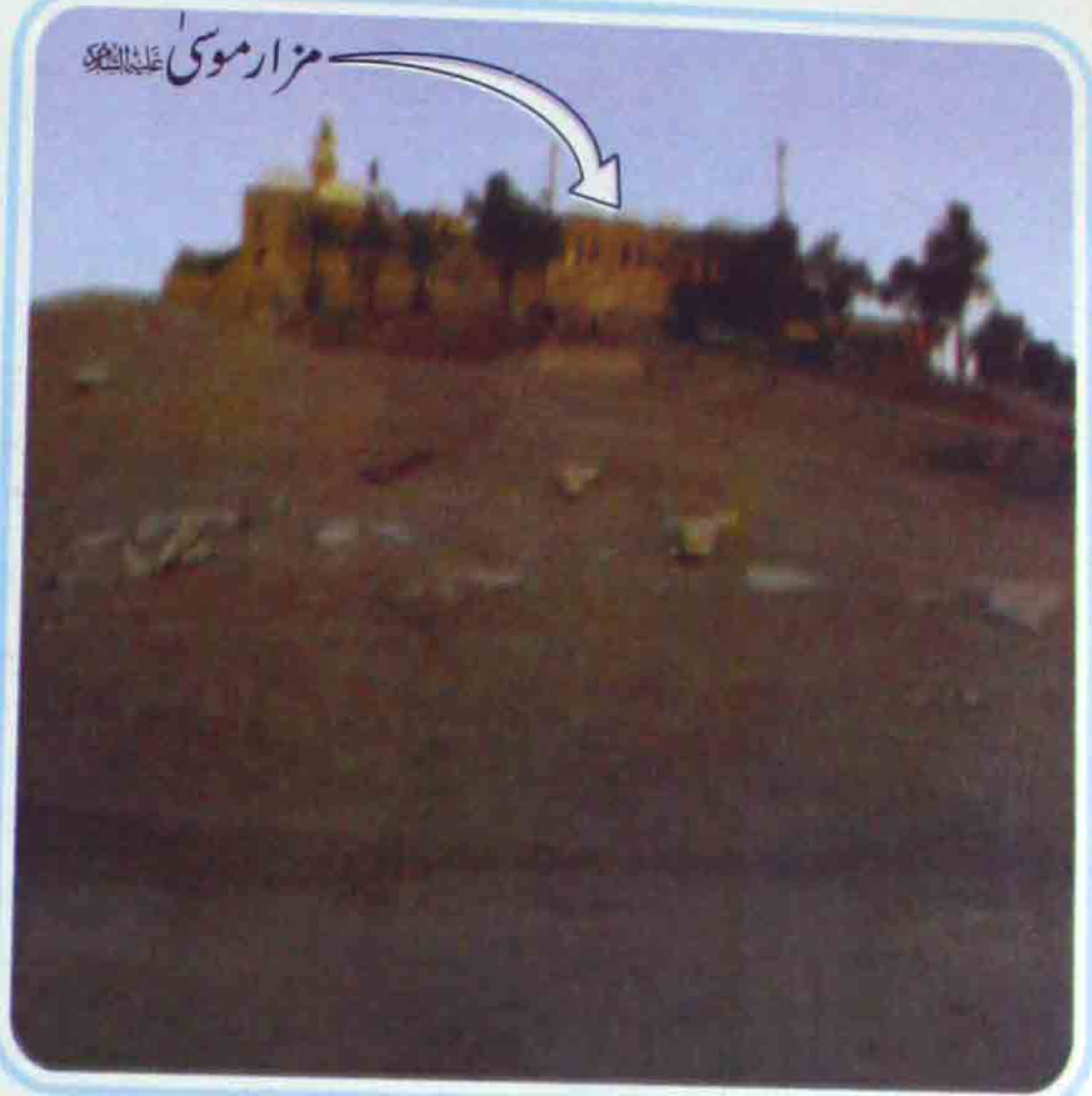
حجرہ شریف مقفل رہتا ہے، یہاں مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ چار طرف بہت سے دو منزلہ حجرے ہیں، جن میں فوج رہتی ہے سخت پہرہ ہے۔ ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبر انور کا دروازہ کھولنے کو کہا تو اس نے جواب دیا کہ متولی صاحب گئے ہوئے ہیں چابی ان کے پاس ہے۔ دوسرے فوجی نے کہا کہ چابی میرے پاس ہے چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہوئے حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائی بچھی ہے اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے۔ ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے اور یہاں محراب میں بھی پڑھے، چٹائی پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ صحن میں نہایت شیریں اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے جو صرف چار پانچ ہاتھ گہرا ہے وہاں پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ابن عبدالرحمٰن ہے۔ مزار شریف کے سرہانے پیسے ڈالنے کے لیے صندوقچی ہے ہم نے وہاں سو فلس پیش کیے، مزور نے قبول نہ کیے بلکہ فرمایا کہ اس صندوقچی میں ڈال دو۔ اس مسجد میں تلاوت کیلئے بہت سے قران کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے ہیبت وجلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دل لگا۔ تقریباً ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے۔ بہت دل کش نظارہ ہے، مزار مقدس پر بہت فیض ہے۔ ہر زائر کو یہاں ضرور حاضری دینی چاہیے۔

وہ لوگ مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں اگر کوئی رات رہنا چاہے تو اس کو اجازت کے ساتھ جگہ بھی دے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ہمارا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور بلاشبہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک





زیر نظر تصویر اریحا میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ روایت کے مطابق سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں یہ جگہ دکھائی گئی تھی پھر آپ نے اس جگہ مسجد بنا دی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار اریحا میں چھوٹی سی پہاڑی کے قریب ہے چاروں طرف ویران صحرا ہے کوئی آبادی نہیں ہے مگر آج بھی قبر مبارک نور سے مزین نظر آتی ہے۔



مزار موسیٰ علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال



جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں اریحا (جریکو) کے ویران صحرا میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک عالی شان پرانی عمارت تھی، محمد جیلانی نے بتایا کہ یہی مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔

مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام

گاڑی روضہ کے بڑے دروازے کے سامنے آکر رک گئی۔ اس جگہ کا نام مقام بنی موسیٰ علیہ السلام یا کوہ عبادیم ہے۔ اس وقت صبح کے آٹھ بجے تھے۔ عمارت کا دروازہ کھلا تھا، ہم اندر داخل ہوئے لیکن اندر نہ کوئی بندہ تھا اور نہ بندہ کی ذات۔

ایک دکان کھلی تھی جس میں تحائف فروخت ہوتے تھے۔ لیکن دکاندار غائب تھا ایسے میں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ جنات کی کوئی بستی ہے جہاں بازار کھلے ہیں لیکن اپنی طبعی خاصیت کی بناء پر جناتی مخلوق ہمیں نظر نہیں آرہی ہے یا پھر یہ جادو کا کوئی کرشمہ ہے۔ یہ سوچتے ہوئے میں اور حاجی شاہ پال سیڑھیاں چڑھ کر عمارت کی چھت تک گئے لیکن کوئی انسان نظر نہ آیا۔ عمارت کے اندر گھومتے پھرتے آخر کار ہم اس مقام پر جا پہنچے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر والا کمرہ تقریباً بیس فٹ چوڑا اور بیس فٹ لمبا ہے۔ قبر عرب کے دوسرے روایتی مزاروں کی طرح زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچی ہوگی، مزار پر سبز چادریں ہیں۔ چادریں اتنی نئی اور قیمتی نہیں تھیں جتنی بغداد کے دربار پر دیکھی تھیں۔ مزار کے ساتھ مسجد ہے۔

اریحا میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کی دور سے لی گئی تصویر

اریحا میں سرخ ٹیلہ کے قریب ایک قبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے۔ فتح الباری کے مطابق یہ قول صحیح ہے۔ (قصص القرآن جلد اول)

قبر موسیٰ علیہ السلام

اریحا میں موجود مزار کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک



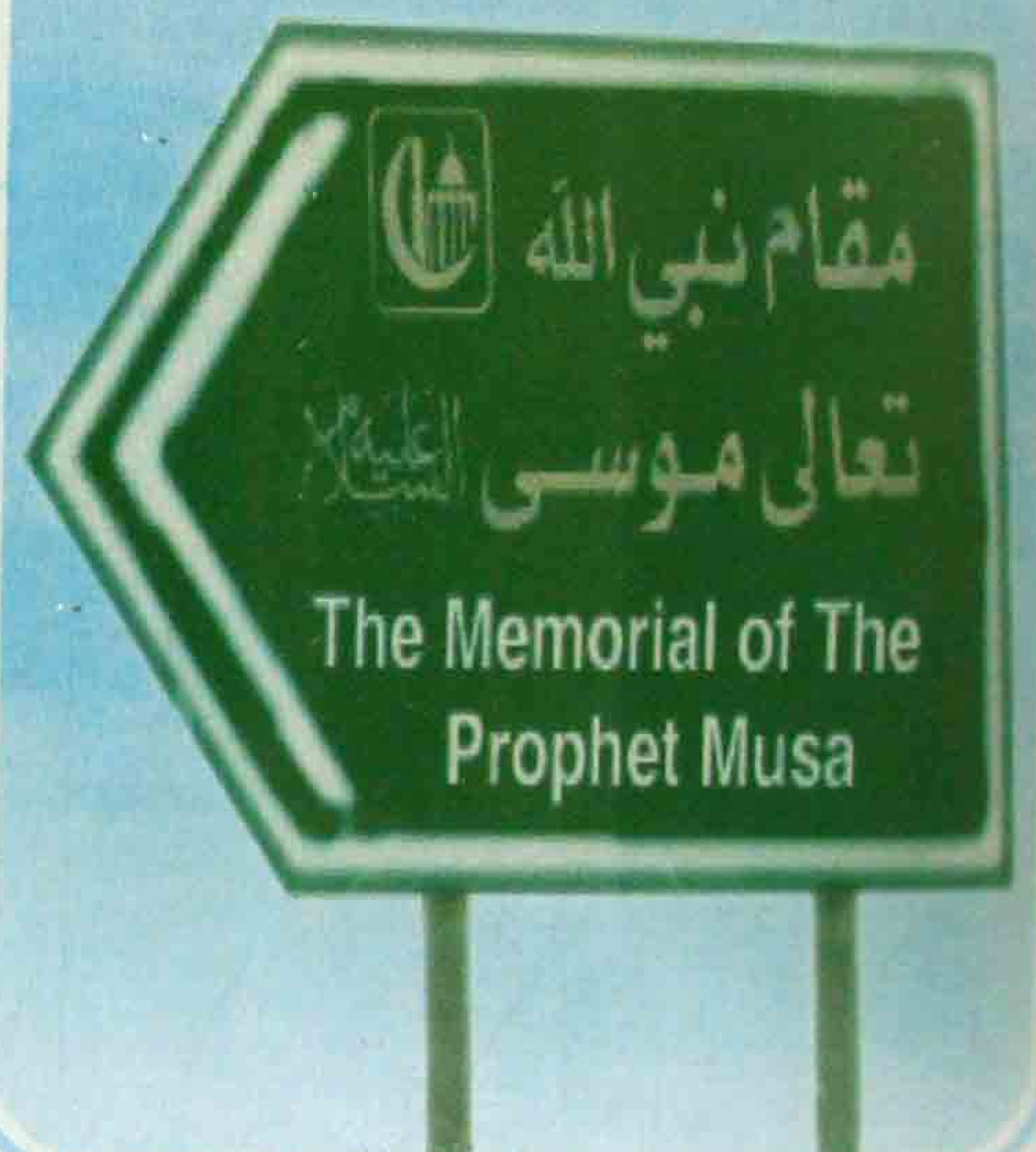


زیر نظر تصویر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے جو کہ اریحا میں ہے
جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کے سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

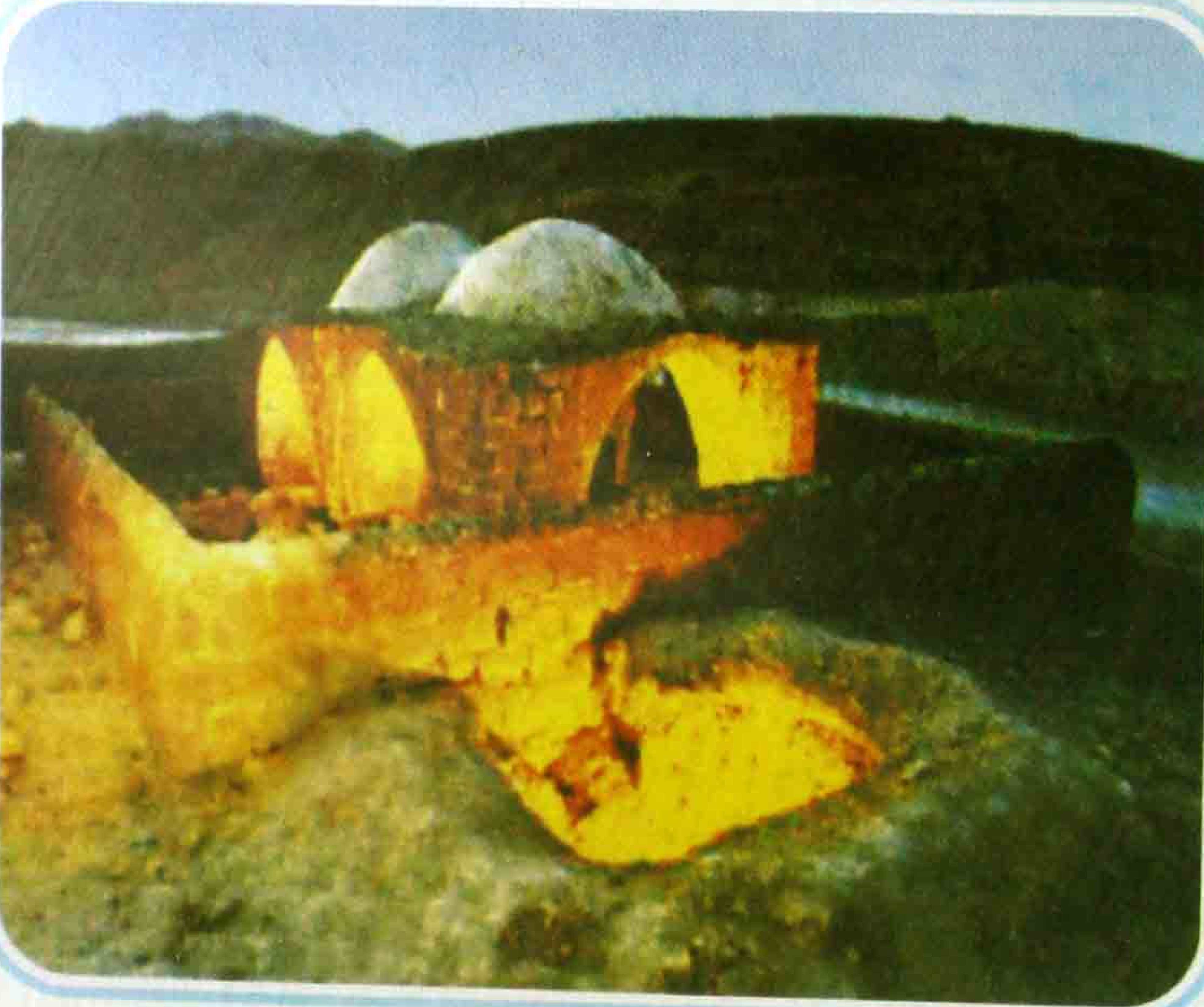


حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرنور قبر مبارک





ماؤنٹ نیبو جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام فرمایا وہاں پر مقام موسیٰ کی نشاندھی کے لئے لگایا ہوا بورڈ



روایات کے مطابق یہ مقبرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک ساتھی حسن کا تھا جو لٹیروں کی دست برد سے نہ بچ سکا





حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قبر



مشہور مورخ ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ اربد میں ایک پہاڑی کے نیچے کے حصہ میں ایک غار ہے اس کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قبر ہے میں نے غار میں جا کر قبر مبارک کی زیارت بھی کی۔ علی ہروی لکھتے ہیں کہ "اربد" طبریہ کی نواح میں ہے۔ یہاں شارع عام کے دائیں جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مقبرہ ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بیٹے، ون، ساخاں زبلون اور قار بھی یہاں مدفون ہیں۔ (حوالہ بلادشام فلسطین)



ماؤنٹ نیبو وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا



ماؤنٹ نیبو کی چوٹی پر واقع عمارت کا اندرونی منظر



ماؤنٹ نیبو پہاڑ کے اوپر سے لی گئی تصویر



ماؤنٹ نیبو پر بنی عمارت کا اندرونی منظر



ماؤنٹ نیبو پر بنی عمارت





ماؤنٹ نیبو پر مقام موسیٰ علیہ السلام کی نشاندھی کے لئے لگا ہوا کتبہ

حضرت ہارون علیہ السلام

آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے بھائی ہیں، بہت بڑے حوصلہ مند اور بُردبار تھے، بنی اسرائیل آپ علیہ السلام سے بہت محبت کرتے تھے۔

وھو اکبر من موسیٰ علیہ السلام بثلاث سنین

وہ موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ (صاوی، حاشیہ جلالین ص ۱۴۱)

حضرت ہارون علیہ السلام کی عاشقانہ موت

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں لکھا ہے کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ہارون علیہ السلام کے وصال کا وقت آپہنچا تو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے کو ساتھ لے کر پہاڑ کی غار کی طرف چلو۔ کیونکہ میں ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے چل پڑے۔ جب وہ غار کے پاس پہنچ گئے تو اس میں داخل ہوئے تو دیکھا وہاں ایک چارپائی پڑی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر لیٹ گئے اور پھر اس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے ہارون! یہ جگہ کتنی حسین اور اچھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر لیٹ گئے تو ان کی روح قبض کرلی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے دونوں غم زدہ حالت میں بنی اسرائیل کی طرف لوٹ آئے۔ تو بنی اسرائیل نے آپ علیہ السلام سے کہا: حضرت ہارون علیہ السلام کہاں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ان کا وصال ہوگیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ تم نے انہیں قتل کردیا ہے۔ کیونکہ تم یہ جانتے تھے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ کیا میں اپنے بھائی کو قتل کرسکتا ہوں؟ جسے میں نے بطور وزیر اللہ عزوجل سے طلب کیا تھا اور اگر میں ان کے قتل کا ارادہ کرتا تو کیا ان کا بیٹا مجھے چھوڑ دیتا؟ اس پر بنی اسرائیل نے کہا: نہیں تم نے انہیں قتل ہی کیا ہے۔ کیونکہ تم ہماری وجہ سے ان کے ساتھ حسد کرتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: سو تم ستر افراد چن لو۔ پس آپ علیہ السلام انہیں ساتھ لے کر چلے اور راستے میں دو آدمی بیمار ہوگئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کے اردگرد خط کھینچ کر حصار بنادیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے اور بنی اسرائیل چلتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ تو وہاں جاکر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ہارون! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے کسی نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ میں فوت ہوا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں انبیاء بنادے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر زلزلے نے انہیں پکڑلیا۔ پس وہ سب گر پڑے اور وہ دو آدمی بھی گر پڑے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے یہ التجا کرتے ہوئے اٹھے

"لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا"

چنانچہ اللہ عزوجل نے انہیں زندہ فرمادیا اور وہ سب اپنی قوم کی طرف انبیاء بن کر لوٹے۔ (تفسیر طبری 89/9)



حکومت مصر کی طرف سے جبل ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک کی نشاندہی کیلئے لگا ہوا بورڈ



کوہ ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک



مشہور مورخ ڈاکٹر شوق ابو خلیل لکھتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے اب وہ اردن کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ جبل ہور میں دفن ہیں جو کہ اب جبل ہارون کے نام سے مشہور ہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور فرعون کے غرق ہونے کے چالیسویں برس میں **123** برس کی عمر میں ہوئی اور آپ علیہ السلام کو کوہ ہور پر ہی دفن کر دیا گیا۔

کوہ ہور

مشہور مورخ یاقوت نے لکھا ہے کہ کوہ ہور یروشلم کے جنوب میں واقع ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چڑھے تھے مگر واپس نہ آئے تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ بھائی کو مار ڈالا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ کی سطح چوٹی پر وہ جنازہ انہیں دکھا دیا جس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی نعش تھی۔ اس وقت سے یہ پہاڑ حضرت ہارون علیہ السلام کے نام سے موسوم ہو گیا۔

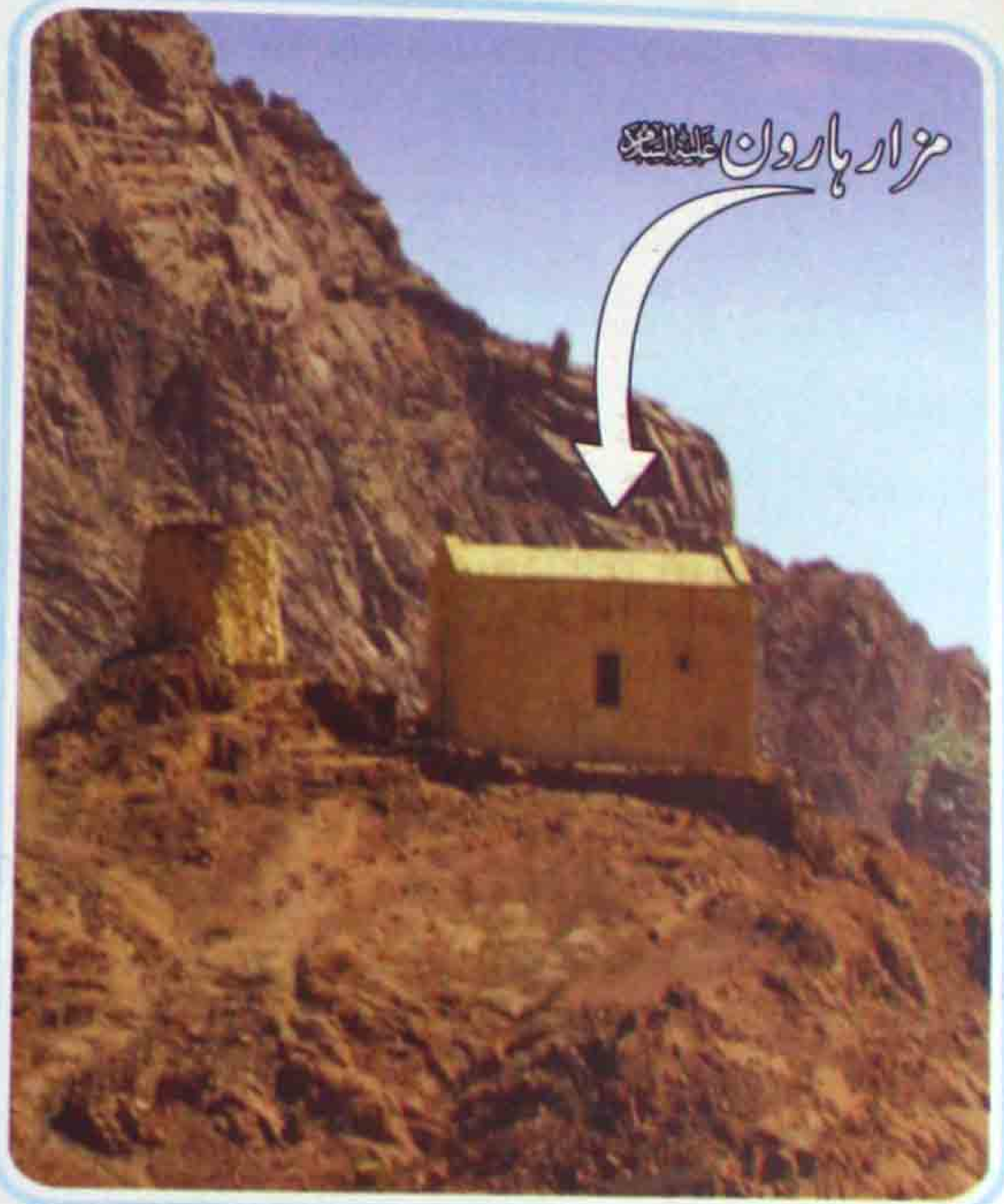
مورخ مسعودی بہت پہلے یعنی ۹۴۳ء میں تحریر کرتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے جبل مآب پر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے اور یہ شراہ کے ضلعے کے پہاڑوں میں ایک پہاڑ سینا کی طرف واقع ہے ان کا مقبرہ مشہور ہے، یہ ایک زمین دوز عدیت (یعنی قدیم) غار میں بنا ہوا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ اس غار میں رکھ دیا گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس مقام کو دیکھا اور یہاں کے حالات بیان کئے وہ بہت حیرت انگیز باتیں سناتے ہیں۔ (مسعودی۔ اول، ۹۴)

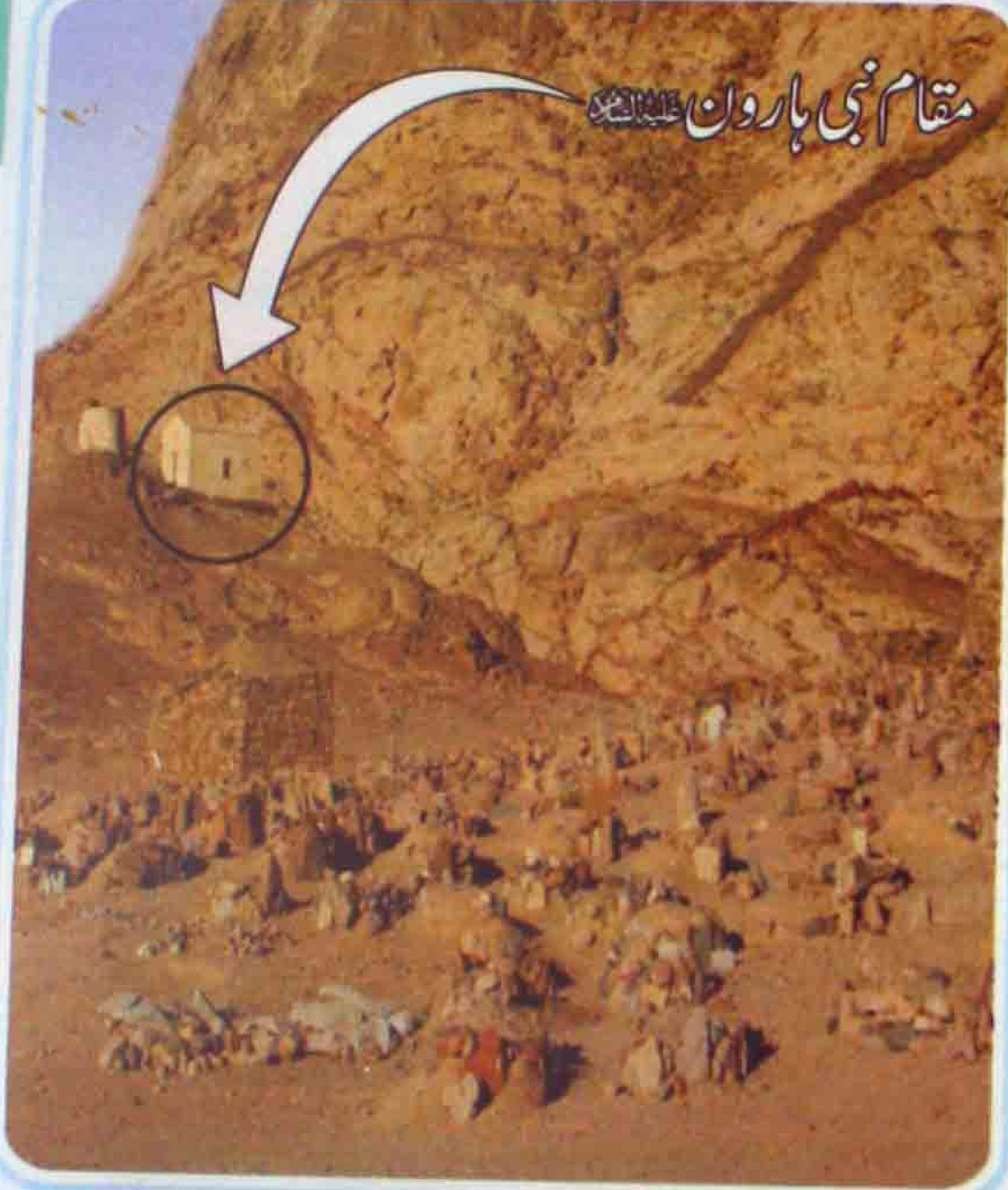
جبل ہور: جہاں حضرت ہارون علیہ السلام مدفون ہیں




جبل ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک



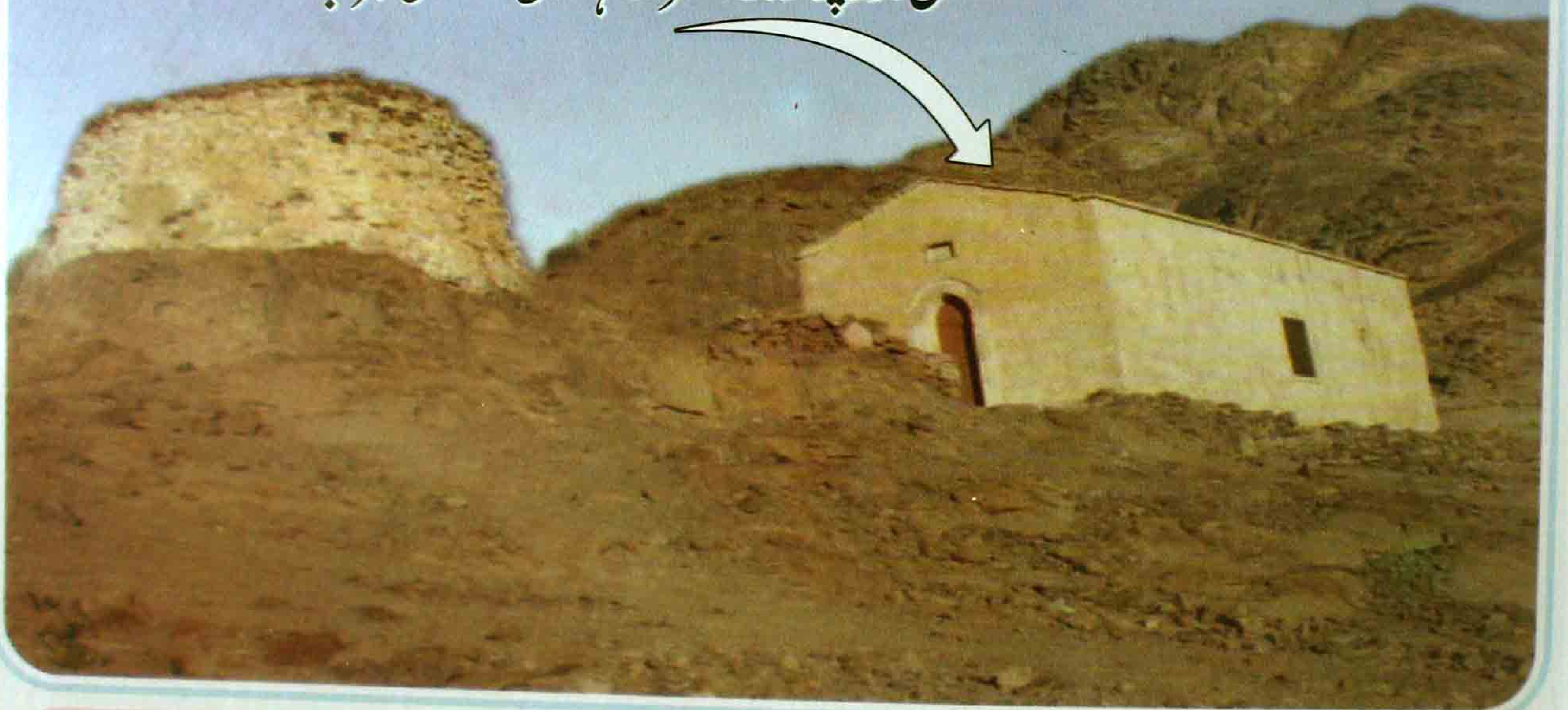


کوہ ہور میں موجود حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک

جبل ہور جہاں حضرت ہارون علیہ السلام مدفون ہیں



جبل ہوروہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت ہارون علیہ السلام حکم الٰہی پر چڑھے اور پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرلی گئی۔ آج بھی 4000 سال گزرنے کے بعد آپ علیہ السلام کی قبر وہاں موجود ہے۔ (واللہ اعلم)



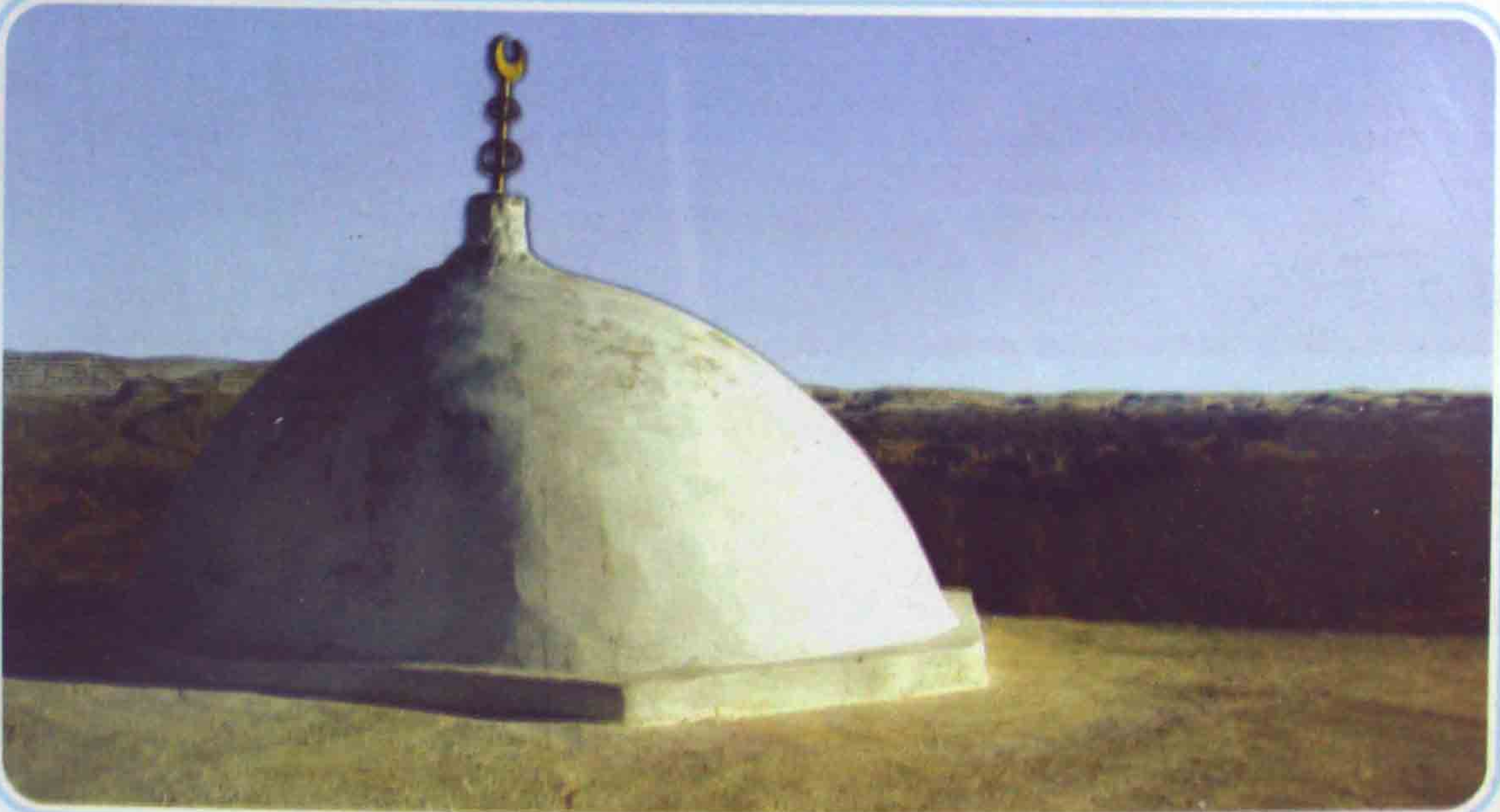
جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے پر مشتمل اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ مزار کا دروازہ بند تھا۔ یعقوب آزاد نے دروازہ کھولا اور ہم اندر چلے گئے۔ کمرے کے عین درمیان ایک قبر تھی جو زمین سے تین فٹ اونچی تھی جس پر سبز چادریں بچھی ہوئی تھیں، فرش اور درو دیوار کچے تھے کسی اللہ کے بندے نے سفید رنگ کردیا تھا۔ ہمیں پیغمبروں کے مزار اس حالت میں دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔



اردن میں جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک



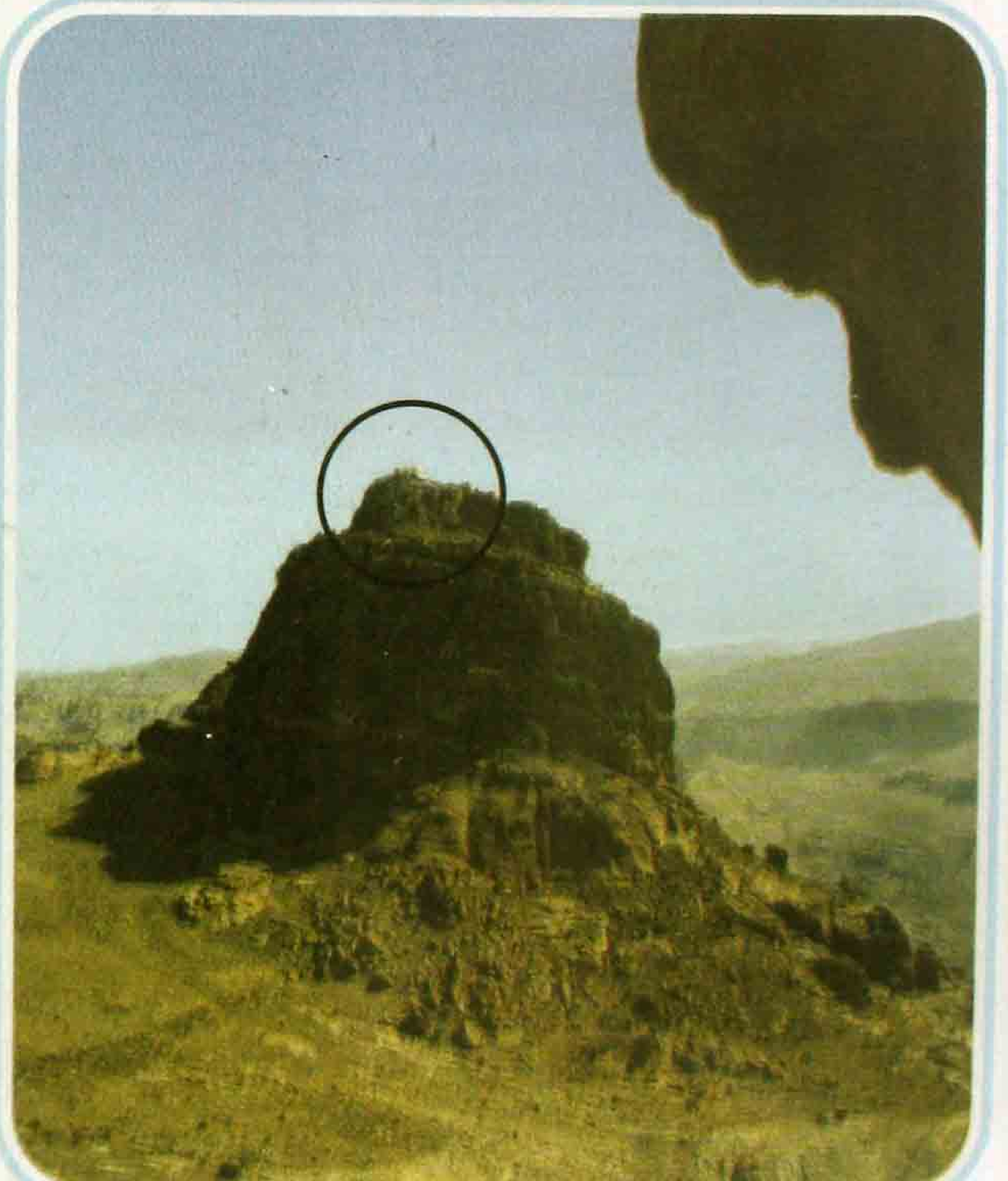
حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک کا راستہ بتانے کیلئے حکومت اردن کی طرف سے لگا ہوا بورڈ



اردن میں جبل ہارون نامی پہاڑی کی چوٹی پر موجود مزار ہارون علیہ السلام کا گنبد

مزار ہارون علیہ السلام

جورڈن میں جبل ہارون نامی پہاڑ کی چوٹی پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار



جبل ہارون نامی چوٹی پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار



تورات میں اس پہاڑی کا نام جبل ہور ہے جسے اب جبل ہارون کہتے ہیں



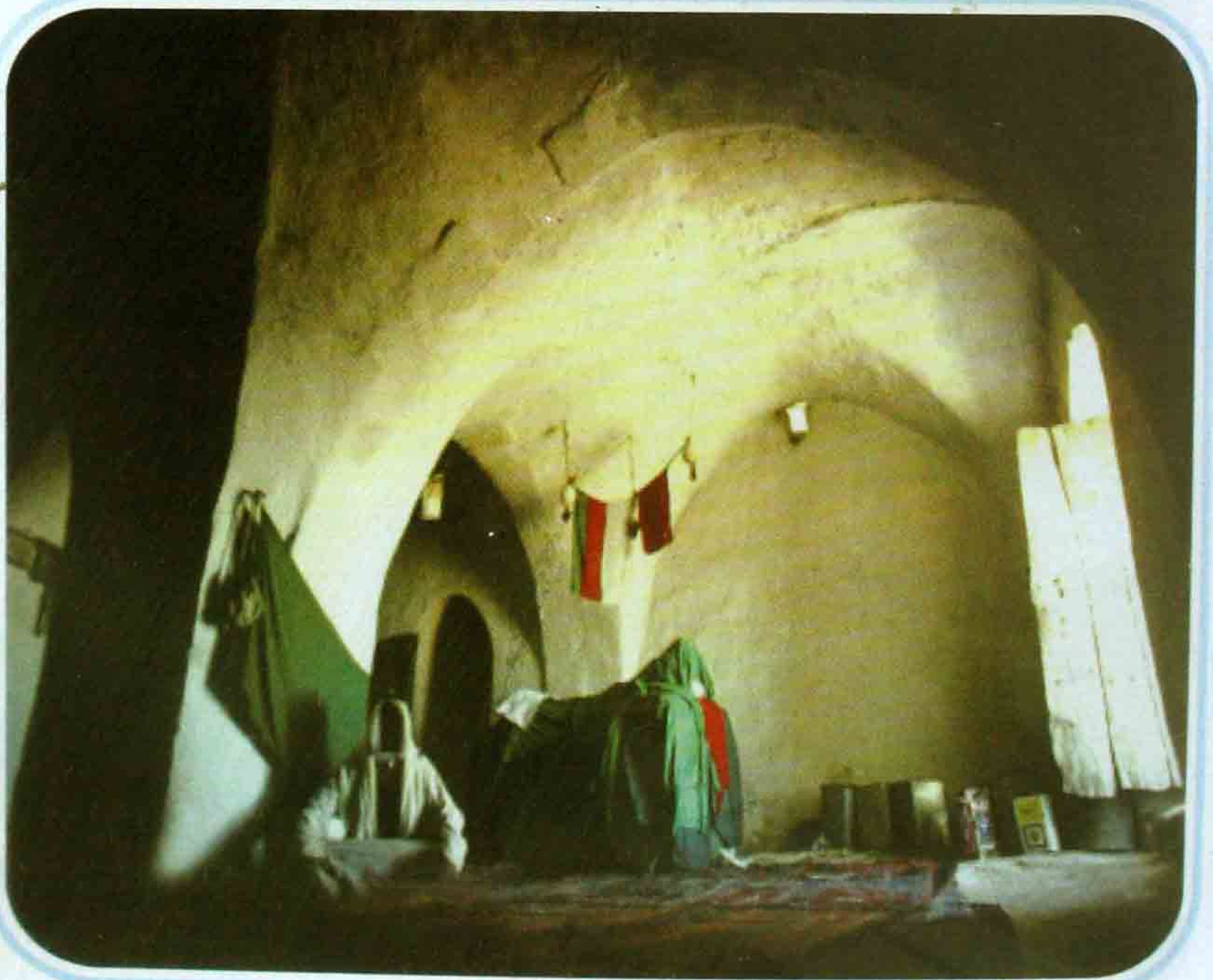

حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار مبارک کی دو مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر




حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار



جبل ہارون کے مقام پر موجود
حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر پر جلتی ہوئی موم بتی



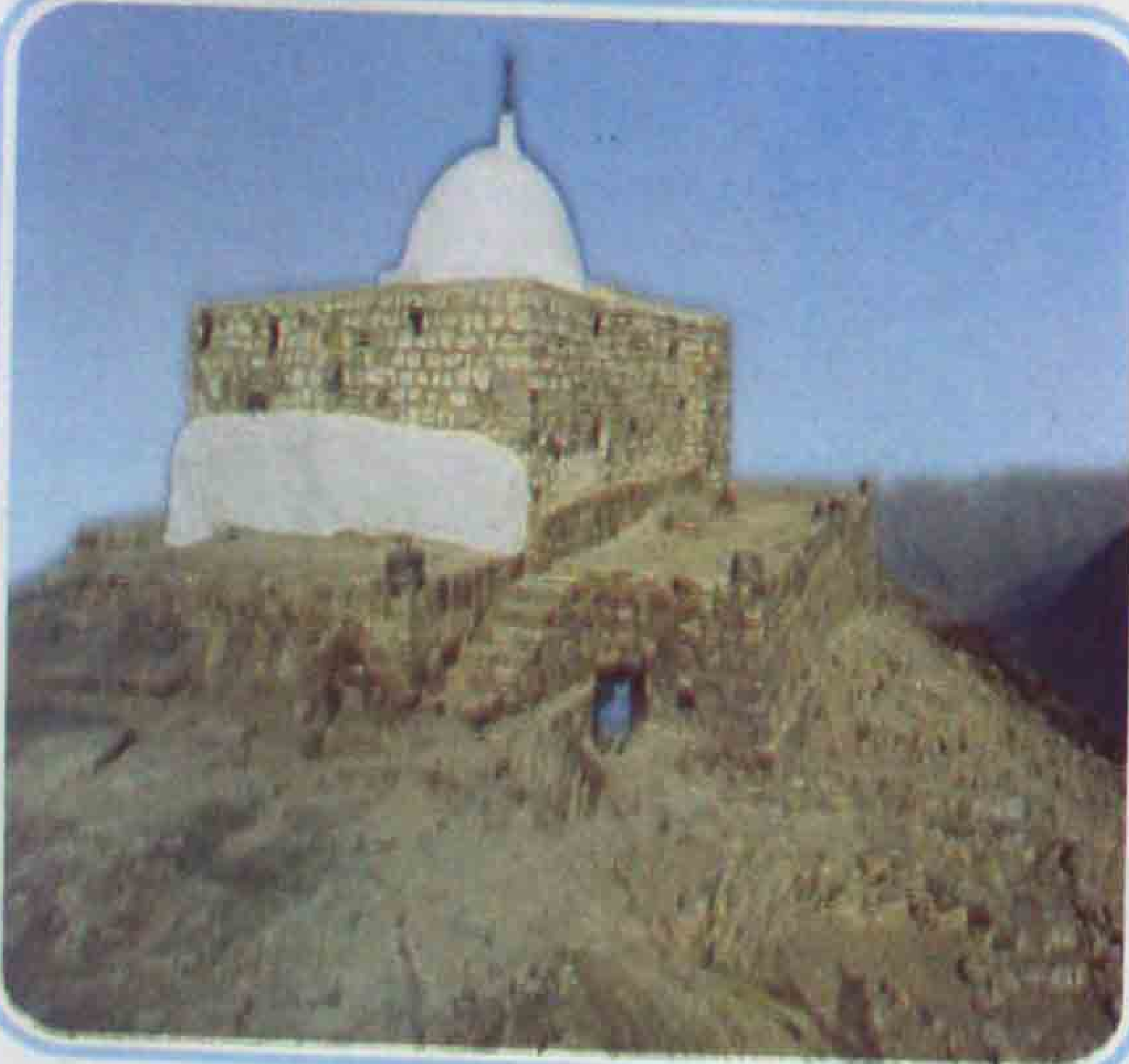
حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک



جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک



جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مقبرہ





اردن میں جبل ہارون نامی پہاڑ کی چوٹی پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر قرآن میں دو مرتبہ آیا ہے۔

① سورۃ الانعام آیت نمبر 85 ② سورۃ الصافات آیت نمبر 123

حضرت الیاس علیہ السلام کی بعثت کے متعلق مفسرین و مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ شام کے باشندوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے اور بعلبک کا مشہور شہر ان کی رسالت و ہدایت کا مرکز تھا۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم مشہور بت ''بعل'' کی پرستار اور توحید سے بیزار شرک میں مبتلا تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر نے ان کو سمجھایا اور راہ ہدایت دکھائی۔ صنم پرستی اور کواکب پرستی خلاف وعظ و پند کرتے ہوئے توحید خالص کی جانب دعوت دی۔

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، آپ علیہ السلام کا نسب مشہور قول کے مطابق یہ ہے الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فحاص بن عیزار بن ہارون علیہ السلام۔



جلعاد وہ جگہ جہاں حضرت الیاس علیہ السلام پیدا ہوئے

حضرت الیاس علیہ السلام کا مقام پیدائش

آپ علیہ السلام اردن کے ایک علاقہ جلعاد میں پیدا ہوئے تھے، اُس وقت جس بادشاہ کی حکمرانی تھی وہ آپ علیہ السلام کا ہم عصر تھا بائبل میں اس کا نام ''اخی اب'' اور عربی تواریخ و تفاسیر میں ''اجب'' یا ''احب'' بیان کیا گیا ہے اس کی بیوی ''ایزبل'' بعل نامی بت کی پوجا کیا کرتی تھی۔

مشہور مورخ طبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور انکی بعثت حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد ہوئی اور یہ کہ حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے: الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فحاص بن یعزار بن ہارون علیہ السلام




حضرت الیاس علیہ السلام کا قوم کو بعل بت کی عبادت سے روکنا

سورۂ صافات میں حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کا ذکر اس طرح موجود ہے:

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ (سورہ صافات آیت نمبر 123 تا 132)

ترجمہ: اور بلاشبہ الیاس رسولوں میں سے ہیں۔ وہ وقت قابل ذکر ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ ہی تمہارا اور تمہارے باپ داداؤں کا پروردگار ہے۔ پس اُنہوں نے الیاس کو جھٹلایا تو بے شک وہ لائے جائینگے پکڑے ہوئے (جہنم میں) بجز اُن کے جو اللہ کے مخلص بندے ہیں۔ اور ہم نے بعد کے لوگوں میں الیاس کا ذکر باقی رکھا۔ الیاس پر سلام ہو۔ بیشک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ (سورہ انعام آیت 85)

ترجمہ: اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی ہم نے ہدایت عطا کی۔ یہ سب صالحین میں شمار ہیں۔

سونے کا بت

یہ مشرق میں آباد شامی اقوام کا مشہور اور سب سے زیادہ مقبول دیوتا تھا یہ بت مذکر تھا اور زحل یا مشتری کا مثنی سمجھا جاتا تھا۔

فینیقی، کنعانی، موآبی اور مدیانی قبائل خاص طور پر اس کی پرستش کرتے تھے اس لئے بعل کی پرستش عہد قدیم سے چلی آتی تھی اور موآبی اور مدیانی اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پوجتے چلے آتے تھے چنانچہ شام کا مشہور شہر بعلبک بھی اسی کے نام سے منسوب تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین میں اسی کے پرستاروں سے واسطہ پڑا تھا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ حجاز کا مشہور بت ہُبَل بھی یہی بعل ہے۔

یہود یا مشرقی اسرائیلیوں کے یہاں بعل کی پرستش کیلئے مختلف موسموں میں عظیم الشان مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں اور اس کیلئے بڑے بڑے ہیکل اور عظیم الشان قربان گاہیں بنائی جاتی تھیں اور کاہن اس کو بخورات کی دھونی دیتے اور اور اس پر طرح طرح کی خوشبوئیں چڑھاتے تھے اور کبھی کبھی اس کو انسانوں کی بھینٹ بھی دی جاتی تھی۔

(دائرۃ المعارف البستانی جلد ۵)

کتب تفسیر میں منقول ہے کہ بعل سونے کا تھا، بیس گز کا قد تھا اور اس کے چار منہ تھے اور اس کی خدمت پر چار سو خادم مقرر تھے۔

(روح المعانی جلد ۲۳، ص ۱۲۷)

حضرت الیاس علیہ السلام کا قوم کو بت پرستی سے روکنا

حضرت الیاس علیہ السلام کو حکم ہوا کہ قوم گمراہی میں مبتلا ہو چکی ہے اس لئے آپ علیہ السلام وہاں پہنچیں اور قوم کو شرک اور بت پرستی سے روکیں۔

آپ علیہ السلام جلعاد سے چل کر سامریہ پہنچے اور یہاں ہر طرف شرک اور بت پرستی دیکھی۔ یہ سامریہ آج کہیں نقشے میں موجود نہیں ہے۔ مگر بعلبک نامی شہر موجود ہے اور شاید یہی بعلبک ماضی کا سامریہ ہو۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اور ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا لیکن عوام اپنے بادشاہ اور ملکہ کی اتباع کر رہے تھے اور وہ حضرت الیاس علیہ السلام کی بات کو کس طرح مان لیتے۔

پجاریوں نے جب یہ سنا کہ ایک الیاس (علیہ السلام) نامی شخص جلعاد سے چل کر سامریہ آیا ہے اور یہ پردیسی لوگوں کو بعل دیوتا کی پرستش سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک ان دیکھے خدا کی عبادت کی جائے تو وہ بہت مشتعل ہوئے۔

وہ جگہ جہاں قوم الیاس علیہ السلام رہتی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام دمشق کے مغرب میں موجود بعلبک شہر میں مبعوث ہوئے



قال تعالى (وإن إلياس لمن المرسلين * إذ قال لقومه ألا تتقون * أتدعون بعلا وتذرون أحسن الخالقين * الله ربكم ورب آبائكم الأولين * فكذبوه فإنهم لمحضرون * إلا عباد الله المخلصين * وتركنا عليه في الآخرين * سلام على إل ياسين * إنا كذلك نجزي المحسنين * إنه من عبادنا المؤمنين) الصافات ١٢٣-١٣٢ .

ذكر ابن كثير في تاريخه : إن إلياس عليه السلام أرسل إلى أهل بعلبك غربي دمشق ، حيث كان أهلها يعبدون صنماً يسمى (بعلاً) كما هو مذكور في القرآن الكريم ، وبُعيد وفاة سليمان عليه السلام وانقسام مملكته وتشتت دولته بسبب خلاف الحكام على السلطة ، سمح أحد ملوكهم وهو أخاب لزوجته نشر عبادة قومها في بني إسرائيل،وكان قومها عبَّاداً للأوثان،فشاعت عبادة الأوثان بينهم وعبدوا الصنم بعلاًفأرسل الله إليهم إلياس عليه السلام . ويقول المؤرخ بشير محجوب السوده في كتابه(جوبر تاريخها وحاضرها)،أن انتشار اليهود في بعلبك وقدوم سيدنا إلياس إلى برية دمشق (مغارة الدم أو مغارة جوبر) هو محاولة للتوسع ونشر العقيدة في مناطق جديدة في المنطقة لكن هذا الانتشار لم يتم إلا على منطقة محدودة جداً ، ولم يحكم اليهود منطقة دمشق بل بقيت تحت الحكم الآرامي.

بعلبک میں موجود ہزاروں سال پرانی قدیم عمارت کے آثار

مقام تبلیغ حضرت الیاس علیہ السلام: بعلبک

بعلبک شہر لبنان کی وہ تاریخی جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام جوانی سے لے کر موت تک لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور بعل نامی بت کی عبادت ترک کرنے کی تبلیغ فرماتے رہے۔

بعلبک نامی بت ماضی میں شام کے شہروں کے بتوں میں سب سے بڑا بت تھا جو سونے کا بنا ہوا تھا جس کے بت خانہ میں 450 پجاری ہر وقت رہا کرتے تھے۔ اب جغرافیائی تبدیلی کے بعد بعلبک نامی شہر لبنان کا حصہ بن گیا ہے۔ بعلبک کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ شہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا۔ یہاں سنگ رخام کے نام سے 6 ستونوں کی ایک عمارت کے آثار آج بھی ملتے ہیں۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ایک مقام بھی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا۔



100 عابدوں کا قتل

ملکہ ایزابیل کو جب حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کی خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ جو اس بعل کی پوجا نہ کرے اس کو قتل کر دیا جائے۔ ملکہ کے خوف سے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کے نتیجے میں جو 100 لوگ ایمان لائے تھے غاروں میں روپوش ہوگئے اور کچھ نیک لوگوں نے ان کو کھانا پہنچانا شروع کر دیا جب ملکہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے انہیں قتل کروادیا۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ اخی اب سے ملاقات کی اور اس کو بتایا کہ تم لوگ جس خاندان اور قبائل سے تعلق رکھتے ہو، وہ بت پرست نہیں تھے۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرتے تھے مگر تم نے گمراہی اختیار کی اور اپنی بیوی ایزابیل کو خوش رکھنے کیلئے بعل دیوتا کی پرستش کرنے لگے اور قوم کو بھی گمراہی میں ڈال دیا۔ مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں گمراہی سے روکوں اور ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دوں۔

بادشاہ اخی اب نے پوچھا ''تو کون ہے۔ تجھے ہم نے پہلے کبھی اپنے شہر سامریہ میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی سے تیرا ذکر سنا۔''

حضرت الیاس علیہ السلام نے جواب دیا ''ہاں میں سامریہ میں پردیسی ہوں۔ میں جلعاد میں رہتا تھا۔ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ تم لوگ گمراہی میں مبتلا ہو، تمہیں حق کی راہ پر لایا جائے۔

بادشاہ اخی اب نے کہا ''ہاں میں نے تیری باتیں سن لیں مگر ان پر اس لئے عمل نہیں کرسکتا کہ بعل دیوتا اس وقت سب سے بڑا دیوتا ہے اور میری بیوی ایزابیل بھی اس کی پرستش کرتی ہے۔ تجھ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ تیری ہی جیسی تعلیم دینے والے سو آدمی مارے گئے اور اب تو نے اتنے ہمت کی ہے کہ میرے دربار میں بن بلائے چلا آیا۔ بتا اب میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں؟''

حضرت الیاس علیہ السلام نے جواب دیا ''تم میرے ساتھ کوئی برا سلوک کیا کرو گے۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں، اس کا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اب اگر مجھے اس خدمت کا کوئی صلہ ملے گا تو وہ اللہ کی طرف سے ملے گا۔''

اخی اب بادشاہ نے پوچھا ''ہم یہ کس طرح مان لیں کہ تم مامور من اللہ ہو؟''

قوم الیاس علیہ السلام پر 3 سال تک قحط

حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا ''اے بادشاہ اگر تم نے 3 سال کی اندر بت کی عبادت نہ چھوڑی تو تم 3 کے سال بعد سخت قحط میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ملکہ کو جب حضرت الیاس علیہ السلام کی دھمکی کا معلوم ہوا تو اس نے آپ علیہ السلام کو سزا دینے کیلئے بہت تلاش کیا مگر آپ علیہ السلام نہ ملے۔

قحط کے آثار پہلے ہی سال ظاہر ہوگئے، دوسرے سال اور تیسرے سال بھی بارش نہ ہوئی حتیٰ کہ لوگ قحط کی وجہ سے مرنے لگے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی ماؤنٹ کرمل پر قربانی قبول ہوگئی

3 سال کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو بادشاہ نے پھر کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہم بت کی پوجا چھوڑ دیں مگر میں بعل کے 400 پجاریوں کا کیا کروں، ان کو کون سمجھائے گا تو حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا میں اور آپ کے پجاری کوہ کرمل پر چلتے ہیں اور ایک جانور ذبح کرتے ہیں جس کی قربانی کو آسمانی آگ کھا جائے اس کی قربانی قبول ہوگی اور وہ حق پر ہوگا۔

چنانچہ 400 پجاری اور حضرت الیاس علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے ماننے والے کوہ کرمل پر گئے۔ پجاریوں نے قربانی کی اور اپنے معبودوں کو پکارتے رہے، دوپہر ہوگئی مگر ان کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے بیل کو ذبح کیا پھر اللہ سے دعا کی۔ اسی وقت آسمان سے آگ نمودار ہوئی اور اس نے قربانی کو جلا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب پجاری سجدہ میں گر گئے اور ملکہ سے کہنے لگے تمہارا خدا جھوٹا ہے۔



حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار



پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ اخی سے کہا آپ علیہ السلام کی قوم سخت قحط میں مبتلا ہے۔ آپ کوہ کرمل پر ان کو بلائیں۔ کچھ دیر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوگی۔ بادشاہ اخی حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا کے معجزہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

مگر جب ملکہ ایزابیل کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ کو ڈانٹا اور پجاریوں کو قتل کروا دیا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو ملک چھوڑنے کا حکم دیا۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک سے کوہ حورب کی طرف چل پڑے۔ آپ علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ ایک دن کی منزل ختم ہوئی۔ اس وقت وہ ایک دشت میں تھے۔ یہاں انہیں جھاڑ کا ایک درخت نظر آیا اور آپ علیہ السلام اس کے سائے میں لیٹ گئے، نیند آئی اور سو گئے۔

کتنی دیر سوئے انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ کسی نے انہیں بیدار کیا۔ دیکھا قریب ہی تازہ پکی ہوئی روٹی اور پانی کی ایک صراحی رکھی ہے۔ آپ علیہ السلام کھا پی کر سو گئے۔

فرشتے نے دوبارہ آپ علیہ السلام کو بیدار کیا اور کہا "آپ علیہ السلام اچھی طرح کھا پی لیجئے کیونکہ ایک بہت لمبا سفر آپ علیہ السلام کو درپیش ہے۔"

آپ نے کھایا اور اس کھانے کی قوت سے چالیس دن اور چالیس رات چل کر آپ کوہِ حورب پہنچ گئے۔ یہ پہاڑ جزیرہ نمائے سینا میں واقع ہے۔ کوہ حورب کے عقب میں ایک جانب جنوب مشرقی کوہِ سینا ہے جسے کوہ طور بھی کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام یہاں کے ایک غار میں مقیم ہو گئے۔

کوہ حورب میں موجود حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار




حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ کے خوف سے کس پہاڑ پر پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام نے بعلبک کے بادشاہ کو بعل نامی سونے کے بت کی عبادت سے منع کیا تو بادشاہ نے آپ علیہ السلام کو جان سے مارنے کی کوششیں کیں جس پر حضرت الیاس علیہ السلام نے ایک غار میں کچھ سال گزارے۔ جس کی مدت کے بارے میں 3 قول ملتے ہیں۔ 3 سال، 7 سال، 10 سال۔ اب اس مدت میں آپ علیہ السلام نے کس غار میں قیام فرمایا اس کے بارے میں بھی 3 اقوال تاریخ کی کتب میں ملتے ہیں۔

1۔ پہلا قول آپ علیہ السلام نے جبل قادسیون کے غار میں 10 سال قیام فرمایا۔

2۔ دوسرا قول آپ علیہ السلام نے کوہ طور کے پہاڑوں میں بنے ہوئے غار میں 3 سال قیام فرمایا۔ یہاں آپ کیلئے آسمانی کھانا نازل ہوتا تھا۔

3۔ تیسرا قول آپ علیہ السلام نے ماؤنٹ کرمل میں 7 سال قیام فرمایا۔

پہلا قول: حضرت الیاس علیہ السلام نے جبل قادسیون میں قیام فرمایا

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق حضرت الیاس علیہ السلام اپنے زمانے کے کافر و ظالم بادشاہ سے چھپ کر جبل قادسیون کے غار میں 10 سال تک پناہ گزین رہے، پھر اس کی ہلاکت کے بعد جو بادشاہ برسر اقتدار آیا، حضرت الیاس علیہ السلام نے آکر اُسے اسلام کی دعوت دی، وہ مشرف با اسلام ہو گیا اور اس کی قوم بھی، سوائے دس ہزار افراد کے سب کی سب ایمان لے آئی۔ (تفسیر روح المعانی 114/6)



جبل قادسیون

زیر نظر تصویر دمشق کے مشہور پہاڑ جبل قادسیون کی اسی پہاڑی کی ہے جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے 10 سال قیام فرمایا اور تاریخ دمشق کے مطابق یہی وہ پہاڑ ہے جس میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ جبل قادسیون میں ایک مسجد ہے جس کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں 40 ابدال (خاص اللہ کے دوست) جمع ہوتے ہیں۔

دوسرا قول: آپ علیہ السلام نے کوہ طور کے پہاڑ پر پناہ لی اور 3 سال قیام فرمایا



مقام الیاس علیہ السلام کوہ طور

نوٹ: کوہ طور کی بلندی 5 ہزار فٹ نہیں بلکہ المنجد فی الاعلام کے مطابق 2285 میٹر (7496 فٹ) ہے جبکہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ 76 پر اس کی بلندی 7359 فٹ لکھی گئی ہے۔



کوہ طور پہاڑ پر موجود مقام نبی الیاس علیہ السلام



یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام نے 3 یا 7 سال ایک غار میں قیام فرمایا




تیسرا قول: ماؤنٹ کرمل میں موجود غار جہاں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی

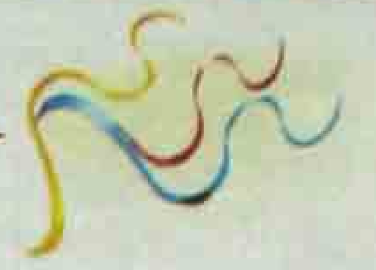
زیرِ نظر تصویر اسرائیل کے شہر حیفہ میں موجود حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار کی ہے۔ یہ وہ غار ہے جس میں آپ علیہ السلام نے بادشاہ کے خوف سے پناہ لی تھی اور یہیں آپ علیہ السلام عبادت کرتے تھے۔ اس غار کو پہلی دفعہ 1907 میں کھولا گیا تھا۔ یہ غار دو حصوں میں تقسیم ہے، جس میں سے ایک حصہ 42 میٹر اونچا ہے۔ اس غار میں چرچ بنا دیا گیا تھا۔ چرچ کی پرانی عمارت کو 1819 میں گرا دیا گیا اور نئی اور موجودہ عمارت 1836 میں بنائی گئی۔



حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑ پر بنائے گئے عبادت خانے میں موجود چشمہ



حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار کا اندرونی منظر جسے اب چرچ میں تبدیل کر دیا گیا ہے

کوہ کرمل: جہاں حضرت الیاس علیہ السلام کے ہاتھوں 400 پجاریوں نے اسلام قبول کیا



اسرائیل کے شہر حیفہ میں موجود ماؤنٹ کرمل نامی پہاڑ جس میں وہ غار ہے جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار یہ غار اسرائیل میں واقع ماؤنٹ کرمل کے شمال مغربی کونے میں نیچے کی طرف واقع ہے اس جگہ حضرت الیاس علیہ السلام نے 29 صدیاں قبل قیام کیا تھا اور دشمنوں سے چھپ کر پناہ لی تھی یہ ایک لمبا 14x8x5 میٹر کا کمرہ ہے اور اس کی مشرقی اور شمال مغربی طرف چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں۔

وہ غار جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت الیاس علیہ السلام کا مزار مبارک کہاں ہے اس بارے میں 3 قول ملتے ہیں۔

1۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کہیں بھی مدفون نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔

2۔ آپ علیہ السلام بعلبک میں مدفون ہیں۔

3۔ تیسرا قول بیت المقدس کے قریب الخلیل جانے والے راستے میں آپ علیہ السلام مدفون ہیں۔ (واللہ اعلم)



وہ پہاڑ جہاں سے حضرت الیاس علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 4 انبیاء زندہ ہیں، 2 زمین پر یعنی حضرت الیاس علیہ السلام وحضرت خضر علیہ السلام، دو آسمانوں پر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام وحضرت خضر علیہ السلام رمضان کے روزے بیت المقدس میں رکھتے ہیں اور ہر سال حج بھی کرتے ہیں اور زم زم کے کنویں سے ایک مرتبہ پانی پیتے ہیں جو ان کیلئے پورے سال کیلئے کافی ہوجاتا ہے۔ (حوالہ تاریخ ابن عساکر)



اسرائیل کے شہر یروشلم میں بحرلوط کے شمال میں واقع حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑی۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام نے یہاں قیام کیا اور آپ علیہ السلام کو یہاں سے آسمان پر اٹھالیا گیا



تل النبی الیاس علیہ السلام کا فضائی منظر



حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑ پر بنایا گیا عبادت خانہ

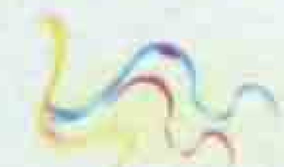



دوسرا قول: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک میں مدفون ہیں

اس قول کی تائید میں مورخین کے اقوال بھی ملتے ہیں چنانچہ بلاد شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں کہ بعلبک حمص و دمشق کے درمیان ایک چوڑا میدان ہے جس میں بہت سے دیہات آباد ہیں اور جا بجا پانی کے چشمے موجود ہیں۔ اس جگہ میں حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر ہے۔ (یاقوت۔ اوّل۔ مراصد۔ اوّل)

حضرت الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کے ان پیغمبروں میں سے تھے جنہوں نے پوری زندگی جاہ و حشمت، دولت و ثروت سے بے نیاز ہو کر بسر کی۔ سفرنامہ ارض القرآن میں لکھا ہے کہ وادی سینا میں واقع جبل طور پر مقام الیاس علیہ السلام وہ جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک سے جا کر پناہ گزین ہوئے تھے۔

بعلبک یہ لبنان کا قدیم شہر ہے یہاں پر حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کا مشہور بت تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جگہ حضرت الیاس علیہ السلام کو قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا اور یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن مدفون ہیں۔ (حوالہ معجم البلدان 454/1)

تیسرا قول: بیت المقدس سے الخلیل جاتے ہوئے راستے میں

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مزار حضرت الیاس علیہ السلام بیت المقدس سے الخلیل جاتے ہوئے راستے میں سڑک کے کنارے پر ہے۔ یہ تمام علاقہ نہایت خوبصورت اور سرسبز و شاداب ہے۔ بیت اللحم کے سامنے والے پہاڑ پر مشہور پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا مزار شریف ہے اس مقام کو ''راحیل'' کہتے ہیں۔

حضرت یسع علیہ السلام

حضرت یسع علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں 2 مرتبہ آیا ہے۔

1۔ سورۃ الانعام آیت نمبر 86   2۔ سورۃ ص آیت نمبر 48

حضرت یسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب تھے۔ حضرت یسع علیہ السلام لبنان کے مشہور شہر بعلبک میں رہتے تھے اور وہیں آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

قرآن حکیم میں آپ علیہ السلام کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

''اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور سب اچھے ہیں۔'' (پ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۸)

تعارف

حضرت الیسع علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں۔ قرآن حکیم میں اور انبیاء کی طرح تفصیل سے ان کا کوئی مستقل تذکرہ موجود نہیں البتہ انبیاء کرام کی فہرست میں انکو شمار کیا ہے اور صرف نام کی حد تک تذکرہ موجود ہے۔ اسرائیلی روایات میں بھی آپ علیہ السلام کا اسم گرامی الیسع بیان کیا گیا ہے۔ کتب تاریخ میں یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے اور آپ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا ہے: الیسع بن عدی بن شوتم بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔

بعثت

حضرت الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ بچپن ہی سے آپ علیہ السلام کی رفاقت میں رہتے تھے۔ تعلیم وتربیت بھی حضرت الیاس علیہ السلام سے پائی اور جب حضرت الیاس علیہ السلام کا انتقال ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کیلئے حضرت الیسع علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز کیا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت الیاس علیہ السلام ہی کے طریقہ پر بنی اسرائیل کی قیادت فرمائی اور آخر عمر تک یہی خدمت انجام دیتے رہے۔

مزید تفصیلات سے قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ ساکت ہیں۔

حضرت یسع علیہ السلام اللہ عزوجل کے بے حد عبادت گزار نبی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ علیہ السلام دن کو روزہ رکھا کرتے اور رات بھر حالتِ قیام میں گزارتے۔ آپ علیہ السلام بے حد ٹھنڈے مزاج کے حامل تھے۔ کبھی غصہ نہ کرتے اور اپنی امت سے متعلق معاملات کا نہایت صبر ومتانت سے فیصلہ فرماتے۔

جب آپ علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے لوگوں کو جمع فرمایا اور یہ خواہش کی کہ کوئی ایسا شخص ہو جو میرے بعد میری امت کے معاملات نبٹا سکے اور لوگ اس سے رجوع کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ علیہ السلام نے تین شرائط پیش کیں کہ جو شخص ان تین شرطوں پر پورا اترے گا وہ میرے بعد میرا جانشین بنے گا۔ وہ تین شرطیں یہ ہیں کہ وہ دن بھر روزہ رکھے، رات قیام میں گزارے اور کبھی غصہ نہ کرے۔

چنانچہ آپ علیہ السلام کی یہ شرائط سن کر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے ان شرائط پر پورا اترنے کی ذمہ داری لی۔ حضرت یسع علیہ السلام نے یہ فیصلہ دوسرے دن پر مؤخر کر دیا۔ دوسرے دن آپ علیہ السلام نے وہی شرائط پیش کیں اور وہی نوجوان پھر کھڑا ہوا اور ان شرائط پر پورا اترنے کی یقین دہانی کرائی، لہٰذا حضرت یسع علیہ السلام نے اس نوجوان کو جانشینی عطا فرمائی اور بادشاہت اس کے سپرد کر دی اور اسے اپنا نائب مقرر کر دیا۔ یہ نوجوان حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے۔ (ابن کثیر، روح المعانی)



بعلبک جہاں حضرت یسع علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا گیا



مقام تبلیغ حضرت یسع علیہ السلام



بعلبک کی دیوہیکل عمارت کے کھنڈرات

بعلبک: جہاں حضرت یسع علیہ السلام کو تبلیغ کیلئے بھیجا گیا

بعد وفاة إلياس بعث الله تعالى اليسع بن أخطوب ، الذي حمل لواء الدعوة إلى الله ، بعد أن كثرت في بني إسرائيل والأقوام المحيطة بهم عبادة الأوثان وتسلط الملوك الجبابرة الذين قاموا بقتل الأنبياء وإيذاء المؤمنين ، فكانت رسالته إلى هؤلاء الأقوام الضالة الذين زادت الحروب فيما بينهم كما هو الحال في عهد اليسع عليه السلام حينما حدث صراع مرير بين اليهود والآراميين ، يقول المؤرخ بشير محجوب السوده ما نصه:استقر الأمر على حصول اليهود لبعض الامتيازات أو القوة،وهذا يحتمل بناء سيدنا اليشع (اليسع) كنيساً في جوبر أو مكان مقدس مزار يؤمه اليهود في المنطقة،وسكن بعض اليهود فيها إلى جانب سكانها الأصليين . ونقل في موضع آخر: أن إلياس ذهب إلى برية دمشق فوجد اليشاع هنالك ومسحه نبياً في نفس البقعة التي وجده فيها،وقد اتفق فيما بعد بأن كنيس جوبر قد بني فوق هذه القلعة .

جزء من كنيس جوبر بدمشق من الداخل ويطلق على هذا المكان مغارة جوبر

بعلبک نامی جگہ جہاں حضرت یسع علیہ السلام نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا، یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں اللہ کے محبوب نبی موت تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے حتیٰ کہ یہیں آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

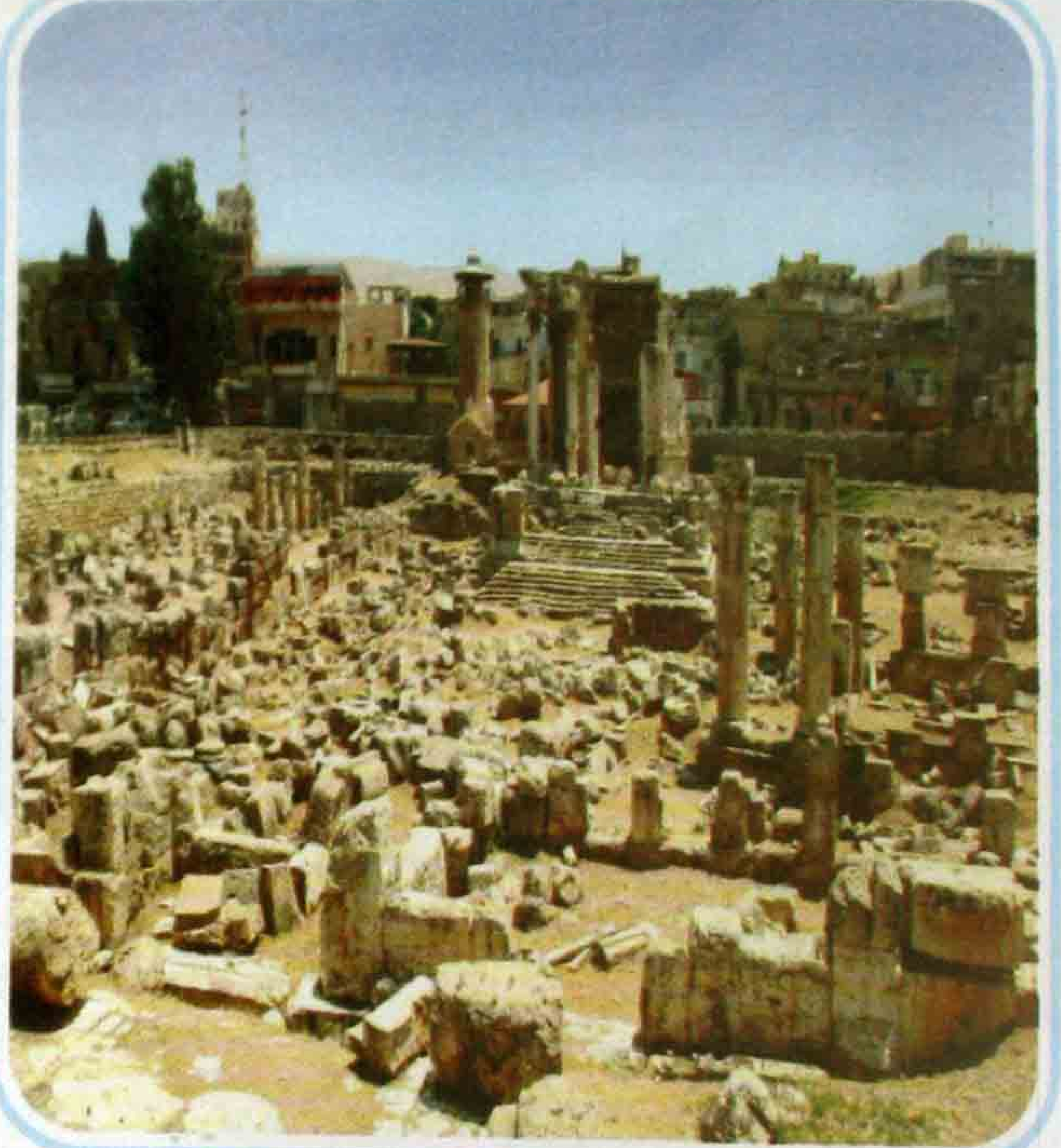


بعلبک : مقام تبلیغ قوم یسع علیہ السلام




بعلبک : مقام تبلیغ قوم یسع علیہ السلام













مقام مدفن حضرت یسع علیہ السلام: بعلبک



مفسرین اور مورخین کے مطابق حضرت یسع علیہ السلام کا بعلبک ہی میں انتقال ہوا اور آپ علیہ السلام بعلبک ہی میں مدفون ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام کے 19 بیٹے تھے جن میں سے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام بھی تھے۔ ان کا سلسلہ نسب یہودا کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جوانی کو پہنچ چکے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو نبوت اور حکومت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا جانشین بنادیا، اس طرح فیضان نبوت کے ساتھ ساتھ اسرائیلی حکومت بھی ان کے قبضے میں آگئی۔ قرآن کریم نے اسی جانشینی کو وراثت داؤد علیہ السلام سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بے مثال حکومت کیلئے دعا

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر 16 جگہ آیا ہے ان میں سے چند جگہ کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور اکثر جگہ مختصر طور پر ان انعامات اور فضل وکرم کا تذکرہ ہے جو خدا کی جانب سے ان پر اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوتے رہے۔

ذیل کا نقشہ اس سلسلہ کے مطالعہ کیلئے مفید ہے:

سورۃ	آیۃ	شمار	سورۃ	آیۃ	شمار
بقرہ	۱۰۲	۱	نمل	۱۵،۱۶،۱۷،۱۸، ۲۰،۳۶،۴۴	۷
نساء	۱۶۳	۲			
انعام	۸۵	۱	سباء	۱۲	۱
انبیاء	۷۸،۷۹،۸۱	۳	ص	۳۰،۳۴	۲

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں صرف اس قدر منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی والدہ نے ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ نصیحت فرمائی کہ بیٹا رات بھر نہ سوتے رہا کرو اس لئے کہ رات کے اکثر حصہ کو نیند میں گزارنا انسان کو قیامت کے دن اعمال خیر سے محتاج بنادیتا ہے۔

قرآن کریم اور ذکر سلیمان علیہ السلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو بے مثال حکومت عطاء کی تھی، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، یہ شرف آپ کو کیسے حاصل ہوا! اس کا جواب قرآن کریم کے الفاظ میں پڑھیے، ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے دعاء کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ (پ۲۳، ع۱۲)

”اے میرے رب میرا قصور معاف کردے اور مجھ کو ایسی سلطنت عطاء کر جو میرے سوا کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو بیشک تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ ہوا اور جنات تک کو مسخر کردیا، آپ نے ایک تخت بنوایا ہوا تھا، آپ اس پر اہل ایمان کو لے کر اور اپنی ضروریات کا سامان رکھ کر بیٹھ جاتے، ہوا بحکم خداوندی زمین سے ہوائی جہاز کی طرح اوپر اٹھا لیتی اور جہاں چلنے کا اس کو حکم دیتے پہنچا دیتی، جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثالی خصوصیات

حضرت داؤد علیہ السلام کے انتقال کے بعد نبوت اور سلطنت کے مسند پر فائز ہوئے۔ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے) شرف نبوت اور عظیم الشان سلطنت کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو چند امتیازات عطا فرمائے تھے۔

1 انسانوں کے علاوہ جن اور جانور بھی آپ علیہ السلام کے تابع اور فرمانبردار تھے، جو خدمت چاہتے ان سے لیتے، چنانچہ قرآن کی تصریح کے مطابق جن آپ علیہ السلام کے حکم پر قلعے، عبادت گاہیں، تماثیل (تصاویر و نقوش)، بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند ہوتے تھے، اور بڑی بڑی دیگیں جو زمین میں گڑی رہتی تھیں، بناتے تھے، پرندے آپ کے حکم کے انتظار میں پر باندھے کھڑے رہتے تھے (نمل) چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں جنوں نے کام کیا اور ہد ہد نے ملکہ سبا کے دربار میں پیغامبری کی خدمت انجام دی۔

2 اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا تھا۔ آپ علیہ السلام اسی طرح جانوروں کی زبان سمجھتے تھے جس طرح انسانوں کی۔ چنانچہ جب وادی نمل میں آپ علیہ السلام کا گزر ہوا اور چیونٹیوں کے سردار نے چیونٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے بلوں میں گھس جائیں، ایسا نہ ہو کہ لشکر سلیمان علیہ السلام ان کو روند ڈالے تو حضرت سلیمان علیہ السلام یہ ہدایت سن کر ہنس پڑے۔

3 اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا کو آپ علیہ السلام کیلئے مسخر کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت پر سوار ہو کر شام سے یمن اور یمن سے شام جاتے اور ایک مہینہ کا سفر آدھے دن میں طے کر لیتے۔

4 تانبے کے چشمے: حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ عظیم الشان عمارات، پر شوکت و پر ہیبت قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اور ایسی تعمیرات کے استحکام میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ گارے اور چونے کے بجائے پگھلی ہوئی دھات گارے کی طرح استعمال کی جائے، لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کیسے میسر آئے۔ یہ سوال تھا جس کا حل حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ ان کو پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے مرحمت فرما دیئے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حسب ضرورت حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تانبے کو پگھلا دیتا تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ایک ''نشان'' تھا اور اس سے قبل کوئی شخص دھات کا پگھلانا نہیں جانتا تھا۔

نجار کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام کیا کہ زمین کے جن حصوں میں ناری مادہ کی وجہ سے تانبا پانی کی طرح پگھل کر بہہ رہا تھا۔ ان چشموں کو حضرت سلیمان علیہ السلام پر آشکارا کر دیا اور ان سے قبل کوئی شخص ''زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہ تھا۔'' (قصص الانبیاء عربی۔ ص ۳۹۳)

چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ بروایت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ناقل ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کے یہ چشمے یمن میں تھے۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ظاہر کر دیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۸)



فلسطین: حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کا صدر مقام

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مثالی ہوائی جہاز

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ معجزہ دیا کہ آپ علیہ السلام کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ چنانچہ ہوا آپ علیہ السلام کے تجارتی جہاز کو لے کر اڑتی تھی کہ حتیٰ کہ ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو لے کر صبح بیت المقدس سے نکلتی اور دو پہر تک آپ علیہ السلام کو اصطخر پہنچا دیتی تھی، حتیٰ کہ رات آپ علیہ السلام خراسان میں گزارتے تھے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام صبح سے شام تک کے سفر میں ایک ماہ کی مسافت کر لیتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام 923 ق۔م میں بیت المقدس میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔

تخت سلیمانی کی رفتار

سورۃ السبا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (سورۃ سبا ءپ۲۲)

ترجمہ: صبح کا چلنا ہوا کا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی اسی طرح ایک ماہ کی مسافت تھی۔ (بیان القرآن)

اس رفتار کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام بیت المقدس سے صبح اپنے تخت سلیمانی سے چل کر اصطخر میں قیلولہ فرماتے تھے اور پھر شام کو وہاں سے آپ علیہ السلام کے تخت کو ہوا اڑا کر خراسان کے قلعہ میں پہنچاتی تھی اور راستہ میں جب تخت چلتا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر طیور صفوف کی شکل میں سایہ رکھتے تھے اور ساتھ ہی جنات اور بہت سے انبیاء اور علماء بھی ہوتے تھے۔

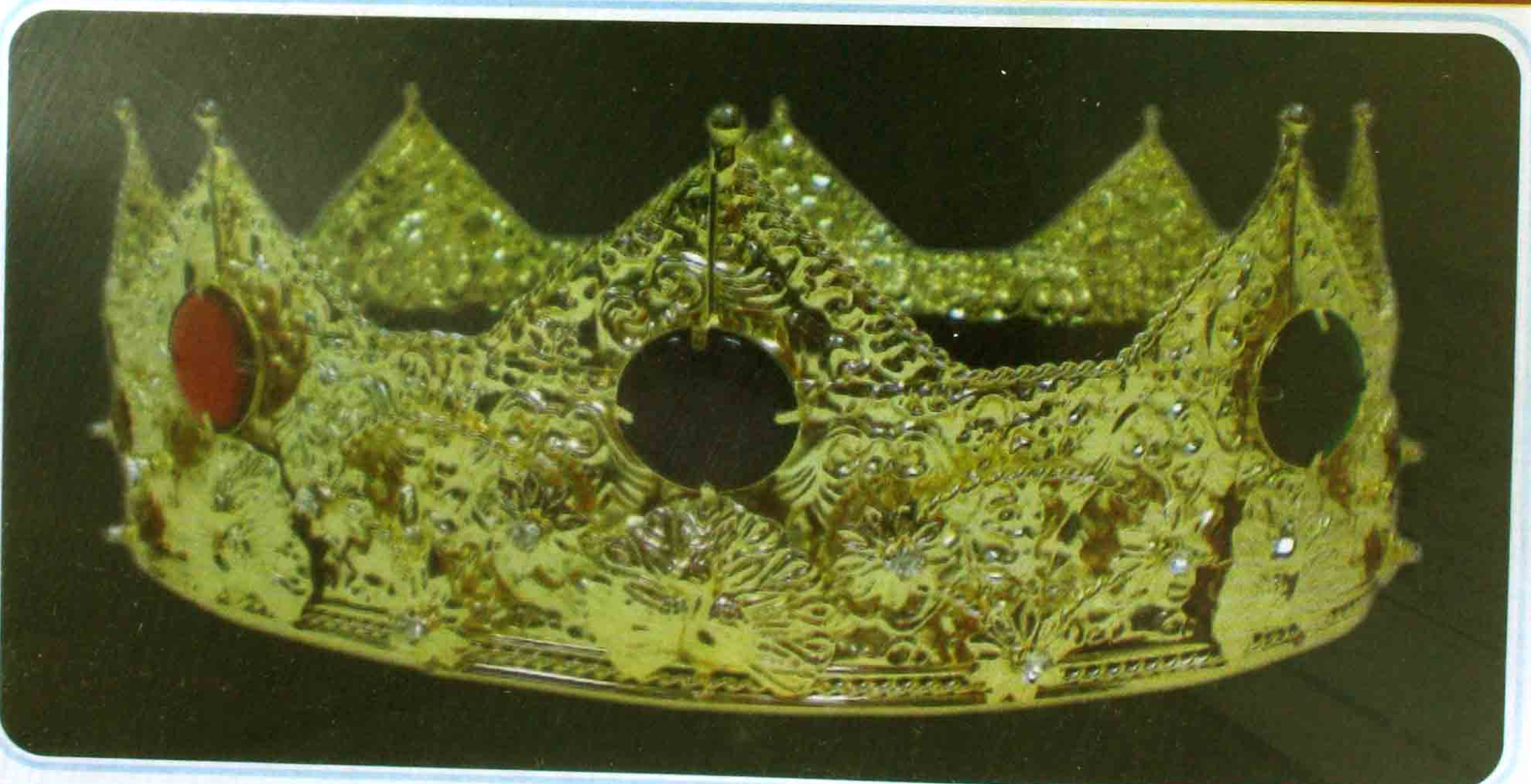
6 لاکھ کرسیوں والا ہوائی جہاز

تخت سلیمانی یہ کہنے کو تو ہوائی تخت تھا مگر اس کی تیز رفتاری ایسی تھی کہ صبح سے دو پہر تک اتنے وقت میں ایک مہینہ کی مسافت طے کر لیتا تھا، پھر دو پہر سے شام تک ایک مہینہ کی مسافت یعنی ایک دن میں دو مہینہ کی مسافت طے کر لیتا تھا، اسی کو تختِ سلیمانی کہتے ہیں۔ اس سفر کی تفصیل معارف القرآن میں بحوالہ ابن کثیر اس طرح بیان کی ہے:

''اس تخت پر 6 لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں، جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اہل ایمان انسان اور ان سے پیچھے اہل جن بیٹھتے تھے، پھر پرندوں کو حکم ہوتا کہ وہ اس پورے تخت پر سایہ کر لیں، تا کہ آفتاب کی تپش (دھوپ کی تیزی) سے تکلیف نہ ہو، پھر ہوا کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اس عظیم الشان مجمع کو اٹھا کر جہاں کا حکم ہوتا پہنچا دیتی تھی، اور بعض روایات میں ہے کہ اس ہوائی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام سر جھکائے ہوئے اللہ کے ذکر و شکر میں مشغول رہتے تھے، دائیں بائیں، ادھر اُدھر جیسا کہ ریل یا ہوائی جہاز کے سفر میں لوگوں کی عادت ہوتی ہے کچھ نہ دیکھتے تھے اور اپنے عمل سے تواضع کا اظہار فرماتے تھے۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۲۱۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر حکومت کیسے ملی؟

تفسیر درمنثور میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت لکھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر حکومت اس طرح ملی کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام اپنے گھوڑوں کو پیار کر رہے تھے حتیٰ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی تو آپ علیہ السلام نے نماز عصر پڑھنے کے بعد اپنے محبوب گھوڑوں کو ذبح کر دیا کہ ان گھوڑوں کی محبت میں مجھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہو جاتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو آپ علیہ السلام کی یہ قربانی اتنی پسند آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ہوا پر حکومت عطا فرما دی۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کی مختلف قیام گاہیں جہاں وہ اپنے تخت کے ذریعے گھنٹوں میں پہنچ جاتے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تجارتی بحری جہازوں کی خاطر ہوا مسخر کر دی گئی حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ صبح بیت المقدس سے نکلتے دوپہر کا آرام اصطخر میں کرتے اور رات خراسان میں گزارتے

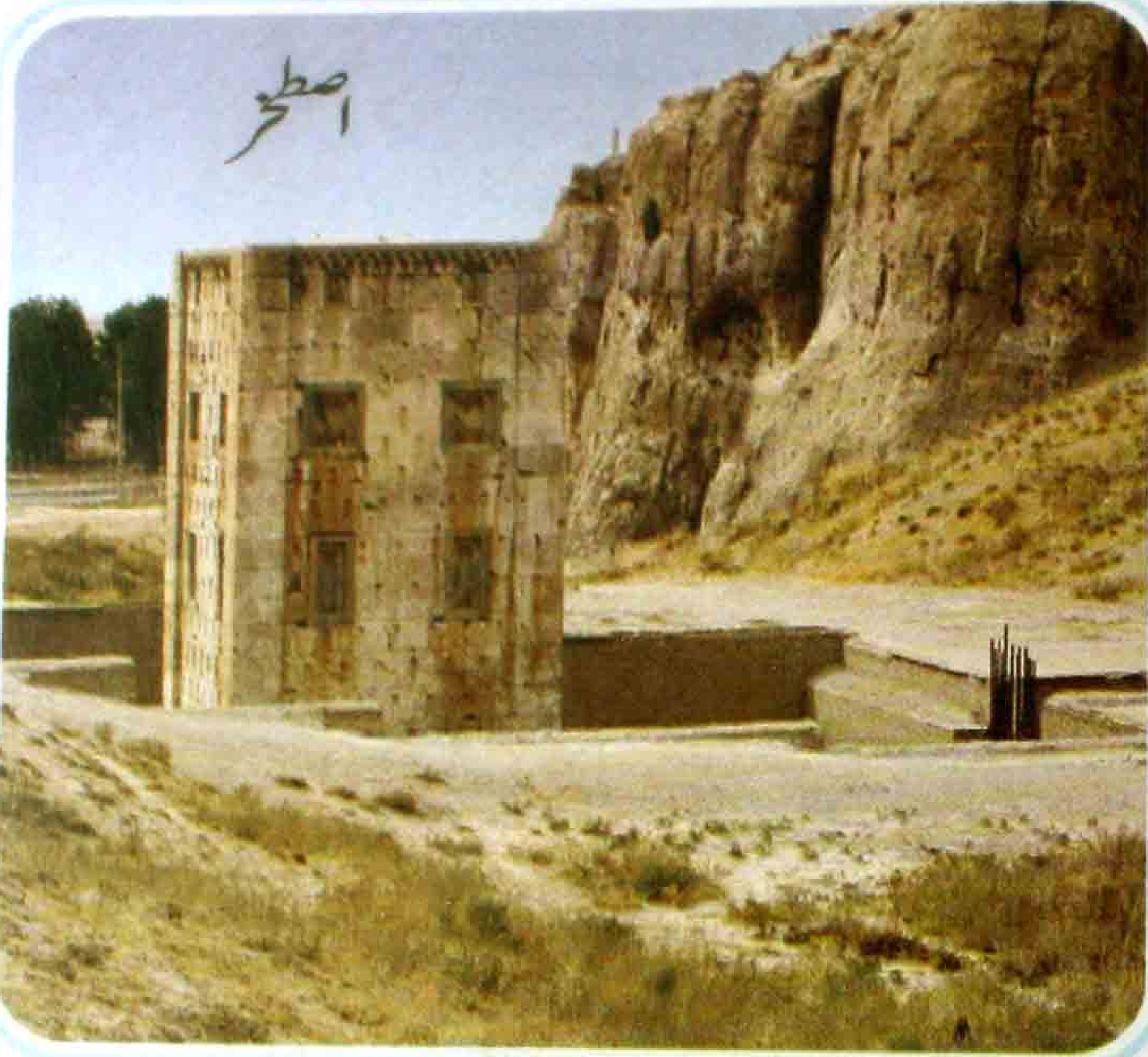


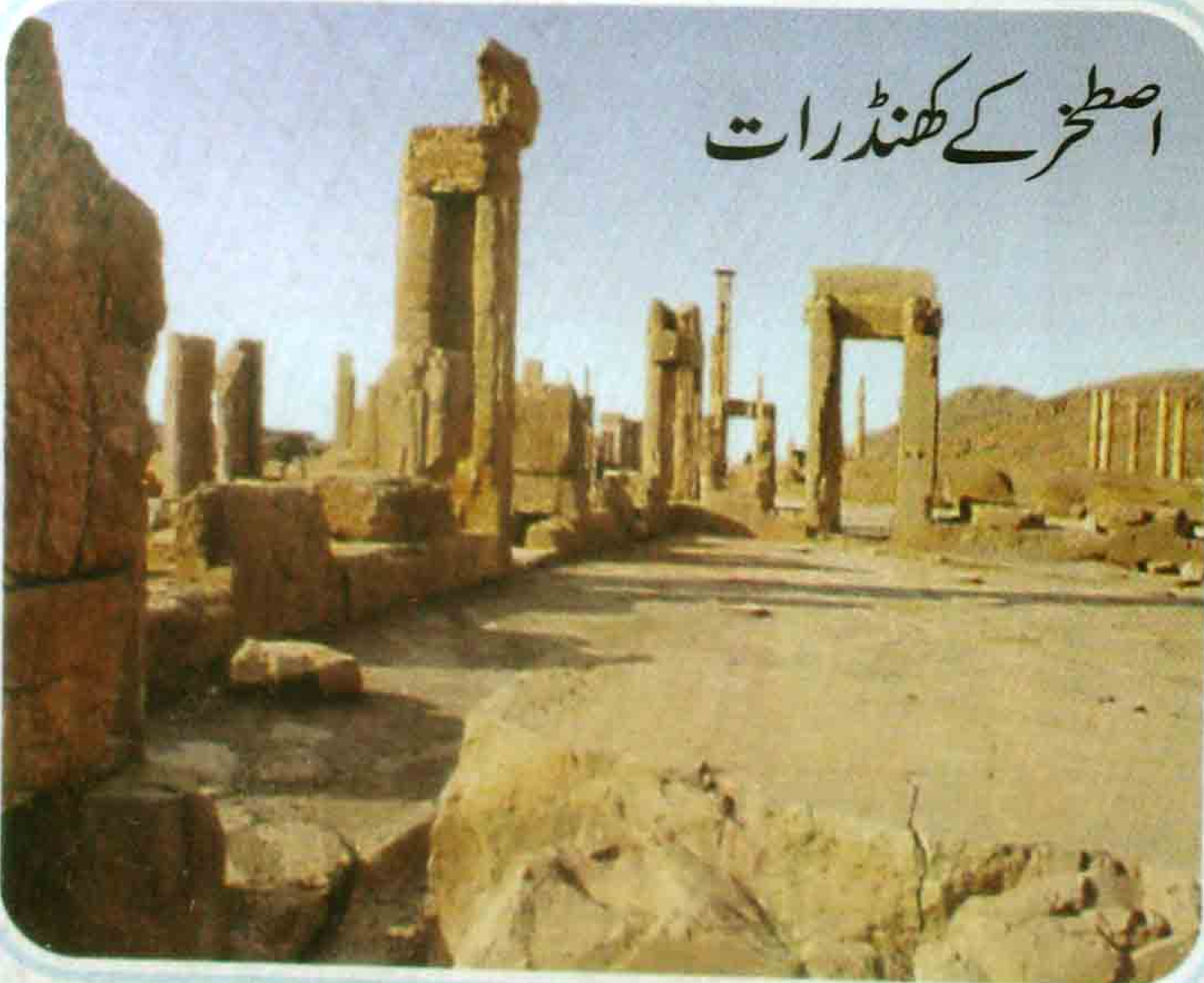
اصطخر: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے قیام فرمایا

زیر نظر تصویر ایران کے شہر اصطخر کی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس سے یہاں پہنچنے کے بعد قیام فرمایا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح چلتے تو دوپہر کے وقت اصطخر پہنچ جاتے تھے، اصطخر ایران کا مشہور شہر ہے۔ بیت المقدس سے اصطخر 1700 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ان دنوں اصطخر کھنڈرات کا ڈھیر بنا ہوا ہے



خراسان جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام رات کو قیام فرماتے تھے





اصطخر: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام اکثر قیام فرماتے تھے



حضرت سلیمان علیہ السلام کی قیام گاہ ''خراسان'' کا خوبصورت منظر




دریائے دجلہ: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے قیام فرمایا

وہب نے یہ بھی بیان کیا کہ دجلہ کے کسی ساحلی مقام پر ایک کتبہ تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے کسی ساتھی نے لکھ دیا تھا۔ معلوم نہیں وہ ساتھی جن تھا یا آدمی۔ اس نے لکھا ہے کہ ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ یہاں اترے، مگر رات کو یہاں نہیں رہے، بلکہ ہم صبح اصطخر سے چلے تھے، دوپہر کو یہاں قیلولہ کیا، مغرب کے بعد انشاء اللہ ہم یہاں سے چل دیں گے اور رات کو شام میں رہیں گے۔" (حوالہ تفسیر مظہری)

دجلہ سے نیل تک

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ماجدی اور جغرافیہ قرآنی نامی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت کی حدود دریائے نیل سے دریائے دجلہ تک تھیں۔ یہودی اسی ملک سلیمانی کے حصول میں سرگرداں ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی اور ان کی وفات کے بعد ان کی سخت نافرمانی کے باوجود ان کی وراثت کے دعویدار ہیں۔ ان کے مطابق توراۃ میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا:

"ارضک یا اسرائیل من دجلۃ الی....."

یعنی اس کی چوڑائی اُرز نامی درخت کی پیداوار کے علاقے سے لے کر کھجوروں کی سرزمین تک ہوگی۔ اُرز صنوبر کے درخت کو کہتے ہیں جو لبنان میں بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہ درخت لبنان کا قومی نشان ہے اور اس کے جھنڈے پر اس کی تصویر موجود ہے۔ اور نخیل یعنی کھجوروں کی سرزمین سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک شہر مدینہ منورہ کی طرف اشارہ ہے۔ تو یہودی اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ان کی تعلیمات کا انکار اور ان کی بے ادبی کرتے رہے، لیکن اب ان کو وراثت سلیمانیہ حاصل کرنے کا سودا سمایا ہے، چنانچہ آپ ان کے جھنڈے کو دیکھیں تو اس میں دو نیلی لکیریں نظر آئیں گی۔ یہ دجلہ اور نیل کا علامتی نشان ہیں۔ ان کے بیچ میں دو مثلثوں پر مشتمل چھ کونوں والا یہودی ستارہ ہے جو ان حدود میں صیہونیت کی علمداری کو ظاہر کرتا ہے۔

اسرائیل نے جب مصر میں سفارتخانہ کھولنا چاہا تو مصری حکام اسے دریائے نیل کے اندرونی کنارے کی جگہ دینا چاہتے تھے، جبکہ اسرائیلی نمائندہ دریائے نیل کے بیرونی طرف سفارتخانہ کیلئے جگہ حاصل کرنے پر مصر تھا۔ اس کی وجہ وہ تل ابیب سے یہ سمجھ کر آیا تھا کہ سفارتخانہ تو دوسرے ملک کی حدود میں ہوتا ہے جبکہ نیل کے دوسرے کنارے تک ہمارا اپنا ملک ہے۔ اندازہ تو لگایئے کہ رب العالمین اور انبیاء کرام کی یہ نافرمان قوم کیسے خبط میں مبتلا ہے اور ہماری نااہلی اور اتباع شریعت سے محرومی کے سبب کیسے منصوبے سوچ کر بیٹھی ہے؟؟





یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصطبل ہے جہاں وہ جہاد کیلئے گھوڑے تیار کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی پرورش فرماتے تھے اور ان کے اصطبل کے آثار قدیم شہر کی کھدائیوں میں برآمد ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں سے عاشقانہ محبت تھی۔ آپ علیہ السلام نے جہاد کی نیت سے اپنے اصطبل میں بہت سے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر عصر کے وقت آپ علیہ السلام ان گھوڑوں سے باتیں کر رہے تھے کہ آپ علیہ السلام کی عصر کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی تو آپ علیہ السلام نے فوراً نماز پڑھی اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں تمام گھوڑوں کو ذبح کردیا کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ٹوٹنے کے قریب ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بطور انعام آپ علیہ السلام کو ہوا پر حکومت دی۔ پھر ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو ہوائی جہاز کی طرح اڑاتی اور جہاں آپ چاہتے وہاں آپ کو لے کر سفر کرتی۔



حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے



قرآن حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیوانات سے گفتگو کے بارے میں فرماتا ہے

قَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ○

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''مور'' کی آواز سن کر فرمایا کہ یہ کہہ رہا ہے: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

''ہدہد'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے گنہگارو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

''خطاف'' (لمبے بازوں ولا، چھوٹے پاؤں والا، سیاہ رنگ کا پرندہ) کی بولی سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: نیکی کے کام کروتا کہ آگے ان کی جزاء پاؤ۔

''قمری'' کی آواز سن کر فرمایا کہ یہ تسبیح پڑھ رہی ہے ''سبحان ربی الاعلیٰ''

''چیل'' کو بولتے ہوئے سن کر فرمایا یہ کہہ رہی ہے: رب کے بغیر ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔

''بھٹ تیتر'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: جو خاموش رہا وہ سلامتی میں رہا۔

''مرغ'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے غافلو! اللہ عزوجل کو یاد کرو۔

''گدھ'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے انسان جتنا چاہے تو زندہ رہے آخر تجھے موت آنی ہے۔

''عقاب'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: لوگوں سے دور رہنے میں ہی انس ہے۔

''مینڈک'' کی آواز سن کر فرمایا یہ تسبیح پڑھ رہا ہے: ''سبحان ربی القدوس''

(ماخوذ از روح المعانی و مدارک)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین کے مشارق و مغارب کی بادشاہت عطا کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سات سو سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہے۔ آپ علیہ السلام دنیا کی تمام چیزوں یعنی جنوں، انسانوں، جانوروں، پرندوں اور درندوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کو ہر چیز اور ہر شئے کی زبان کی تعلیم دی گئی تھی۔

(مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4139)، دار الکتب العلمیہ بیروت)



فلسطین میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بے مثال حکومت

فلسطین میں دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت قائم ہوئی تھی جو 930ق م میں ''اسرائیل'' اور ''یہودیہ'' دو سلطنتوں میں بٹ گئی۔ ''اسرائیل'' کو 721ق م میں اشوریں نے اور یہودیوں کو 586ق م میں بخت نصر نے تباہ کر دیا۔ یوں مختلف زمانوں میں فلسطین پر مصری، اشوری، کلدانی (بابلی)، ایرانی، یونانی اور رومی حکمران رہے حتیٰ کہ 634ء میں خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فلسطین فتح کر لیا۔ 1098-1197ء کے دوران یورپی صلیبی فلسطین پر قابض رہے۔ 1516ء سے 1918ء تک فلسطین عثمانی ترک سلطنت میں شامل رہا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانویوں نے اس پر تسلط جما لیا اور پھر ایک سازش کے تحت یہودیوں کو غاصبانہ طور پر یہاں لا بسایا، جن کے آباؤ اجداد کو 1780 سال پہلے بت پرست رومی شہنشاہ ہیڈرین نے جلاوطن کر دیا تھا۔ آخر کار برطانوی اور امریکی سرپرستی میں صیہونی یہودی مئی 1948ء میں فلسطین میں اسرائیل کے نام سے اپنی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سے پہلے اقوام متحدہ نے دھاندلی سے کام لیتے ہوئے فلسطین کو مسلمانوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا تھا مگر اسرائیلیوں نے تین چار جنگوں میں اسرائیل کو وسعت دے کر پورے فلسطین پر تسلط جما لیا، جبکہ 40 لاکھ سے زائد مسلمان جنہیں یہودیوں نے دہشت گردی کے ذریعے سے ان کے گھروں سے نکال دیا، کیمپوں میں تکلیف دہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔

فلسطین کا رقبہ 27 ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ اقوام متحدہ نے نومبر 1947ء میں فلسطین کا 55 فیصد علاقہ سوا چھ لاکھ یہودیوں کو دے دیا جبکہ 45 فیصد رقبہ ساڑھے بارہ لاکھ فلسطینیوں کیلئے چھوڑا گیا مگر اسرائیل نے 1948ء کی جنگ میں اپنا زیر قبضہ علاقہ 78 فیصد تک بڑھا لیا اور بقیہ 22 فیصد (غربی اردن، مشرقی بیت المقدس اور غزہ کی پٹی) جون 1967ء کی جنگ میں ہتھیا لیا۔ یوں اب پورا فلسطین یہود کے غاصبانہ تسلط میں ہے۔ 1948ء میں اسرائیل نے تل ابیب (یافا) کو دارالحکومت بنایا تھا مگر اب بیت المقدس (یروشلم) کو دارالحکومت بنا رکھا ہے۔

بیت المقدس

بیت المقدس یا بیت المقدس کو القدس بھی کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔ اسے یورپی زبانوں میں Jerusalem (یروشلم) اور عبرانی میں اورشلیم کہتے ہیں۔ ''بیت المقدس'' سے مراد ''مبارک گھر'' یا ایسا گھر ہے جس کے ذریعے گناہوں سے پاک ہوا جاتا ہے۔ پہلی صدی ق م میں جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے ایلیا کا نام دیا تھا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ شہر بیت المقدس 31 درجے 45 دقیقے عرض بلد شمالی اور 35 درجے 13 دقیقے طول بلد مرقی پر واقع ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل اس کے جنوب میں ہیں اور رام اللہ شمال میں ہے۔

بیت المقدس پہاڑوں پر آباد ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں تشریف لائے تو انہوں نے ایک پہاڑی (جبل بیت المقدس) پر قیام کیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہاں مسجد تعمیر کی اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا جو اب بیت المقدس کہلاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اور شہر کی تعمیر نو کی، اس لئے یہودی اس مسجد کو ہیکل سلیمانی کہتے تھے۔ بیت المقدس کی انہیں پہاڑیوں میں سے ایک کا نام کوہ صیہون (Zion) ہے جس کے نام پر یہودیوں کی عالمی تحریک ''صیہونیت'' کا آغاز ہوا۔ 620ء میں نبی کریم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کی رہنمائی میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس پہنچے اور پھر معراج آسمانی کیلئے تشریف لے گئے۔ حلب سے القدس تک تقریباً 600 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

1099ء - 1187ء کے دوران بیت المقدس پر یورپی صلیبیوں کا قبضہ رہا، حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں نکال باہر کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران دسمبر 1917ء میں اس پر برطانوی مسلط ہو گئے اور جون 1967ء سے اسرائیلی اس پر قابض ہیں۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر

سب سے پہلے بیت المقدس کی تعمیر کا کام حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کیا تھا مگر صرف قد آدم تک اس کی بنیادیں اٹھنے پائی تھیں کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ آپ علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ علیہ السلام کے جانشین ہوئے تو آپ علیہ السلام کو اس کی تعمیر کی تکمیل کی فکر ہوئی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے جنات اور شیاطین کو جمع کیا اور ان کو کام تقسیم کر دیئے۔ ہر جماعت کو اس کام کیلئے خاص کیا گیا جس کو وہ اچھی طرح کر سکتے تھے۔ چنانچہ جنات اور شیاطین کو سنگ رخام اور سنگ مرمر جمع کرنے کیلئے تعینات کر دیا، شہر کے بارے میں حکم دیا کہ شہر کو سنگ رخام اور بڑے (چوکور) پتھروں سے تعمیر کیا جائے اور اس میں بارہ آبادیاں رکھی جائیں، ہر آبادی میں ایک خاندان رہے۔ چنانچہ اس کام کیلئے بھی شیاطین کی بعض جماعتوں کو، کانوں سے سونا، چاندی اور یاقوت نکالنے کیلئے تعینات کیا، ایک جماعت کو سمندر سے موتی نکالنے پر مقرر کیا اور ایک جماعت کو سنگ مرمر نکالنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک جماعت کو مشک وعنبر ودیگر خوشبوؤں کی تمام اشیاء کے حصول کیلئے روانہ کیا۔

چنانچہ جب یہ تمام چیزیں اس قدر جمع ہوگئیں کہ ان کی تعداد صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد کاریگروں کو طلب کیا گیا اور ان کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ بلند پتھروں کو تراش کر تختیاں بنائیں، یاقوت اور موتیوں میں سوراخ کریں اور جواہرات درست کریں۔ چنانچہ جب یہ کام مکمل ہوگیا تو مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس کی دیواریں سفید، زرد اور سبز سنگ مرمر سے بنائی گئیں اور اس کے ستون بلور کے رکھے گئے اور اس کی چھت قیمتی جواہرات کی تختیوں سے پاٹ دی گئی۔ چھتوں، دیواروں اور ستونوں میں مروارید، یاقوت اور دیگر قسم کے یاقوت جڑ دیئے گئے۔ مسجد کے صحن (فرش) میں فیروزہ کی تختیاں نصیب کر دی گئیں۔ چنانچہ جب یہ مسجد مکمل ہوگئی تو دنیا کی کوئی بھی عمارت اس کی خوبصورتی اور چمک دمک کو نہیں پہنچتی تھی۔ رات کو وہ چودھویں کے چاند کی طرح جگمگاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے علماء بنی اسرائیل کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے یہ مسجد خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے تعمیر کرائی ہے اور وہ دن یومِ عید منایا گیا۔

فائدہ: بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع بنا دیا تھا اور ان کو آپ علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا تھا اور ان کو احکام کا پابند رکھنے کیلئے ان پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا، جس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا رہتا تھا۔ لہٰذا جنوں میں سے جو کوئی بھی آپ علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کرتا وہ فرشتہ اس کو کوڑے سے مارتا جس سے وہ جل جاتا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تانبے کا ایک چشمہ پیدا کر دیا تھا، جو تین دن اور تین رات برابر پانی کی طرح بہتا رہا تھا اور یہ چشمہ ملک یمن میں تھا۔ چنانچہ اس چشمہ سے جتنا تانبا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے نکالا تھا اسی کی بدولت ہم آج تک تانبے سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

قرب قیامت کی ایک نشانی

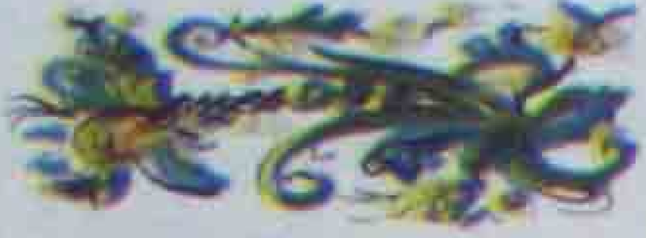
وہ دابہ جو قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور جس کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں آیا ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

اس آیت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس دابہ کا خروج اس وقت ہوگا جب کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیں گے۔

اس جانور کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ہوں گے اور بدن پر بال بھی ہوں گے اور متعدد جانوروں کے مشابہ ہوگا۔ کوہ صفا پھٹ جائے گا اور اس میں سے یہ دابہ نکلے گا۔ اس دابہ کا خروج جمعہ کی رات کو ہوگا جب کہ تمام لوگ منیٰ میں جانے کیلئے جمع ہوں گے۔ (حوالہ حیات الحیوان 92/2)

اس کے مخرج کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ پتھر سے نکلے گا اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا خروج طائف کی سرزمین سے ہوگا اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے پاس عصاءِ موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور اگر کوئی شخص اس کو پکڑنا چاہے گا تو نہیں پکڑ سکے گا اور اگر کوئی اس سے فرار حاصل کرنا چاہے گا تو یہ بھی ناممکن ہوگا۔ مومن کی پیشانی پر عصاء سے مومن لکھ دیا جائے گا اور کافر کی پیشانی پر مہر لگا کر کافر کا لفظ ثبت کر دے گا۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر



بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی۔ اسی طرح اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اسی بیت المقدس کی عمارت اور شہر کی تعمیر نو کی گئی اور جنوں کی تسخیر کی وجہ سے ایک بے نظیر اور شان دار تعمیر عالم وجود میں آئی۔




حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ جنوں کی مدد سے تعمیر فرمائی۔ اسرائیلی روایات کے مطابق شہر بیت المقدس کی تعمیر میں 7 سال لگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح ہے۔ گویا کہ آج کے حساب سے مسجد اقصیٰ کی دوسری تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں 3000 سال پہلے ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں عبادت کیلئے لکڑی کا قبہ تعمیر ہوا۔ اس میں تابوت سکینہ جس میں صحائف وعصا وغیرہ تھے رکھے رہتے تھے۔ اسی کی طرف رخ کر کے یہودی نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہودی بیت المقدس پر قابض ہوئے تو قبہ صابیوں کے مندر پر جہاں بوجا اور تیل چڑھایا جاتا تھا نصب کر دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے 988 ق م میں مسجد اقصیٰ تعمیر کی اور مسجد کو سونے اور چاندی کے ستونوں سے آراستہ کیا۔

مسجد بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داؤد علیہ السلام کی وصیت

تفسیر ''کشاف'' میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ ابھی وہ مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ آپ علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ مسجد کی تکمیل اور اس کی تزئین و آرائش میں کمال اہتمام کرنا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت کے مطابق سات ہزار کاریگر لگا کر سات سال کے عرصہ میں مسجد کی عمارت کی تکمیل کی اور چھت کے اوپر ایک نہایت ہی بلند گنبد تعمیر کرا کر سرخ گندھک کا ایسا پلستر چڑھوایا جس کی شعاعیں 12، 12 کوس تک نظر کو خیرہ کرتی تھیں۔






مسجد اقصیٰ کا فضائی منظر

مسجد اقصیٰ جس کو سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعمیر کیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کے ذریعے اس کی تعمیر فرمائی

مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم میں مقامات مقدسہ

مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم کے جنوب مشرقی گوشے میں قدیم آثار پر ایک چھوٹی سی زمین دوز مسجد ہے جو ''مہد مسیح'' کے نام سے مشہور ہے۔ بعض نے اس کا نام ''محراب مریم وزکریا'' ذکر کیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فرشتے حضرت مریم علیہا السلام کے واسطے گرمیوں میں سردی اور سردی میں گرمیوں کے پھل لاتے تھے۔ باب حطہ میں داخل ہوکر دائیں طرف شمالی دروازہ ''شرف الانبیاء'' پر نگاہ پڑتی ہے۔ باب حطہ اور اس دروازے کے درمیان ایک قبلہ رو محراب بنی ہوئی ہے اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ''مصلیٰ'' کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہیں بیٹھ کر فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ حرم شریف میں مسجد صخرہ (الاقصیٰ) کی جانب تین سو قدم کے فاصلے پر حضرت سلیمان کی قبر مبارک ہے۔ اس کے متصل ہی ''حبس سلیمان'' (جیل خانہ) ہے جہاں شریر جنات کو قید رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار براق ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں شب معراج میں براق باندھا گیا۔ مسجد صخرہ کے بالمقابل جانب مغرب میں ضیغم اسلم مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے کتبہ پر عربی عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے جان و مال کے صدقے جنت دے گا یہ مجاہد اعظم مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ انہوں نے پندرہ شعبان کو لندن میں وفات پائی اور پانچ رمضان 1349ھ کو قدس میں دفن کئے گئے۔'' اس کے علاوہ دیگر اہم آثار میں غار قارون، تخت سلیمان، کنیسہ صعود (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رات کو عبادت کرتے تھے) دیوار گریہ وغیرہ شامل ہیں۔

مقامات زیارات

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ بہت وسیع اور عالی شان عمارت ہے، جس کی چھت بے مثال ہے جنوب کی جانب قبلہ ہے۔ محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے۔ یہ عمارت عبدالملک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک نے بنوائی ہے۔ اصلی مسجد اقصیٰ اس کے نیچے ہے، جو اب زیر زمین معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھا۔ بہت وسیع مسجد ہے بعد نوافل ہم کو شیخ الخلیل انصاری اور شیخ الجود انصاری ملے جنہوں نے مسجد اقصیٰ دکھائی۔

کچھ قبۃ الصخریٰ کے بارے میں

حدود حرم قدس کے اندر مسجد اقصیٰ کی شمالی جانب ایک قدرتی چٹان قبۃ الصخریٰ (چٹان والا گنبد) ہے۔ صخریٰ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی چٹان، یہ چٹان زمین سے دو گز (یا ڈیڑھ میٹر) اونچی ہے۔ تاریخ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اس چٹان کے گرد دیواریں کھڑی کر کے ایک عمارت بنادی گئی تھی، جسے تاریخ میں ہیکل سلیمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ چٹان طول میں اٹھارہ میٹر اور عرض میں تیرہ میٹر ہے۔ (یعنی 56 فٹ لمبی اور 42 فٹ چوڑی ہے)



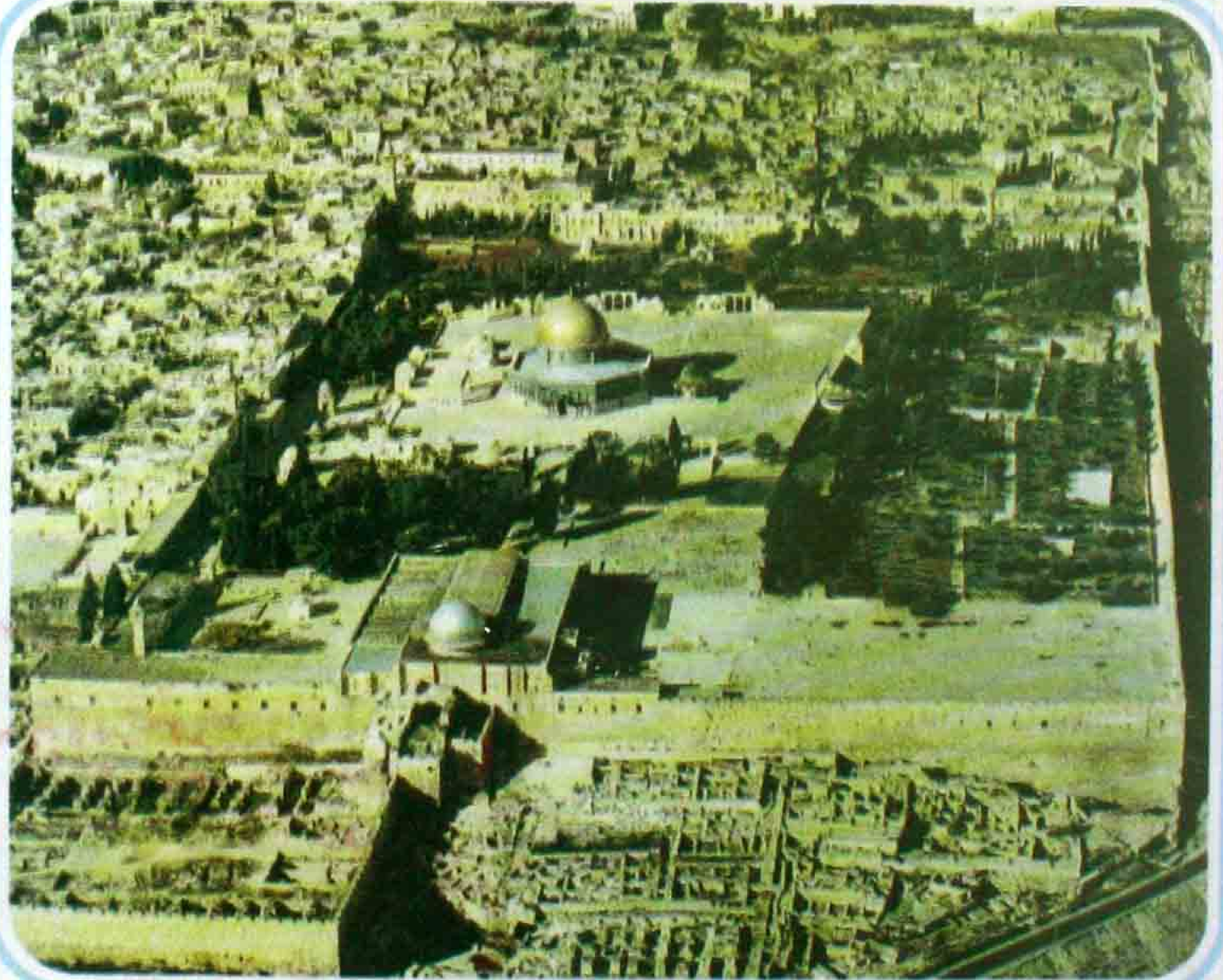
قبۃ الصخریٰ کا خوبصورت نظارہ



مسجد اقصیٰ، دیوار گریہ اور اطراف کی آبادی کا خوبصورت نظارہ







مسجد اقصیٰ: وہ مسجد جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے بنوایا تھا



مسجد اقصیٰ کے نیچے موجود تہہ خانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب پلر۔ مسجد اقصیٰ جس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے کرائی۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ پلر مسجد اقصیٰ کی تعمیر اوّل میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے بنوائے تھے۔ (واللہ اعلم)



مسجد اقصیٰ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ پلر




ہیکل سلیمانی: حضرت سلیمان علیہ السلام کا عبادت خانہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دور حکومت میں ہیکل سلیمانی تعمیر کروایا تھا، جو سات سال کے عرصہ میں ایک کثیر سرمایہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہاں تابوتِ سکینہ رکھا گیا تھا۔ روایت ہے کہ تابوتِ سکینہ کے صندوق میں آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات تھے۔ جن میں پتھر کی وہ تختیاں بھی تھیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود لکھوایا تھا۔ ایک بوتل میں من وسلویٰ بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ غالباً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لئے ہیکل سلیمانی کے قریب ایک عالی شان تین منزلہ محل بھی بنوایا تھا۔ ملکہ سبا اسی محل میں آئی تھی۔

یروشلم میں پہلی عبادت گاہ (ہیکل) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بادشاہت کے زمانہ میں بنوائی۔ یہ ہیکل 457 ق م میں بن کر تیار ہوا۔ اس عبادت گاہ کو بابل (عراق) کے حکمراں بخت نصر نے لوٹا اور 586 ق م میں اس کو مکمل طور پر ڈھا دیا۔ ایک عرصہ کے بعد یہودیوں نے یہ عبادت گاہ دوبارہ بنائی۔ اس دوسری عبادت گاہ (ہیکل) کو بھی رومیوں نے ۷۰ء میں ڈھا کر کھنڈر کر دیا۔ اس عمارت کی صرف ایک دیوار باقی رہ گئی ہے جس کو دیوار گریہ (Wailing Wall) یا مغربی دیوار کہا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو ہیکل بنوایا تھا اس کے بارے میں امریکہ نے نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا ہے کہ ہیکل پر 34399112500 ڈالر کے مساوی لاگت آئی تھی۔ اس میں جو جواہر لگے تھے ان کا تخمینہ ہو ہی نہیں سکتا وہ اس رقم سے بھی کہیں زیادہ مالیت کے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل ہیکل کے بالمقابل پہاڑی کی چوٹی پر تھا، جہاں سے ہیکل اور سارا شہر داؤدی دکھائی دیتا تھا محل کی وسعت 150000 سے 160000 مربع فٹ تھی اگر یہ مربع تھا تو اس کا ضلع 400 فٹ ہوگا اور اگر مستطیل (لمبوترا) تھا تو وہ غالباً 550x300 فٹ ہوگا۔ بہرصورت یہ قیاسی حساب ہے تحقیق نہیں۔

ہیکل تک آنے جانے کیلئے محل سے ایک وسیع راستہ ڈھائی سو فٹ لمبا اور 42 فٹ چوڑا تھا، البتہ یہ تحقیق نہیں کہ یہ راستہ ڈھلوان سڑک کی شکل میں تھا یا اس میں سیڑھیاں بھی تھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اس پر ایک فلک بوس معبد تھا یہودیوں کی سرکشی کا قلع قمع کرنے کیلئے 586 قبل مسیح جب بابل کے بادشاہ بخت نصر نے حملہ کیا تو یہاں کی ہر چیز کی طرح معبد صخرہ کو بھی پیوند زمین کر دیا اور جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ ہیکل سلیمانی اور تمام عمارات نذر آتش یا منہدم کر ڈالیں۔ ہر طرف ملبے کے ڈھیر تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا۔ پچاس برس تک سوائے کھنڈرات کے یہاں کچھ نہ تھا، تورات ناپید ہوگئی، دوبارہ تعمیر کے بعد 70ء میں طیطس رومی نے ایلیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس دوران خود ایک یہودی نے ہیکل کو جلا ڈالا۔ موجودہ قبۃ الصخریٰ اور مسجد اقصیٰ اسلامی ورثہ ہے، اب یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ یہودیوں کے عقائد کے مطابق ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ معبد سلیمانی کی تباہی کے بعد اس کی واحد محفوظ رہنے والی دیوار کو یہودیوں نے ''دیوار گریہ'' قرار دے دیا ہے۔ ساتویں صدی میں یروشلم کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے یہاں مسجد عمر اور معبد کے مقام پر قبۃ الصخریٰ تعمیر کیا۔ یروشلم میں یہ تا حال موجود ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ہیکل سلیمانی کا ایک فرضی دروازہ بھی نظر آرہا ہے یہودیوں نے ہیکل کی تلاش میں مسجد کے نیچے کئی سرنگیں کھود ڈالی ہیں جہاں سے انہیں ہیکل سلیمانی کی ایک اینٹ بھی دستیاب نہیں ہوئی مگر یہ ملعون قوم اپنے خیالی منصوبے کی خاکہ سازی سے باز نہیں آتی۔



ہیکل سلیمانی کا بنا ہوا ماڈل

ہیکل سلیمانی کا فرضی ماڈل

یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب عبادت خانہ



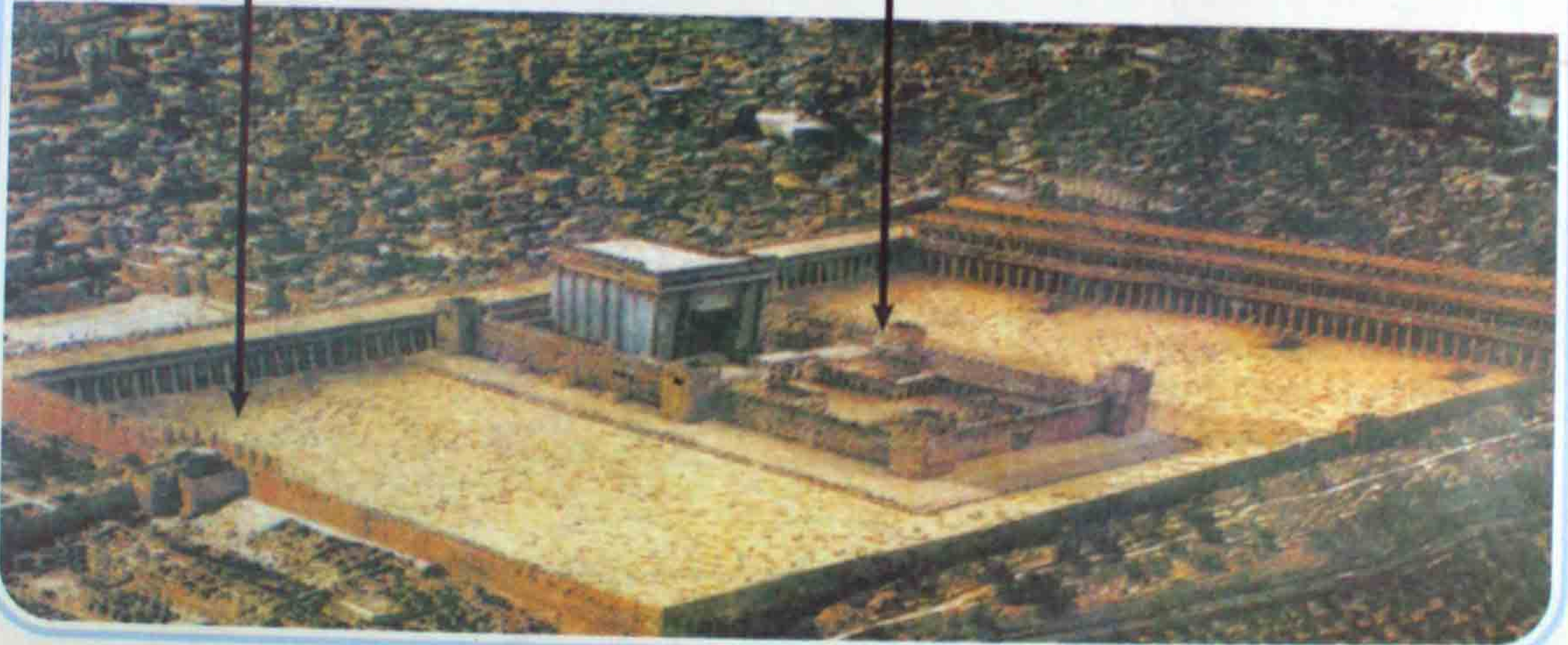
اوپر ہیکل کے فرضی منصوبے کا ایک خاکہ ہے اور نیچے اس سے ملتا جلتا ماڈل، صیہونی منصوبہ سازوں کی زیرزمین پنپتی سازشیں منظر عام پر آتی جارہی ہیں اور آثار وقرائن سے لگتا ہے کہ مستقبل قریب میں امت مسلمہ کے رہنماؤں اور نوجوانوں کو ایک کڑے امتحان سے گذرنا پڑے گا، جس میں کامیابی صرف انہی کو ملے گی جو جانفروشی کا تہیہ کر کے میدان میں نکلیں گے۔



مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کا یہودی منصوبہ







اوپر مسجد اقصیٰ کی تصویر ہے اور نیچے یہودیوں کے اس فرضی ہیکل کی جو وہ یہاں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے جو مستند ماخذ یا مذہبی کتب ہیں، ان میں یہ بات ناقابل تردید حقیقت کے طور پر موجود ہے کہ یہاں ابتدائے آفرینش سے عبادت گاہ تعمیر ہوتی چلی آئی ہے۔ چنانچہ یہ بات طے ہے کہ یہودیوں کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل یہ جگہ مذہبی مقام کے طور پر معروف تھی اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور سے قبل یہاں ہیکل بنتے چلے آرہے تھے تو پھر آخر یہودی کس طرح اس جگہ پر دعویٰ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ دنیائے انسانیت کے ہاتھوں ایک مرتبہ پھر اپنی عالمگیر تذلیل اور رسوائی چاہتے ہیں؟ انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں تو وہ ان کو ستاتے رہے جس کی سزا میں وہ سالوں تک دربدر بھٹکتے رہے ہیں، اب ان کی وراثت حاصل کرنے کا شوق انہیں کس طرح چرایا ہے؟ ان کے بنائے گئے فرضی ہیکل میں بائیں جانب قبلے کی دیوار سے متصل مسجد کی عمارت غائب کردی گئی ہے، دائیں طرف چٹان پر واقع قبۃ الصخرۃ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ نمونہ فن بھی مسلمانوں کا تعمیر کردہ ہے، البتہ اس کے نیچے واقع چٹان چونکہ یہودیوں کے نزدیک مقدس ہے اس لئے اس پر نئی تعمیر نظر آرہی ہے۔ تیسرے دائرے میں حرم قدسی کی دیوار کا وہ حصہ دکھایا گیا ہے جس کے بیرونی طرف جمع ہوکر یہود اپنی تاریخی بدبختی پر روتے اور مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں۔ اے مسلمانان عالم! کیا تمہارے جیتے جی تاریخ انسانی کی بزدل اور رذیل الفطرت یہودی قوم فرضی ہیکل کی تعمیر کا مکروہ منصوبہ پورا کرلے گی؟؟؟

(بشکریہ مفتی ابولبابہ)

قبلہ اول کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا یہودی منصوبہ

یہود کے خیالی منصوبہ ''ہیکل سلیمانی'' کا ماڈل۔ جس کی تعمیر کیلئے بیسیوں تنظیمیں امریکا ویورپ میں چندہ کررہی ہیں اور درجنوں دہشت گرد گروپ طرح طرح کے منصوبوں پر کام کررہے ہیں۔ یہودی روایات کے مطابق ہیکل حضرت داؤد علیہ السلام کا خواب اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیری صورت گری ہے۔ ناپاک یہودی عزائم حرم شریف کی عمارات کو منہدم کرکے اسے اس شکل میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔



یہودی، مسلمانوں کی مقدس جگہ مسجد اقصیٰ جو کہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت یہیں فرمائی تھی۔ یہودی اس مسجد اقصیٰ کو گرانے کے درپے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق مسجد اقصیٰ کی جگہ ہزاروں سال پہلے یہودی عبادت خانہ تھا، جسے گرا کر مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا گیا۔ اس خیالی بات کو عملی شکل دینے کیلئے یہودیوں نے ہیکل سلیمانی کے نام سے عبادت خانے کا ماڈل بنایا ہے جس کی تصویر آپ کے سامنے ہے۔

اے مسلمانوں! کیا اب بھی تم خاموش بیٹھے رہو گے، کیا تمہارے جیتے جی یہودی اپنا منصوبہ مکمل کرلیں گے؟؟؟۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد حرام آمد



حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عظیم الشان حکومت عطا فرمائی تھی اور ہوا کو آپ علیہ السلام کے حکم کا تابع کر دیا تھا۔ آپ علیہ السلام ہوا کو جہاں حکم فرماتے تھ، وہ ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو اڑا کر وہاں پہنچا دیتی تھی اور جن وانسان اور پرندے سب آپ علیہ السلام کے تابع اور لشکری تھے۔ آپ علیہ السلام حیوانات کی بولیاں بھی جانتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے حرم شریف (مکہ معظمہ) پہنچنے کا عزم فرمایا۔ چنانچہ تیاری شروع ہوئی اور آپ علیہ السلام نے جنوں، انسانوں، پرندوں اور دیگر جانوروں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ ایک بہت بڑا لشکر تیار ہوگیا۔ یہ عظیم لشکر تقریباً تیس میل میں پورا آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تو ہوا نے تختِ سلیمان علیہ السلام کو معہ اس لشکرِ عظیم کے اٹھایا اور فوراً حرم شریف میں پہنچا دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حرم شریف میں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ اس عرصہ میں آپ مکہ معظمہ میں ہر روز پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریاں ذبح فرماتے تھے اور اپنے لشکر میں ہمارے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سناتے رہے کہ یہیں سے ایک عربی نبی پیدا ہوں گے جن کے بعد پھر کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں مناسک ادا فرمانے کے بعد ایک صبح کو وہاں سے چل کر صنعا ملک میں پہنچے۔ مکہ معظمہ سے صنعاء کا ایک مہینے کا سفر ہے اور آپ علیہ السلام مکہ معظمہ سے صبح کو روانہ ہوئے اور صنعاء زوال کے وقت پہنچ گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے تخت کے ذریعے ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر چند گھنٹوں میں طے فرمالیا کرتے تھے۔

مسجد حرام جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت کے ذریعہ بیت المقدس سے چند ہی گھنٹوں میں تشریف لے آتے تھے۔

ملکہ بلقیس کے باغ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کی آمد

صنعاء پہنچ کر پرندہ ہُد ہُد ایک روز اوپر اڑا اور بہت دور جا پہنچا اور ساری دنیا کے طول وعرض کو دیکھا۔ اس کو ایک سرسبز باغ نظر آیا یہ باغ ملکہ بلقیس کا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس باغ میں ایک ہُد ہُد بیٹھا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہُد ہُد کا نام یعفور تھا۔ یعفور کی اور یمنی ہُد ہُد کی حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

یمنی ہُد ہُد: بھئی تم کہاں سے آئے اور کہاں جاؤ گے؟

یعفور: میں ملک شام سے، اپنے بادشاہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ آیا ہوں۔

یمنی ہُد ہُد: سلیمان کون ہے؟

یعفور: وہ جنوں، انسانوں، شیاطین، پرندوں، جانوروں اور ہوا کا ایک عظیم الشان فرمانروا اور سلطان ہے۔ اس میں بڑی طاقت ہے، ہوا اس کی سواری ہے اور ہر چیز اس کی تابع ہے۔ اچھا تم بتاؤ تم کس ملک کے ہو۔

یمنی ہُد ہُد: میں اسی ملک کا رہنا والا ہوں۔ ہمارے اس ملک پر ایک عورت کی حکومت ہے جس کا نام بلقیس ہے۔ اس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار ہیں اور ہر سپہ سالار کے ماتحت ایک ایک لاکھ سپاہی ہے۔

پھر اس نے یعفور سے کہا۔ تم میرے ساتھ ایک عظیم ملک چلو گے؟

یعفور: بھئی میرے بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر کا وقت ہو رہا ہے اور انہیں وضو کیلئے پانی درکار ہوگا اور پانی کی جگہ بتانے پر میں مامور ہوں۔ اگر دیر ہوگئی تو وہ ناراض ہوں گے۔

یمنی ہُد ہُد: نہیں وہ بلکہ یہاں کے ملک اور فرمانروا بلقیس کی مفصل خبر سن کر آئے ہوں گے۔

یعفور: اچھا تو چلو۔

(دونوں اُڑ گئے اور یعفور ملک یمن کو دیکھنے لگا)

ہُد ہُد کی واپسی

ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کا وقت دیکھا تو ہُد ہُد کو طلب فرمایا، وہ غیر حاضر نکلا۔ آپ علیہ السلام بڑے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا، یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کروں گا یا وہ کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔

اور پھر عقاب کو حکم دیا کہ وہ دیکھے کہ ہُد ہُد کہاں ہے؟ عقاب اُڑا اور بہت اوپر پہنچ کر ساری دنیا کو اس طرح دیکھنے لگا جس طرح آدمی ہاتھ کے پیالے کو دیکھتا ہے۔ اچانک اُسے ہُد ہُد یمن کی طرف سے آتا دکھائی دیا۔ عقاب فوراً اس کے پاس پہنچا اور کہا غضب ہوگیا۔ اپنی فکر کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمہارے لئے قسم کھائی ہے کہ میں ہُد ہُد کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔



ہدہد: جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ بلقیس کے علاقہ کی خبر دی۔ یہی خبر بلقیس کی ہدایت کا ذریعہ بن گئی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدہد کے تذکرہ کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے زندہ و جاوید کردیا کہ جو بھی میرے دین کی بلندی کا ذریعہ بنے گا میں اس کا بھی نام زندہ رکھوں گا۔

ملک یمن جہاں ملکہ بلقیس کی حکومت تھی



تذکرہ ملکہ بلقیس

ہدہد نے ڈرتے ہوئے پوچھا: اور اللہ جل شانہ کے نبی نے اس حلف میں کسی بات کا استثناء بھی فرمایا ہے یا نہیں؟ عقاب نے کہا۔ ہاں یہ فرمایا ہے کہ ''وہ کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔'' ہدہد نے کہا: تو پھر میں بچ گیا۔ میں ان کیلئے ایک بہت بڑی خبر لے کر آیا ہوں۔ پھر عقاب اور ہدہد دونوں بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے رعب و جلال میں فرمایا ''ہدہد کو حاضر کرو''۔

ہدہد بے چارہ دم بخود، اپنی دم نیچے کئے ہوئے پر زمین سے ملتا ہوا اور کانپتا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب آیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ اس وقت ہدہد نے کہا: ''حضور! اللہ کے سامنے اپنی حاضری کو یاد کر لیجئے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات سن کر اُسے چھوڑ دیا اور اسے معاف فرما دیا پھر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی اور بتایا کہ میں ایک بہت بڑی ملکہ کو دیکھ کر آیا ہوں۔ خدا نے اسے ہر قسم کا سامان عیش و عشرت دے رکھا ہے اور وہ سورج کی پجارن ہے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔

سونے کا بنا ہوا تخت

روایت ہے کہ یہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا اور بڑے بڑے قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ بلقیس نے ایک مضبوط گھر بنوایا تھا، جس گھر میں دوسرا گھر تھا۔ پھر اس گھر کے اندر تیسرا گھر تھا اور پھر اس تیسرے گھر کے اندر چوتھا گھر تھا۔ اسی طرح پھر اس میں پانچواں اور پانچویں میں چھٹا اور چھٹے میں ساتواں گھر تھا۔ اس ساتویں گھر میں وہ تخت مقفل تھا اور سات ہی غلاف اس تخت کو چڑھا رکھے تھے اور اس تخت کے چار عدد پائے تھے۔ ایک پایہ سرخ یاقوت کا، دوسرا زرد یاقوت کا، تیسرا سبز زمرد کا اور چوتھا سفید موتی کا تھا۔ یہ تخت اسی گز لمبا، چالیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ بلقیس ساتویں گھر کے اندر رکھے ہوئے اس تخت عظیم پر بیٹھا کرتی تھی۔ ہر گھر کے باہر سخت پہرہ تھا اور بلقیس تک پہنچنا ایک دشوار امر تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ بلقیس کے نام خط

ہدہد نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کی بات سنائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ایک خط لے جاؤ اور بلقیس کو پہنچا آؤ۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک خط لکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر لکھا:

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

''میرے معاملہ میں بڑائی ظاہر نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ''

اور اس خط پر شاہی مہر ثبت کر کے ہدہد کو دے دیا۔ ہدہد گیا اور ساتوں قلعوں کے پہروں سے بے نیاز ہو کر نبی کا یہ چٹھی رساں روشن دانوں میں سے گزرتا ہوا بلقیس تک جا پہنچا۔ بلقیس اس وقت سو رہی تھی۔ ہدہد وہ خط بلقیس کے سینے پر رکھ کر باہر نکل آیا۔

ملکہ بلقیس جب اٹھی تو یہ خط پا کر گھبرائی اور راعیان سلطنت سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کیا جائے؟ وہ بولے کہ آپ ڈرتی کیوں ہیں؟ ہم زور والے اور لڑنے میں ماہر ہیں۔ سلیمان اگر لڑنا چاہتا ہے تو لڑے ہم شکست تسلیم نہیں کرتے، باقی جو آپ کی مرضی۔

ملکہ بلقیس نے کہا کہ جنگ اچھی چیز نہیں، بادشاہ جب کسی شہر میں اپنے زور و قوت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں سلیمان (علیہ السلام) کی طرف ایک تحفہ بھیجوں اور پھر دیکھوں کہ سلیمان (علیہ السلام) اسے قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ بادشاہ ہیں تو تحفہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو میرا یہ تحفہ قبول نہ کریں گے بجز اس کے کہ ان کے دین کی اتباع کی جائے۔

ملکہ بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تحفہ بھجوانا

چنانچہ بلقیس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین ریشمی لباس اور زیورات کے ساتھ آراستہ کر کے انہیں ایسے گھوڑوں پر بٹھایا، جن کی کاٹھیاں سونے کی اور لگام میں جواہرات سے مرصع تھیں اور ایک ہزار سونے اور چاندی کی اینٹیں اور ایک تاج جو بڑے بڑے قیمتی موتیوں سے مزین تھا وغیرہ وغیرہ معہ ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے۔

ملکہ بلقیس کا سفر

ایشیائے کوچک
رافدین کا علاقہ
دریائے فرات
بحیرہ روم
القدس
فارس (ایران)
خلیج فارس
جزیرہ نمائے عرب
مصر
دریائے نیل
نوبیہ
سوڈان
بحیرہ احمر
سبا
یمن
مآرب
بحیرہ عرب
خلیج عدن
حبشہ
بحر ہند

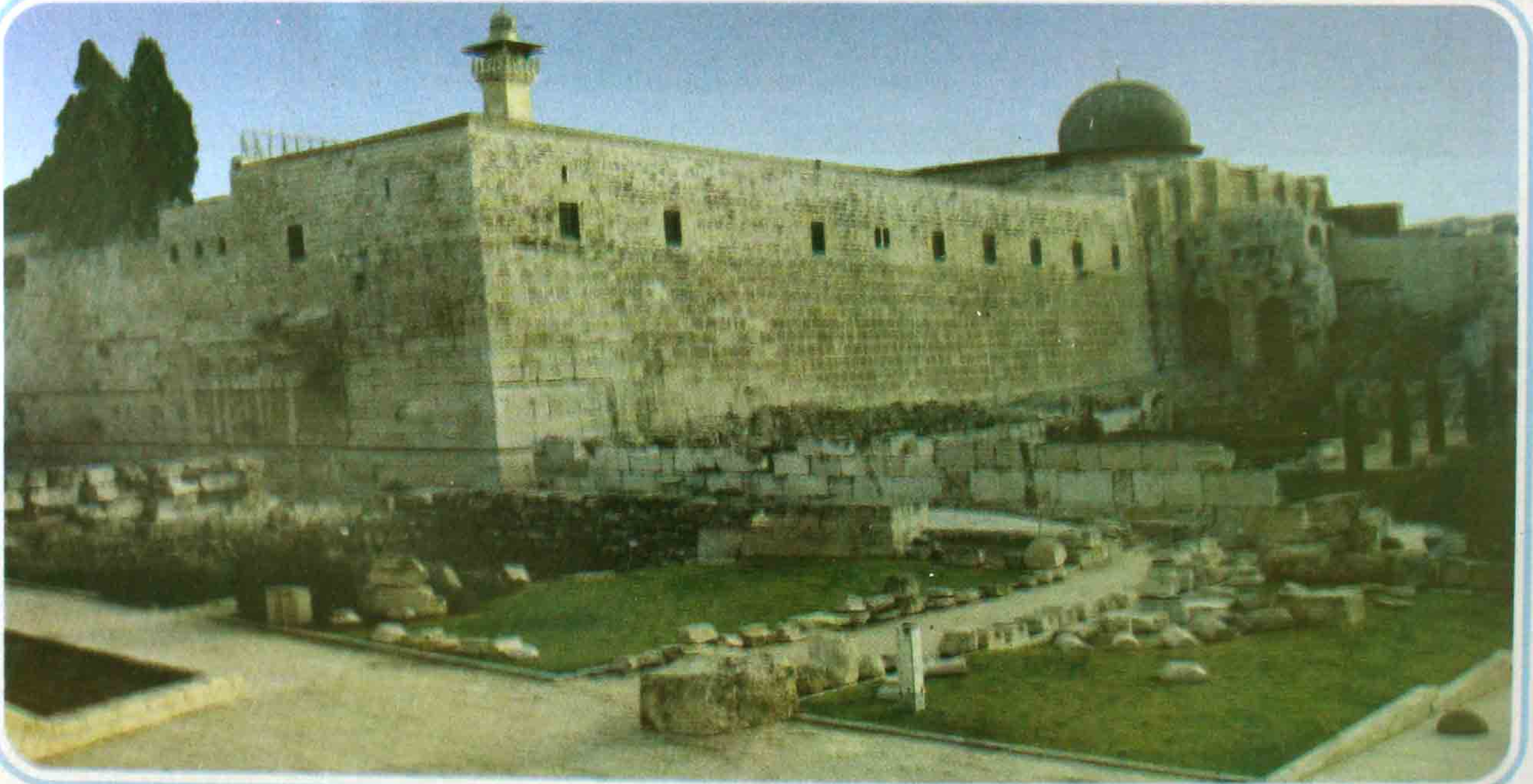



وہ جگہ جہاں ملکہ بلقیس کے لئے سونے کا فرش بچھایا گیا تھا

سونے کا بنا ہوا فرش

ہُد ہُد دیکھ کر چل دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنّی لشکر کو حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر چھ میل تک انہیں اینٹوں کی سڑک بنادی جائے اور سڑک کے ادھر ادھر سونے اور چاندی کی بلند دیواریں کھڑی کر دی جائیں اور خشکی وسمندر کے جو خوبصورت جانور ہیں وہ سب حاضر کئے جائیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل فوراً کی گئی۔ چھ میل سونے چاندی کی سڑک بن گئی۔ اس سڑک کے دونوں طرف سونے چاندی کی دیواریں بھی بن گئیں اور خشکی وتری کے خوبصورت جانور بھی حاضر کر دیئے گئے اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے تخت کی دائیں جانب چار ہزار سونے کی کرسیاں اور بائیں جانب بھی چار ہزار سونے کی کرسیاں رکھوائیں اور ان پر اپنے مقربین وخواص کو بٹھایا اور اپنے جنّی لشکر اور انسانی لشکر کو دور دور تک صف بہ صف کھڑا کر دیا اور وحشی جانوروں، درندوں اور چوپایوں کو بھی صف بہ صف کھڑا کر دیا۔ اس قسم کا شاہی دبدبہ اور جلال اور اس شان وشوکت کی حکومت چشم فلک نے کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔

بلقیس کا قاصد اپنے زعم میں بڑا قیمتی تحفہ لا رہا تھا۔ مگر جب اس نے سونے چاندی کی بنی ہوئی سڑک پر قدم رکھا اور ارد گرد سونے چاندی کی دیواریں دیکھیں اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی جاہ وعزت اور شان وشوکت کے نظارے دیکھے تو اس کا دل دھک دھک کرنے لگا اور شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور سوچنے لگا کہ میں یہ بلقیس کا تحفہ کس منہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ بہر حال جب وہ بارگاہ سلیمانی میں پہنچا تو حضرت نے فرمایا کیا تم لوگ مال دنیا سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ تم لوگ اہل مفاخرت ہو اور دنیا پر فخر کرتے ہو ایک دوسرے کے تحفہ و ہدیہ پر خوش ہوتے ہو۔ مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے اور اتنا کچھ دیا ہے کہ اوروں کو نہ دیا۔ اس کے باوجود دین ونبوت سے بھی مجھ کو مشرف فرمایا ہے۔ لہٰذا اے بلقیس کے قاصد پلٹ جاؤ اور یہ اپنے تحفہ اپنے ساتھ ہی لے جاؤ اور جا کر کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر ہمارے حضور حاضر نہیں ہوتی تو ہم اس پر وہ لشکر لائیں گے کہ اس کے مقابلہ کی اُسے طاقت نہ ہوگی اور ہم اُسے ذلیل کر کے شہر سے نکال دیں گے۔



مسجد اقصیٰ اس جگہ کے ساتھ ہی ہزاروں سال قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا، جہاں بلقیس کے خاص کارندوں کی آمد پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کے تکبر اور شان وشوکت کو کمتر دکھانے اور اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے سونے کا فرش بچھایا تھا۔ چنانچہ جب ملکہ کے غلام تحفہ کے طور پر سونے کی اینٹیں اور جواہرات لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تاکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو متاثر کر سکیں، مگر وہ جب سونے کے فرش پر چلے تو ان کو ملکہ کا تحفہ حقیر لگا، پھر جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں آئی تو آپ علیہ السلام کا محل اور آپ علیہ السلام کا حسن اخلاق دیکھ کر ملکہ سبا بہت ہی متاثر ہوئی اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔






طاقتور جن

بلقیس کا قاصد یہ پیغام لے کر واپس پلٹا اور بلقیس سے سارا قصہ تفصیل سے کہا۔ بلقیس نے غور سے سنا اور بولی بیشک وہ نبی ہے اور اس سے مقابلہ کرنا ہمارے بس کا کام نہیں۔ پھر اس نے اعیان سلطنت سے مشورہ طلب کرنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں خود حاضر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ ہُد ہُد نے یہ ساری رپورٹ حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچادی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھر دربار میں یہ اعلان فرمایا:

أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ

کون ہے جو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا تخت یہاں لے آئے۔

عفریت نامی ایک جن اٹھا اور بولا

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ

آپ علیہ السلام کا اجلاس برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں لے آؤں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہم اس سے بھی زیادہ جلدی منگوانا چاہتے ہیں۔ تو پھر ایک عالم کتاب اُٹھا اور بولا۔

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ

میں ایک پل مارنے سے بھی پہلے لے آؤں گا۔

یہ کہا اور پل کی پل وہ تخت بھی لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت سامنے رکھا تھا۔ پھر بلقیس بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ علیہ السلام کی شان وشوکت اور صداقت ونبوت کا نظارہ دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔

(حیات الحیوان صفحہ ۳۰۵ جلد ۲) (روح البیان صفحہ ۸۹۶ جلد ۲)

بلقیس اور اس کی قوم کا مذہب

وہ سورج کی پرستش کرنے والے تھے، کچھ ان میں آگ کی پوجا کرنے والے بھی تھے اور کچھ زندیق بے دین، یعنی یہ زمین وآسمان کے نظام کے چلانے یا پیدا کرنے کے قائل نہیں تھے، بلکہ یہ کہتے تھے کہ یہ نظام بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے۔ شیطان نے ان کیلئے سورج کی عبادت اور طرح طرح کے کفر اور برے اعمال کے راستے مزین کر رکھے تھے۔ وہی شیطان اور اس کا باطل راہ کو مزین کرنا ان کو حق راہ سے روکنے کا سبب بنا جس کی وجہ سے وہ راہ راست پر نہ آ سکے اور انہوں نے شیطانی راہ کو ہی حسین وجمیل سمجھا۔

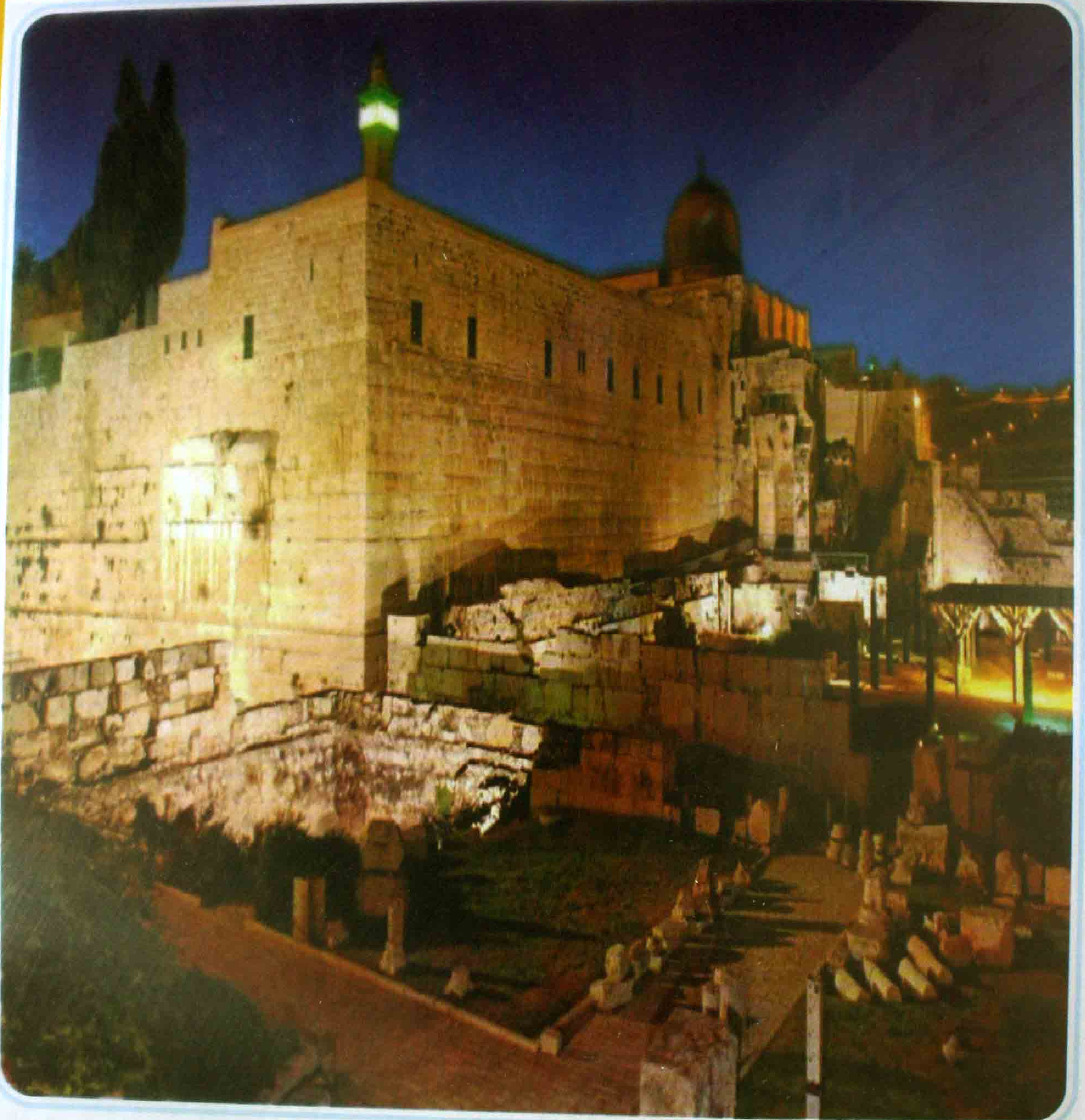


ملکہ بلقیس کا مندر



ملکہ سبا اور اسکی قوم سورج کی پوجا کرتی تھی بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر ایمان لے آئی۔ زیرنظر تصویر میں ان کے مندر کے آثار نظر آرہے ہیں

مسجد اقصیٰ کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا جہاں ملکہ بلقیس آئی تھی



حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل یا عبادت خانہ

یہودی عقائد کے مطابق مسجد اقصیٰ کی دیوار کی جگہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہیکل تھا جسے ہم اردو میں محل یا عبادت خانہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہودیوں کی یہ بات سچ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا، جہاں ملکہ بلقیس آئی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کی تباہی کے بعد رہنے والی اس دیوار کو یہودی دیوار گریہ کہتے ہیں۔ یہودیوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ دیوار گریہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کی دیواروں کا حصہ ہے۔

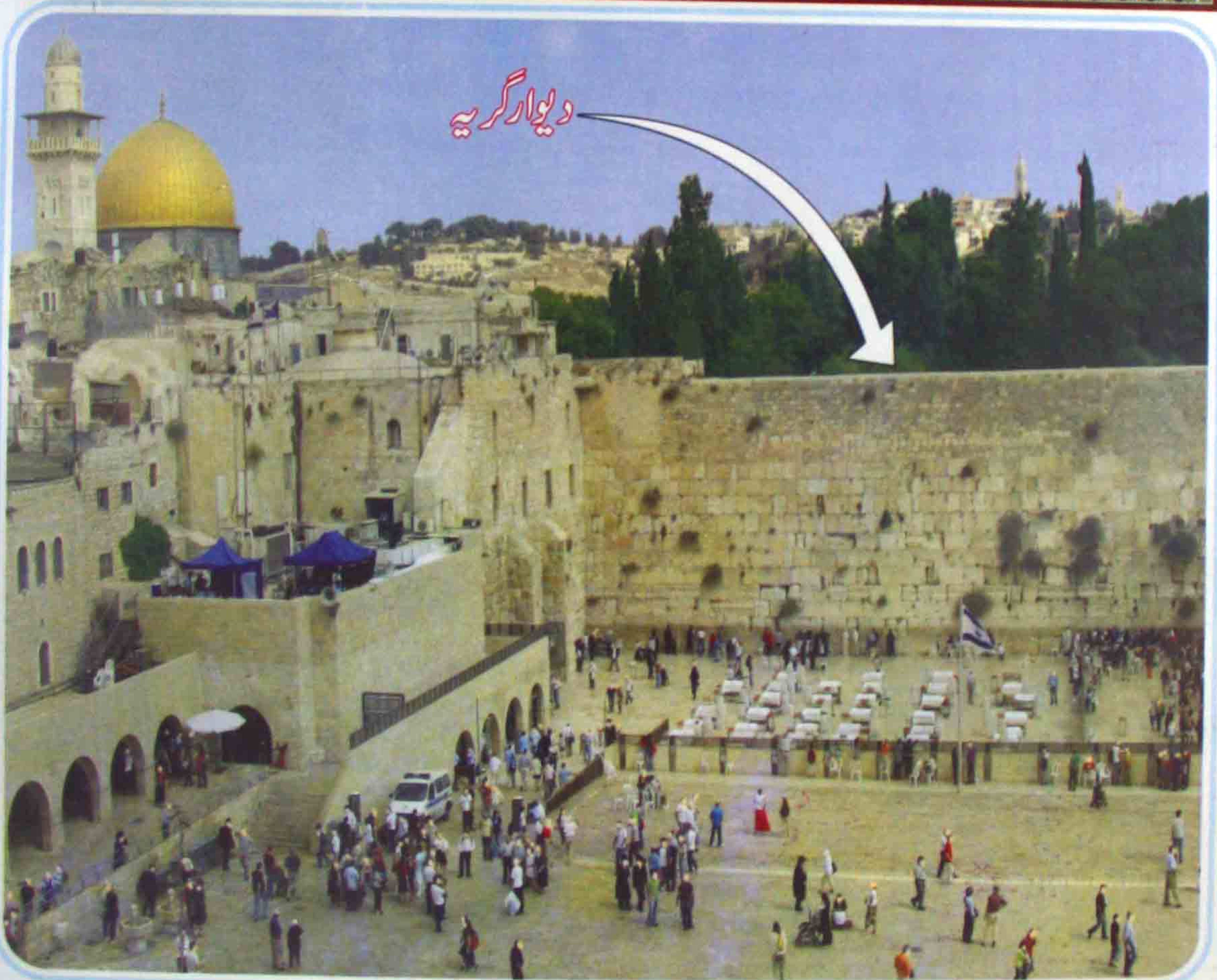
دیوار گریہ کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ اور شہر بیت المقدس (یروشلم) کی تعمیر کروائی یہودیوں کا کہنا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی دیوار گریہ کے نیچے والی دیوار درحقیقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے اسی لئے وہ اسے ہیکل سلیمانی (سلیمان کی عبادت گاہ) کہتے ہیں۔

ایک بات مسلمہ ہے کہ حرم شریف کا تمام علاقہ انتہائی مقدس ہے۔ انبیاء کرام کی اکثریت اس سرزمین میں تشریف لائی جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے مطابق عبادت گاہیں تعمیر کیں۔ حرم شریف کا علاقہ انبیاء اکرام کا مرکز رہا۔ اسی احاطہ میں ہیکل سلیمانی تھا۔ ہیکل کس مقام پر تھا اس بارے میں بتانا مشکل ہے۔

یہودیوں کے دعویٰ کے مطابق دیوار گریہ ہیکل سلیمانی کی باقی ماندہ دیوار ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر ہیکل سلیمانی مسجد اقصیٰ سے دائیں طرف کچھ فاصلہ پر تھا۔ یہیں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام گوشہ نشین رہے۔ حضرت مریم علیہا السلام جب گوشہ نشین تھیں تو اسی مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بیٹے کی بشارت دی۔ اسی مقام پر حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں بیٹے حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت ملی۔ چنانچہ حرم شریف کا مقام ہمیشہ محترم اور مقدس رہا اور اب بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے جاتے وقت حرم شریف کے اس مقدس مقام پر بھی تشریف لائے تھے اور سیدھے صخرہ ٹیلے پر چڑھے تھے۔ یہاں ایک غار تھا جو اب مسجد صخرہ کے اندر موجود ہے۔



دیوار گریہ جسے یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عبادت خانہ کی باقی ماندہ دیوار کہتے ہیں اور اسی کے آگے روتے پیٹتے ہیں




دیوار گریہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کے عبادت خانہ کی دیوار



زیرِ نظر تصویر مسجد اقصیٰ کے اطراف میں بنی ہوئی دیوار کی ہے، اس دیوار کو دیوار گریہ کہتے ہیں۔
جس کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ اس دیوار کی بنیاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل یا عبادت خانہ کی باقی ماندہ دیواروں پر رکھی گئی ہے۔





بعلبک: وہ شہر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو دیا





حضرت سلیمان علیہ السلام نے لبنان کا مشہور شہر بعلبک ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا اور اسی شہر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل بھی تھا۔
بعلبک میں چھ ستون (سنگ رخام نامی) عمارت کے آثار ملتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا۔ یہ شہر دمشق سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔



بعلبک یہ لبنان کا قدیم شہر ہے۔ رومی دور میں یہاں جوپیٹر (مشتری دیوتا) کا عبادت خانہ تھا۔ معجم البلدان کے مصنف کی تحقیق کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ شہر ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا۔ (حوالہ معجم البلدان 454/1)

بعلبک کا تعارف

لبنان کا یہ شہر آثارِ قدیمہ کیلئے مشہور ہے۔ یہ سطح سمندر سے 1150 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ سلیوکی (یونانی) بادشاہوں کے عہد میں یہ ہیلیو پولس (مدینۃ الشمس) کے نام سے مشہور تھا۔ رومی عہد میں یہاں جوپیٹر (مشتری دیوتا) کا معبد بنا۔ (المنجد فی الأعلام)

بعل حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کا بت تھا جس کے نام سے بعلبک موسوم ہو۔ یونانی اس بت کو پوجتے تھے۔ بعلبک میں قسم قسم کے اجناس، کثرت سے نباتات اور میوے ہوتے ہیں۔

بعلبک میں عجیب عمارتیں اور کھنڈر پڑے ہیں جن کی شان اور پائیداری سب جگہ مشہور ہے۔ ان میں بھی سب سے عجیب دو عمارتیں ہین جو پہلے (ملعبین) تماشا گاہیں تھیں۔ ایک بڑی ہے اور ایک چھوٹی۔ بڑی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کے عہد میں تعمیر کیا گیا اور حقیقت میں اسے دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے اس میں دس دس ہاتھ لمبے اور بعض کم (اور بعض اس سے بھی بڑے) پتھر لگے ہوئے ہیں اور ایک حصہ اونچے اونچے کھمبوں پر اس طرح بنایا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ چھوٹی تماشا گاہ کا اکثر حصہ گر کر کھنڈر ہو گیا ہے اور اس کی شان وخوبی بھی قصہ ماضی بن کر رہ گئی ہے۔ آج کل اس کی چار دیواری کا صرف ایک حصہ کوئی 20 ہاتھ طویل سلامت ہے جو فرش سے 20 ہاتھ بلند ہے۔ اسی طرح بعلبک میں اور بھی ہر قسم کی حیرت انگیز عمارتیں موجود ہیں۔

مشہور مورخ یاقوت نے عام الفاظ میں بعلبک کے حیرت انگیز آثار قدیمہ کا ذکر کیا ہے جن میں سنگ مرمر کے ستونوں کے عالیشان محلات بھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے "یہ شہر ساحل سے 12 فرسخ اور دمشق سے 3 دن کی راہ پر ہے۔ بعل ایک دیوتا کا نام تھا اور "بک" اس کی گردن یا جسم کا پتلا حصہ ہے۔ کہتے ہیں یہ شہر بھی (سبا کی) ملکہ بلقیس کے جہیز میں داخل تھا اور یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل ستونوں پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اسلامی فتوحات کے وقت جب دمشق تسخیر ہوا تو بعلبک نے اطاعت قبول کر لی۔

سورج دمشقی کے مطابق بعلبک کے قصر یا بالا حصار میں دو برج ہیں جن کی دیواروں میں تین پتھر اس قدر بڑے لگائے ہیں کہ 36 قدم طول میں اور آدمی کے دو قدم کے برابر موٹائی میں اور فصیل کے پورے آثار کے برابر عرض میں ہیں۔ اسی قصر میں ایک کنواں بئر رحمۃ کہلاتا ہے اور لوگوں کا بیان ہے کہ امن کے زمانے میں اس کے اندر کبھی پانی نہیں ہوتا، لیکن جب کبھی اس قلعہ کا محاصرہ کیا جائے اور مصیبت وخوف کا وقت آئے تو یہ پانی سے بھر جاتا ہے اور جب تک امن وصلح ہو، لوگوں کو کافی پانی دیتا رہتا ہے اور امن ہوتے ہی پھر غائب ہو جاتا ہے۔

361ھ / 972ء میں بعلبک پر فاطمی اور 2 سال بعد رومی قابض ہو گئے۔ 416ھ / 1025ء میں والی حلب صالح ابن مرداس نے اسے عیسائیوں سے واپس لیا۔ 549ھ / 1154ء میں نور الدین زنگی نے اسے فتح کیا۔ پھر 565ھ / 1170ء کے شدید زلزلے سے یہ تباہ وبرباد ہوا تو اسے از سر نو تعمیر کیا گیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 634/4)

ملکہ سبا کا عبادت خانہ

ملکہ سبا کا عبادت خانہ اسرائیل کے شہر بیت اللحم سے ساڑھے چودہ کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہ دنیا کے قدیم عبادت خانوں میں سے ایک ہے۔ اس کو ملکہ سبا نے بنوایا تھا۔ ساتویں صدی میں اس میں 4000 راہب ہوا کرتے تھے جبکہ آج یہاں صرف 10 راہب ہوتے ہیں۔



تذکرہ ملکہ سبا

توریت، انجیل اور قرآن میں "سبا" کی ایک شہزادی کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئی تھی۔ توریت میں صرف سبا کی شہزادی کا لفظ بلاتعین خاندان وجہت ہے۔ ترگوم میں ہے کہ اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں ہے۔ انجیل میں ہے کہ وہ فلسطین کے جنوب سے آئی تھی۔ یوسیفورس اسرائیلی تاریخ میں ہے کہ وہ مصر وحبشہ کی شہزادی تھی۔ اہل حبش اس کو حبشی سمجھتے ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کوشی خاندان کی سبا تھی۔ قرآن نے بھی کوئی تعین خاندان کا ذکر نہیں کیا، لیکن تمام مفسرین ومورخین اس کو عرب قحطانی اور باشندۂ یمن سمجھتے ہیں۔ آج کل اس بنا پر کہ وہاں سے یمن کی عورت کا کوئی کتبہ نہیں ملا ہے اور شمال عرب میں متصل عراق سے تین چار قدیم حکمراں عورتوں کے نام ملے ہیں ملکہ سبا کا اس آبادی سے جانا ممکن خیال کیا جاتا ہے۔

جن قدیم تحریروں میں ملکہ سبا کا ذکر ہے ان میں سے صرف تین میں تعین جہت ہے۔ یوسیفورس، ترگوم اور انجیل۔ یوسیفورس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی متفقاً غلط ہے۔ بقیہ بیانات میں کہ وہ مشرق جنوب یا حبشہ کی تھی ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں کہ یہ سب سبا کے مقامات تھے۔ تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن کی کہی جائے گی جیسا کہ انجیل کی شہادت اور روایات کا تواتر ہے۔

اہل حبشہ ملکہ سبا کو حبشہ کی بتاتے ہیں اور اب تک حبشہ کا شاہی خاندان تفاخراً اپنے کو اسی ملکہ سبا کی اولاد یقین کرتا ہے۔ اس کا نام ان کی زبان میں حاکدہ تھا۔ یمن کے عرب یہود میں اس کا نام بلقیس مشہور تھا اور اسرائیلیات کے ذریعہ یہی نام مسلمان مورخین اور اہل تفسیر میں منقول ہے۔ بعض روایات تفسیر میں بلقیس کو پریزاد کہا گیا ہے یعنی اس کی ماں بلقمہ ایک پری تھی۔ لیکن یہ روایتیں بالکل لغو ہیں۔ (حوالہ ارض القرآن 256/1)



قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیروی کرنے سے پہلے خود اور اسکی قوم بھی اللہ کے سوا سورج کی پوجا کرتے تھے۔ لکھے ہوئے نقوش سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے مندروں میں سورج اور چاند کی پوجا کرتے تھے جن میں سے ایک اوپر دکھائی دے رہا ہے۔

تذکرہ قوم سبا کے شہر کا

امام یاقوت حموی معجم البلدان میں "سبا" کے متعلق لکھتے ہیں:

"ارض بالیمن مدینتها مآرب بینها وبین صنعا مسیرة ثلاثة ایام"

"سبا" یمن کے ایک علاقہ کا نام ہے جس کا مرکزی شہر "مآرب" ہے جو "صنعاء" (یمن کا موجودہ دارالحکومت) سے تین دن کی مسافت پر ہے۔

یشجب بن یعرب بن قحطان کے سبا نامی بیٹے کی اولاد وہاں آباد ہوئی اس لئے یہ علاقہ "سبا" کہلایا۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۸۱ طبع بیروت)

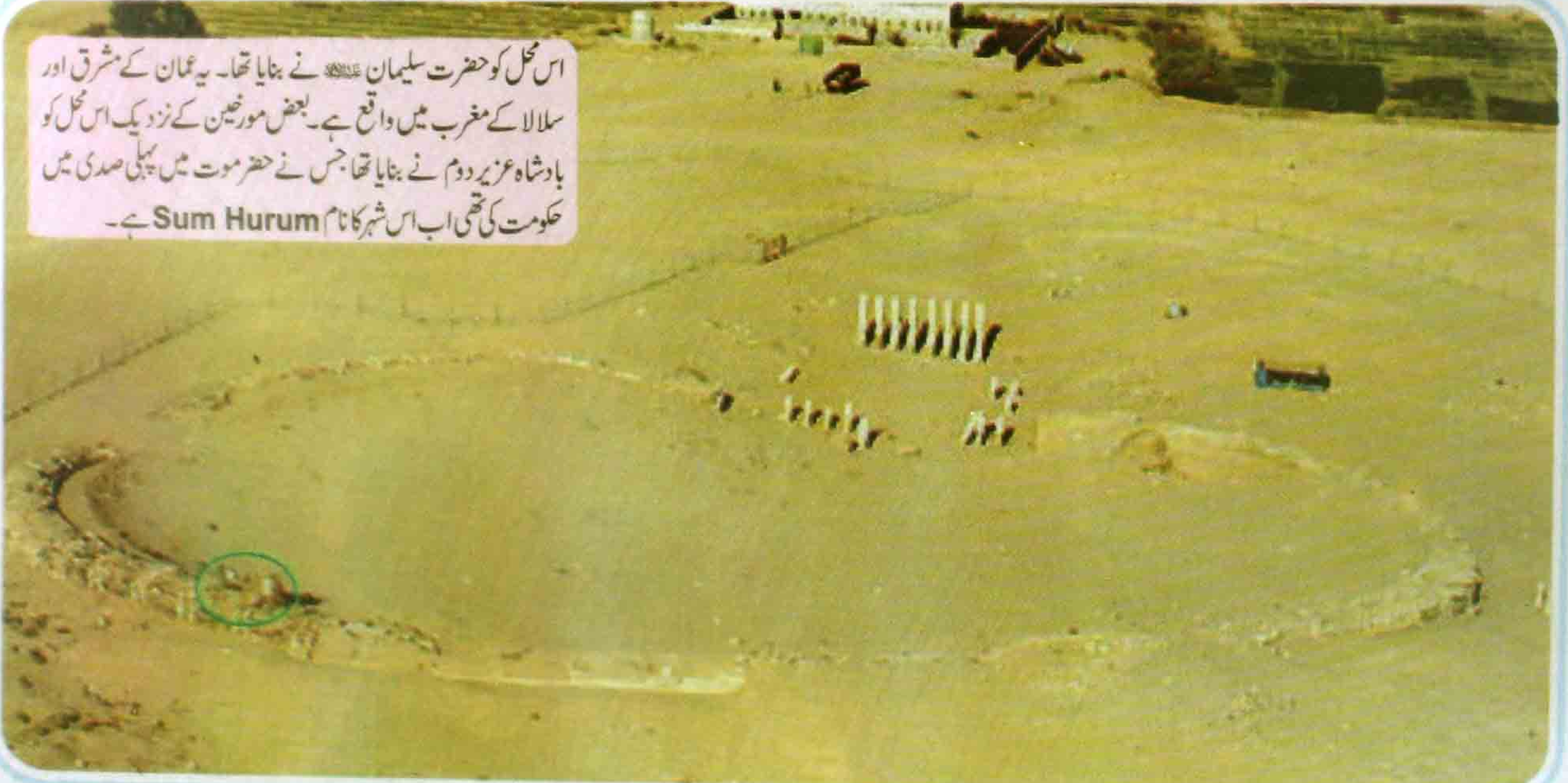
علامہ قزوینی نے "آثار البلاد" میں اس کے متعلق تفصیلاً لکھا ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ "سبا" ایک شہر کا نام ہے جسے سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان نے آباد کیا تھا۔ یہ شہر دفاعی لحاظ سے بہت مستحکم اور گنجان آباد تھا۔ اس کی ہوا بڑی پاکیزہ اور بہت میٹھی تھی، باغات کی کثرت تھی، جن کے پھل بڑے لذیذ تھے۔ طرح طرح کے حیوانات بکثرت پائے جاتے تھے۔ صفائی کا یہ حال تھا کہ مکھی مچھر کا نام ونشان تک نہ تھا۔

اردگرد پہاڑوں کا سلسلہ تھا، بارش ہوتی تو پانی بہہ کر ریگستانوں میں ضائع ہو جاتا۔ ملکہ بلقیس کے عہد حکومت میں دو پہاڑوں کے درمیان ایک زبردست بند (Dam) تعمیر کیا گیا جس سے بارش کا پانی جمع ہو جاتا۔ اس بند کے اوپر نیچے کئی سوراخ تھے۔ حسب ضرورت انہیں کھول کر پانی لے لیا جاتا۔ جو مختلف نہروں کے ذریعہ تمام علاقہ کو سیراب کرتا۔ لوگ بہت خوشحال ہو گئے۔ خوشحالی اپنے ہمراہ عیش وعشرت اور فسق وفجور کو لے آئی۔ جب ان کی نافرمانیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو قہر الٰہی سیلاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بند ٹوٹ گیا، سارا علاقہ برباد ہو گیا۔ اس کا ذکر قرآن میں کئی مواقع پر آیا ہے۔

جناب ڈاکٹر شوقی اطلس القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ اس عہد میں ملک سبا (یمن) پر ملکہ بلقیس حکمران تھی۔ سبا ایک شخص کے نام پر ایک قوم اور ملک کا نام بھی تھا اور چھٹی صدی عیسوی میں سد مآرب کے ٹوٹنے تک یہ سبا کے نام ہی سے مشہور تھا۔

قوم سبا، قحطان کے پوتے عبد شمس سبا سے منسوب ہوئی اور اس قوم کا عہد 1100ق م تا 1105ق م رہا۔ قحطان بن عبر بن سلیخ بن ارفخشد بن سام، قحطان کا نسب نامہ ہے۔ سبا کا اصل مرکز حکومت جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں یمن کا مغربی علاقہ تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس کا دائرہ مشرق میں حضر موت تک وسیع ہو گیا، حتیٰ کہ ان کی سلطنت افریقہ میں حبشہ تک پھیل گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ سبا کے بیٹے مینلک نے حبشہ میں شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی۔

ملکہ بلقیس کے محل کے آثار



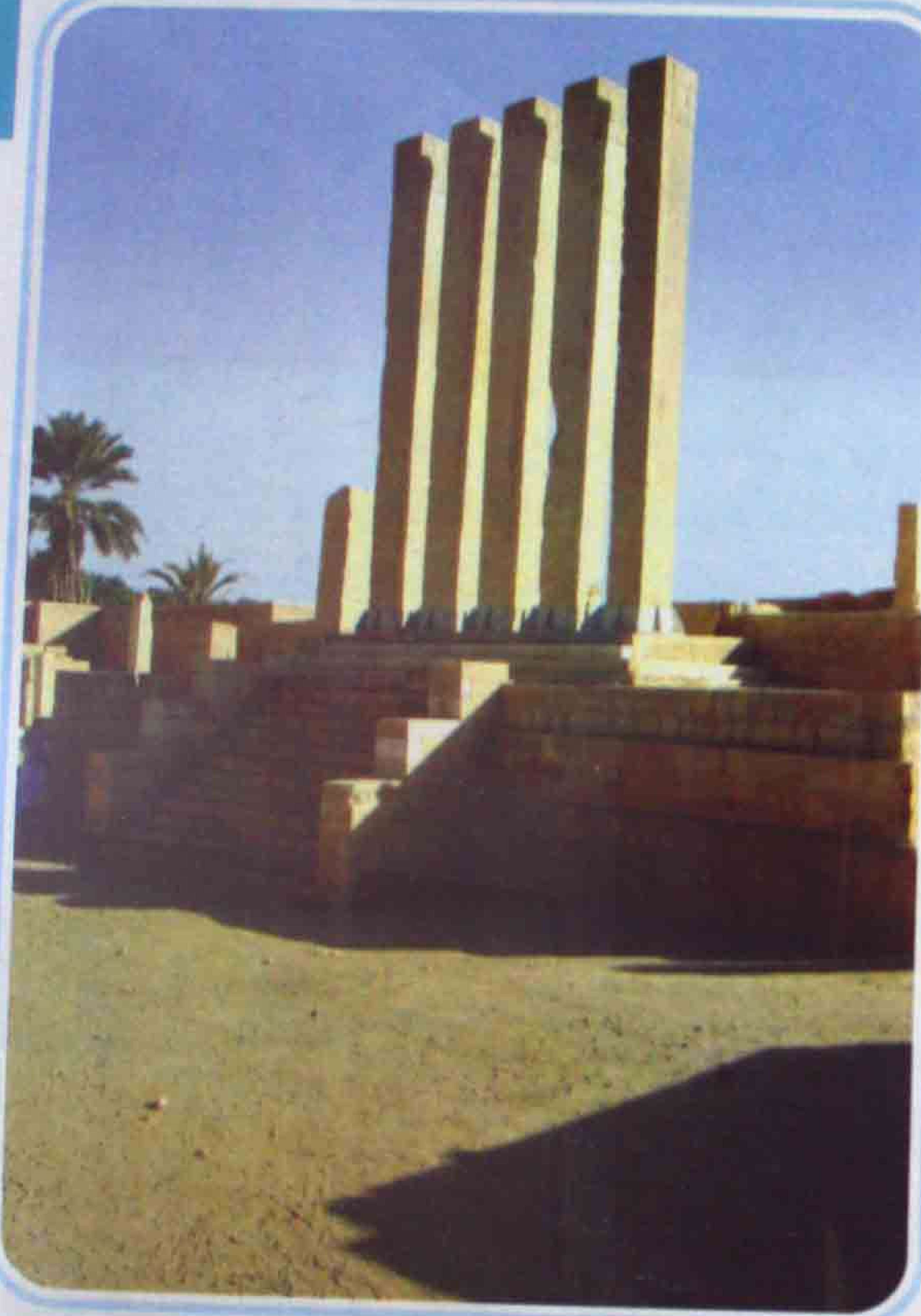
اس محل کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔ یہ عمان کے مشرق اور سلالا کے مغرب میں واقع ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک اس محل کو بادشاہ عزیز دوم نے بنایا تھا جس نے حضر موت میں پہلی صدی میں حکومت کی تھی اب اس شہر کا نام Sum Hurum ہے۔

یمن کا علاقہ مآرب جہاں ملکہ سبا کی حکومت تھی وہاں کے تاریخی آثار



قوم سبا کا قرآن میں تذکرہ





قرآن مجید میں اس ملک کا نام دو جگہ آیا ہے پہلی بار اس سلسلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہُد ہُد نے آکر یہ خبر دی کہ میں آپ کے پاس (ملک) سبا سے ایک تحقیق خبر لایا ہوں، اور دوسری بار یوں کہ: سبا والوں کیلئے ان کے وطن ہی میں ایک نشان موجود تھا۔

سبا عرب کے جنوب و مغرب کا وہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے، جسے اب یمن و عسیر کہتے ہیں، قرآن مجید ہی میں ہے کہ باغات کا سلسلہ متصل دو طرفہ علاقہ بھر میں چلا گیا تھا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ان باغوں کی وسعت 300 مربع میل کی تھی اور یہ سارا رقبہ خوشبودار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں یہاں کی حکمران ایک ملکہ تھی جو بعد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگئی۔ ملکہ کا مذہب شرکیہ تھا، شمس پرستی اور کواکب پرستی کا۔

بلدة طيبة (عمدہ شہر)

مُلک سبا والوں کے سلسلے میں آیا ہے **بلدة طيبة** کھاؤ (پیو) اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق، عُمدہ شہر اور مغفرت والا پروردگار۔

یہ ملک سبا عرب کے جنوب میں وہی تھا جو یمن کہلاتا ہے۔ نہایت سرسبز شاداب اور زرخیز خطہ تھا۔ اس بلدة طیبہ سے مراد اسی کا دار السلطنت ہے۔ طیب سے اشارہ ممکن ہے کہ شہر کی لطیف آب و ہوا کی جانب ہو، شہر کا نام مآرب تھا، یہ شہر سطح سمندر سے 2900 فٹ بلند تھا۔



یمن میں واقع "ملکہ سبا" بلقیس کے محل کے آثار

قوم سبا کی عمارتوں کے کھنڈرات پر لکھی سبائی زبان کے نقوش

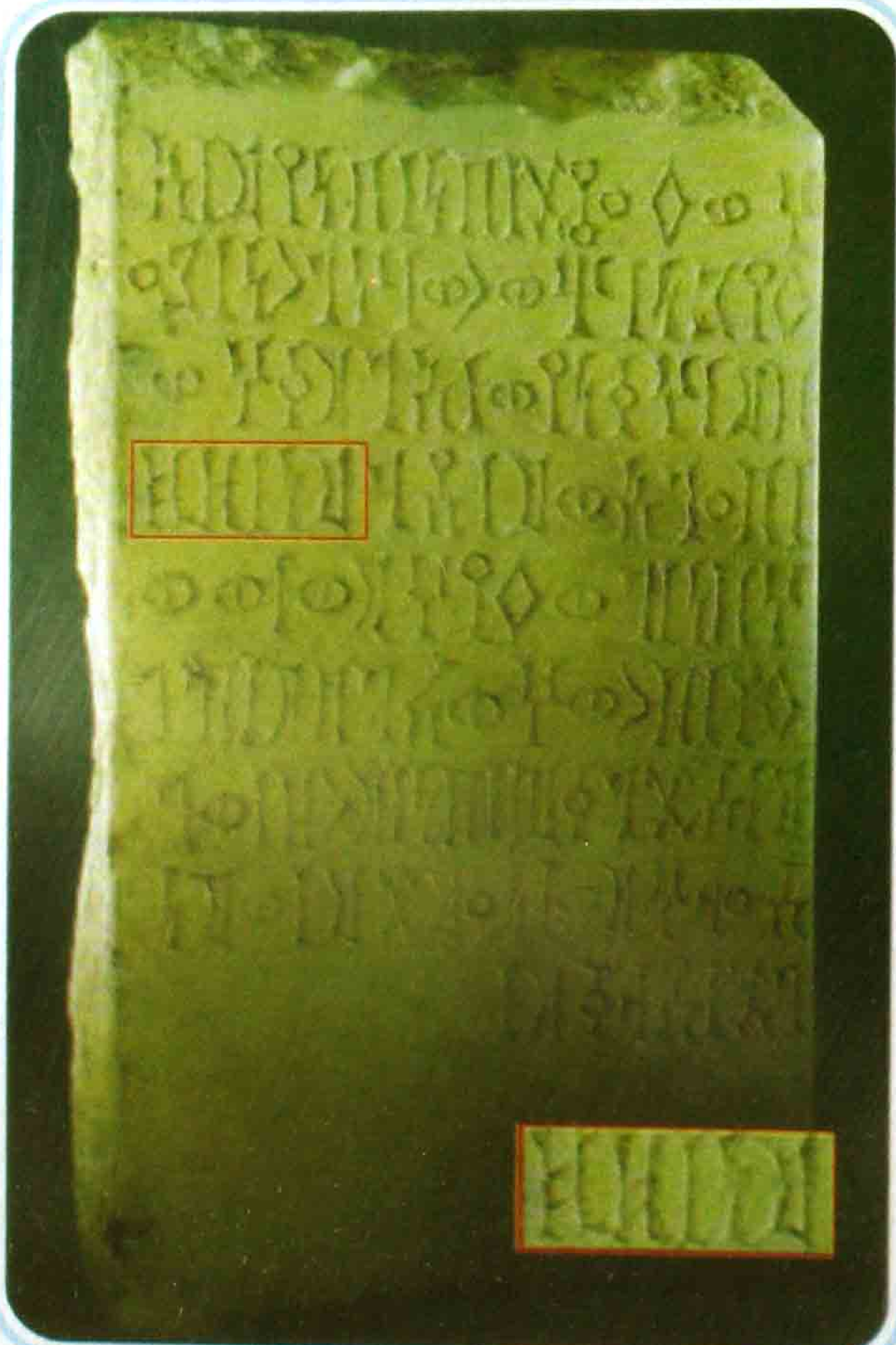




قوم سبا کی زبان میں لکھے ہوئے کتبے



ستونوں پر سبائی زبان میں لکھے ہوئے نقوش



ملکہ سبا کے مقام سے ملنے والی قدیم تحریر



قوم سبا اور ملکہ سبا



''سبا'' جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی۔ اس کا دارالحکومت مآرب تھا، جو یمن کے موجودہ دارالسلطنت سے 55 میل مشرق کی جانب واقع تھا یہ قوم صنعت وتجارت میں عرب کی دیگر اقوام سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔ انہوں نے یمن کے پہاڑی چشموں پر جگہ جگہ مضبوط بند بنا کر ان کا پانی محفوظ کر لیا تھا اور اس کو کھیتوں اور باغوں کی سیرابی کے کام میں لاتے تھے ان بندوں میں ''مآرب'' کا بند سب سے زیادہ مشہور تھا۔ یہ یمن کے مرکزی شہر مآرب کے مشرق میں دو بلند پہاڑوں کی درمیانی وادی کو جس کا عرض تقریباً 200 میٹر تھا ایک مضبوط دیوار سے محصور کر کے بنایا گیا۔ دیوار میں دائیں بائیں بہت سی کھڑکیاں تھیں اور حسب ضرورت ان کو کھول کر نہروں کے ذریعہ ملک کے مختلف حصوں میں پانی پہنچایا جاتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے ملک کی زراعت کو بڑی ترقی ہوئی تھی اور سارا ملک لہلہاتے کھیتوں اور مہکتے باغوں کی کثرت سے نمونہ جنت بن گیا تھا۔ مسافروں کو راستہ طے کرتے ہوئے دائیں اور بائیں حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ اسی کو قرآن کریم نے **''جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ''** سے تعبیر کیا ہے۔

''یمن'' اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ساحل بحر احمر پر ایک طرف ہندوستان کے اور دوسری طرف حبش ومصر کے مقابل واقع ہے۔ اس زمانہ میں ان دونوں ملکوں کی پیداوار اور مصنوعات اسی کے ساحل پر جہازوں کے ذریعہ اترتی تھیں اور پھر وہاں سے اس مشہور شاہراہ کے ذریعہ جو یمن کے شہروں سے گزرتی ہوئی ساحل شام پہنچتی تھی، یورپ تک پہنچتی تھیں۔

قران کریم میں اسی شاہراہ کو **''امام مبین''** کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تجارتی قافلوں کو یمن کی اس سرسبزی وشادابی کی وجہ سے اپنا طویل راستہ طے کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ کسانوں اور باغبانوں نے جابجا سڑک کے دونوں طرف بستیاں آباد کر رکھی تھیں، جہاں کھانے پینے کا سامان بکثرت مل جاتا تھا اور مسافر بحفاظت قیام کر سکتے تھے۔ قرآن کریم نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

''اور ہم نے ان کے اور برکت والے (شام کے) شہروں کے درمیان سرراہ آبادیاں قائم کر دیں تھیں اور آنے جانے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں کہ سفر کرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن کے ساتھ۔''



قوم سبا کے علاقہ کے تاریخی آثار



یمن کے علاقے مآرب میں موجود قدیم گھر
یہ وہ جگہ ہے جہاں ملکہ بلقیس کی حکومت تھی

قوم سبا عذاب الٰہی کے حصار میں

کچھ زمانہ تک اہل یمن عیش وراحت وفراغت کی زندگی گزارتے رہے۔ مگر پھران میں عیاشی اور سیاہ کاری بڑھی۔ بادشاہوں نے ظلم وستم پر کمر باندھی اور عوام فسق وفجور میں مبتلا ہوگئے۔

اس کے علاوہ شاہان یمن میں مسلسل جنگ وجدال کا سلسلہ شروع ہوگیا کبھی ایک خاندان برسراقتدار آتا اور کبھی دوسرا۔ اس باہمی جنگ وپیکار میں روم کی بیزنطینی سلطنت اور ایران کی پارسی حکومت بھی دلچسپی لیتی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل یمن ملک کے اندرونی انتظام سے غافل ہوگئے۔ بند جن پر اس ملک کی شادابی اور آبادی کا انحصار تھا مرور زمانہ کے ہاتھوں کمزور ہوگئے اور ان کی مرمت نہ ہوسکی۔

آخر عذاب خداوندی ایک عظیم الشان سیلاب کی صورت میں نمودار ہوا۔ ''سد مارب'' اور دوسرے بند ٹوٹ پھوٹ گئے۔ زمینیں غرق آب ہوگئیں اور کھیت اور باغات تباہ وبرباد ہوگئے۔ اس پانی میں کچھ ایسی شوریت تھی، اس کے بعد جھاڑ جھنکار اور پیلو اور جھاؤ کے درختوں کے سوا وہاں کچھ اور پیداوار نہ ہوسکی۔

شاہ روم نے بھی جو مصر پر قابض ہوچکا تھا ایک زبردست تجارتی بیڑہ بنایا جو بحر احمر کے سینہ کو چیرتا ہوا مصر اور مشرق بعید کے ملکوں کے درمیان اشیاء تجارت کو لاتا اور لے جاتا تھا۔ اس طرح ملک یمن کی تجارتی حیثیت بھی ختم ہوگئی اور بجائے یمن کے مصر مشرقی اور مغربی تجارت کی منڈی بن گیا۔ ملک کی اس تباہی کے بعد یمن کے بہت سے خاندان ترک وطن کر کے شام، حجاز، تہامہ وغیرہ علاقوں میں بس گئے اور اس طرح ان کا قومی شیرازہ منتشر ہوگیا۔

قرآن کریم نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ

''اور انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں بنادیا اور ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کو پراگندہ کر دینا بھی سخت عذاب الٰہی ہے جس میں آج ہم گرفتار ہیں۔







قوم سبا کے علاقہ کے قدیم تاریخی کھنڈرات






قوم سبا کے علاقہ مآرب کے قدیم مکانات کے کھنڈرات







قوم سبا کے ڈیم قرآن کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ
كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾
فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ
ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ
بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

"قوم سبا کے لیے ان کے رہائشی علاقے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی تھی کہ ان کے دائیں بائیں باغوں کے وسیع سلسلے تھے۔ (ہم نے انہیں کہا:) کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا اور اس کا شکر ادا کرو۔ عمدہ شہر اور معاف کرنے والا رب۔ (اور کیا چاہیے) لیکن انہوں نے اعراض کیا تو ہم نے ان پر زبردست سیلاب بھیج دیا اور ان کے باغوں کے وسیع سلسلوں کو کڑوے اور بدمزہ باغوں، جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیری کے درختوں کے سلسلوں میں بدل دیا۔ یہ سب کچھ ان کے کفر کا بدلہ تھا۔ اور ہم ناشکرے لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں" (سورۃ سبا آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷)



تصویر میں دکھائی دینے والا معارب کا بند (ڈیم) قوم سبا کا ایک بہت اہم بند تھا۔ یہ بند قرآن میں بیان کردہ عدم کے سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ تمام کاشت شدہ علاقے غرق ہو گئے۔ یہ علاقہ بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ قوم سبا قلیل عرصے میں اپنی معیشت کھو بیٹھی اور جلد ہی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔



قوم سبا کا ڈیم



ملک یمن میں ایک حکومت معینیہ کے نام سے قائم تھی۔ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں سے برباد ہو گئے اور ان کی جگہ سبا کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت کی زبان اور آداب واطوار انہیں جیسے تھے، مگر انہوں نے ذرا سی حکومت کو اپنی محنت وقابلیت سے ایک عظیم الشان حکومت بنا دیا تھا۔

سبا کے بادشاہوں نے جرواح میں بڑے بڑے محلات تعمیر کرائے، اس کے بعد یہ لوگ مآرب کی طرف منتقل ہو گئے اور اسے اپنا دارالسلطنت بنا لیا۔ اس شہر میں وہ بڑے عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کے پاس عیش وعشرت کے ہر طرح کے سامان مہیا تھے۔

یہاں کی زمین بڑی وسیع اور بہت زرخیز تھی، مگر پانی کی کمی تھی کیونکہ وہاں اچھی عمدہ نہریں نہ تھیں۔ کبھی بہت سا پانی پہاڑوں پر بارش ہونے سے آ جاتا تو جنگل میں ضائع جاتا، لہٰذا شہر کے لوگ اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتے تھے، بلکہ ان کی کھیتیوں کو سیلاب سے کچھ نقصان پہنچ جاتا تھا۔

اس لئے انہوں نے مجبور ہو کر چھوٹے بڑے بند بنائے اور ان سے نہریں نکالیں۔ ہر بند کے ساتھ پانی کے خزانے بنائے تاکہ ان میں پانی محفوظ رہے۔ انہوں نے جتنے بھی بند بنائے ان میں سب سے بڑا بند سدِ مآرب تھا۔ یہ بند سب سے بڑا اور بہت فائدہ مند تھا۔

مآرب کا شہر ایک درّے کے آخر میں تھا، جو جنوب کی طرف پھیلاؤ سے کم ہوتا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر دو پہاڑوں کے درمیان جنہیں کوہ ابلق کہتے تھے، محدود ہو جاتا تھا۔ اس درے میں آ کر ساری نہریں ختم ہو جاتی تھیں۔

اس درّے کے دونوں پہاڑوں کے دامن میں سبا کے عظیم بادشاہوں نے ایک بہت بڑی اور مضبوط دیوار بنائی تھی۔ اس کے ہر دو طرف اندازہ کے لئے پیمانے قائم کر دیے تھے تاکہ ان پیمانوں کے حساب سے ضرورت کے مطابق پانی لے سکیں۔ اس بند کی وجہ سے اس درّے کی سرزمین سرسبز وشاداب درختوں کے نیچے سے نکلتی ہوئی چاندی کی طرح بہتی تھیں۔ لہٰذا باغوں کی فراوانی سے پھلوں کی کثرت ہو گئی تھی۔

اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر گزرتا تو تھوڑی سی دور چلنے کے بعد ان کے ٹوکرے طرح طرح کے میووں سے بھر جاتے تھے۔ اس طرح اس شہر پر خیر وبرکت کے سائے پھیل گئے تھے۔



معارب بند (ڈیم) جو انہوں نے بہترین ٹیکنالوجی سے تعمیر کیا تھا۔ قوم سبا نے اس کے ذریعے ایک بہت عمدہ آب پاشی کا نظام حاصل کر لیا۔ زرخیز زمینوں اور تجارت پر قابو نے انہیں ایک عمدہ اور پرتعیش زندگی پر گامزن کر دیا۔ تاہم وہ لوگ اللہ کے نافرمان ہو گئے، چنانچہ ان کا بند ٹوٹ گیا اور عرم کا سیلاب ان کے تمام فخر وغرور کے خاتمے کا باعث بن گیا۔





اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نے سبا والوں کو تباہ کر دیا

قوم سبا کے لوگ پھلوں کی تجارت کرتے اور اسے شام وحجاز تک لے جانے لگے تھے۔ سفر کرتے تو درختوں کے ٹھنڈے سائے تلے گزرتے، ان تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ وہ امن وامان کی زندگی گزار رہے تھے۔

اس بستی کے لوگوں کو چاہئے تھا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے کہ اس نے انہیں بے اندازہ نعمتیں عطا کی ہیں، مگر اس کے برخلاف وہ بڑے سرکش ہو گئے۔ پچھلی امتوں کی طرح یہ بھی کفران نعمت کرنے لگے اور خود پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ انہیں سیدھی راہ دکھائیں اور نصیحت کریں۔ مگر ان لوگوں نے ان کے ساتھ غرور سے کام لیا اور کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ عیش وعشرت میں پڑ کر وہ گناہوں کی زندگی گزارنے لگے، حتیٰ کہ اپنے کھیتوں اور باغوں سے بھی غافل ہو گئے۔

آخر کار اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان کی بداعمالیوں کی سزا دی تاکہ وہ آنے والی امتوں کے لئے عبرت بنیں، لہٰذا حکم خداوندی سے سدِ مآرب ٹوٹ گیا اور یہ بند پہاڑوں سے بے اندازہ پانی کے بہاؤ کو نہ روک سکا۔ سیلاب درے میں داخل ہو گیا، پھر باغوں اور کھیتوں تک پہنچ گیا۔ ان کے جانور، مکان، ساز وسامان وغیرہ سب کچھ برباد ہو گیا۔ ہر طرف ویرانی چھا گئی اور یہ زمین بے آب ودانہ ہو گئی۔ عمدہ عمدہ پھلوں کے درخت ختم ہو گئے۔ البتہ خاردار جھاڑیاں اور جنگلی بیروں کے درخت باقی رہ گئے اور خوش آواز پرندوں کی جگہ الو بولنے لگے۔

جب یہاں کے رہنے والوں نے دیکھا کہ پانی کے خزانے ختم ہو گئے اور ان کے رزق کے خزانے خالی ہو گئے تو وہ خشک میدانوں میں زندگی نہ گزار سکے۔ عالیشان محلات میں رہنے کے بعد ان میں کھنڈروں میں رہنے کی طاقت نہ رہی۔ لہٰذا یہاں سے ہجرت کر گئے اور روتے پیٹتے بادل نخواستہ وطن چھوڑ کر دور دراز ملکوں کی طرف کوچ کر گئے۔

ان میں جو عیسائی تھے وہ شام کی طرف چلے گئے۔ قبیلہ انمار نے یثرب کی طرف رخ کیا۔ جسے آج کل مدینہ کہتے ہیں۔ قبیلہ جزام تہامہ چلا گیا۔ اس طرح عذاب الٰہی سے یہ لوگ ایسے بکھرے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ایسے برباد ہوئے کہ ان کی بربادی کے قصے عبرت زمانہ بن گئے اور کتابوں کی زینت ہو گئے۔

انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں دی گئی تھیں، مگر انہوں نے ان کی قدر نہ کی۔ عزت وسلطنت کے جامے جوان کے جسموں پر تھے چیتھڑوں میں تبدیل ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں کیونکر سزا دی۔ اس کا قصہ قرآن شریف کی سورہ سبا میں مختصر اً مذکور ہے۔





مآرب کے 1800 فٹ لمبے بند

سبا ایک قدیم تہذیب کی حامل حکومت تھی جو یمن میں قائم ہوئی۔ اس کا عرصہ 1150 ق م تک تھا۔ اس کا دارالحکومت مآرب تھا۔ اس کے بعد حمیریوں کی حکومت قائم ہوئی۔ یہ لوگ بھی سبا ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس حمیری حکومت نے حبشیوں سے ٹکر لی پھر ایرانیوں سے لڑائی لڑی اس طرح یہ حکومت ختم ہوگئی۔

شہر سبا کو بھی ''مآرب'' کہا جاتا ہے (مآرب کا معنی کثیر پانی ہے) اس شہر کے قریب ایک وادی میں سیلابی پانی کثرت سے بہتا تھا۔ وہاں مشہور بند بنا ہوا تھا۔ اس بند کے پانی سے وہ پینے کا پانی بھی حاصل کرتے تھے اور باغات کی سیرابی کا کام بھی لیتے تھے۔ (حوالہ اطلس القرآن)

عَرِم کے معنی مضبوط اور قوی ہیں، کثیر لشکر کو بھی عَرِم کہا جاتا ہے۔ سیلِ عَرِم سے مراد وہ سیلاب ہے جو مآرب کا بند ٹوٹنے سے برپا ہوا۔ یہ ظہور اسلام سے تقریباً چار سو سال پہلے کی بات ہے۔ بعض محققین کے مطابق ''عَرِم'' اس وادی کا نام ہے جہاں یہ ڈیم (بند) تعمیر کیا گیا تھا۔ (حوالہ اطلس القرآن)

ڈاکٹر محمد عبدالقادر بافقیہ ''تاریخ الیمن القدیم'' میں رقمطراز ہیں: ''مآرب کا عظیم بند اس وادی پر واقع ہے جس کے شمالی دہانے پر مآرب کا شہر بنا ہوا ہے۔ مآرب کے قریب ''بلق'' نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کو کاٹنے والی تنگ گزرگاہ کا نام ''وادی دنہ'' ہے۔ جو اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس وادی کے دہانے پر مکربون (ملوک سبا) کے زمانے میں اہل سبا نے مٹی کی ایک موٹی دیوار کھڑی کی تھی جس کو انہوں نے سیلاب کی جانب سے بڑی بڑی چٹانوں سے ڈھانک دیا تھا۔ اس مٹی کی دیوار یا بند کی لمبائی 1800 فٹ تھی۔ اس کی بلندی اس کے آخری دور میں 42 فٹ تک پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے بند کی دونوں جانب پانی کے اخراج کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ اس کو داہنا صدف اور بایاں صدف کہا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اس قابل ہوگئے کہ ان پانی کو روک سکیں جو بارش کے موسم میں پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتا تھا (اور ساتھ ہی) انہوں نے سطح آب کو اتنا بلند کیا کہ وہ ان زرعی زمینوں تک بآسانی پہنچ سکے جو نچلی سطح پر وادی کے دونوں طرف واقع تھیں۔ (سید عبدالرحمن الکاف: ''ارضِ سبا'' کا سفرنامہ)

معارب ڈیم سبائین کا اہم ترین کارنامہ تھا۔ یہ ڈیم سیلاب عرم میں بہہ گیا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ان کی تمام سرسبز جگہیں سیلاب میں بہہ گئیں۔ یہ علاقہ تباہ ہونے کی وجہ سے معیشت برباد ہوگئی جس کی وجہ سے پورا ملک ختم ہوگیا۔

مآرب قوم سبا کا خاص شہر





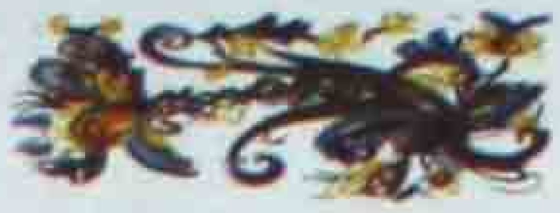
سبا کے مقام سے ملنے والے قدیم سکے



مآرب کے جدید ڈیم کا منظر



مآرب ڈیم کی 1986ء کی تصویر



تسخیر جنات اور ان کی خدمات



حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنات کو تابع کر دیا تھا۔ وہ ان کے حکم سے بڑے بڑے کام انجام دیتے تھے، قلعے، عبادت گاہیں، تصاویر، بڑے بڑے لگن اور دیگیں جو زمین میں جمی رہتی ہیں بناتے تھے۔

توریت سفر الملوک اول ص ۹ میں ان عمارتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے بنوایا تھا اس کو بیت الرب کہتے ہیں۔ اس کی طوالت مع توابع کے تقریباً 60 ایکٹر ہے (تین سو ساڑھے چونتیس مربع میٹر) بیت الملک (قصر شاہی) یروشلم کی فصیل، عاصور، مجیدو، جازر، بیت حورون سفلی، بعلہ اور تدمر۔

ان کے علاوہ خزانہ گاہیں، سواریوں کے مقامات، گھوڑوں کے اصطبل، ان کے علاوہ لبنان اور دیگر ممالک محروسہ میں جو عمارتیں بنائیں اس کے لئے جنات کو مسخر کر دیا گیا تھا۔

نجار لکھتے ہیں جو شخص ان عظیم عمارتوں کو اور ان کے بڑے بڑے پتھروں کو دیکھے گا وہ اس کو بعید نہ سمجھے گا کہ جنات نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ خصوصاً ''تدمر'' میں ان کے بعض عظیم الشان کھنڈر آج بھی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

جو تحریریں آج بھی تدمر کی باقی ماندہ عمارتوں پر ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستاروں کے مندر تھے۔ یہ تحریریں رومانی زبان میں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اصل عمارتیں عہد سلیمان علیہ السلام کی بنی ہوئی ہوں۔ پھر جب رومیوں نے ان پر قبضہ کیا تو بعض کو ہیکل بنالیا اور ان پر اپنے کتبات لگا دیئے۔

اسرائیل میں موجود وہ عمارت جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وہ عمارت ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ذریعہ بنوایا تھا۔
آج اس عمارت کی د... بات کا زندہ ثبوت ہے۔ (واللہ اعلم)

جنات کا تعمیر کردہ شہر

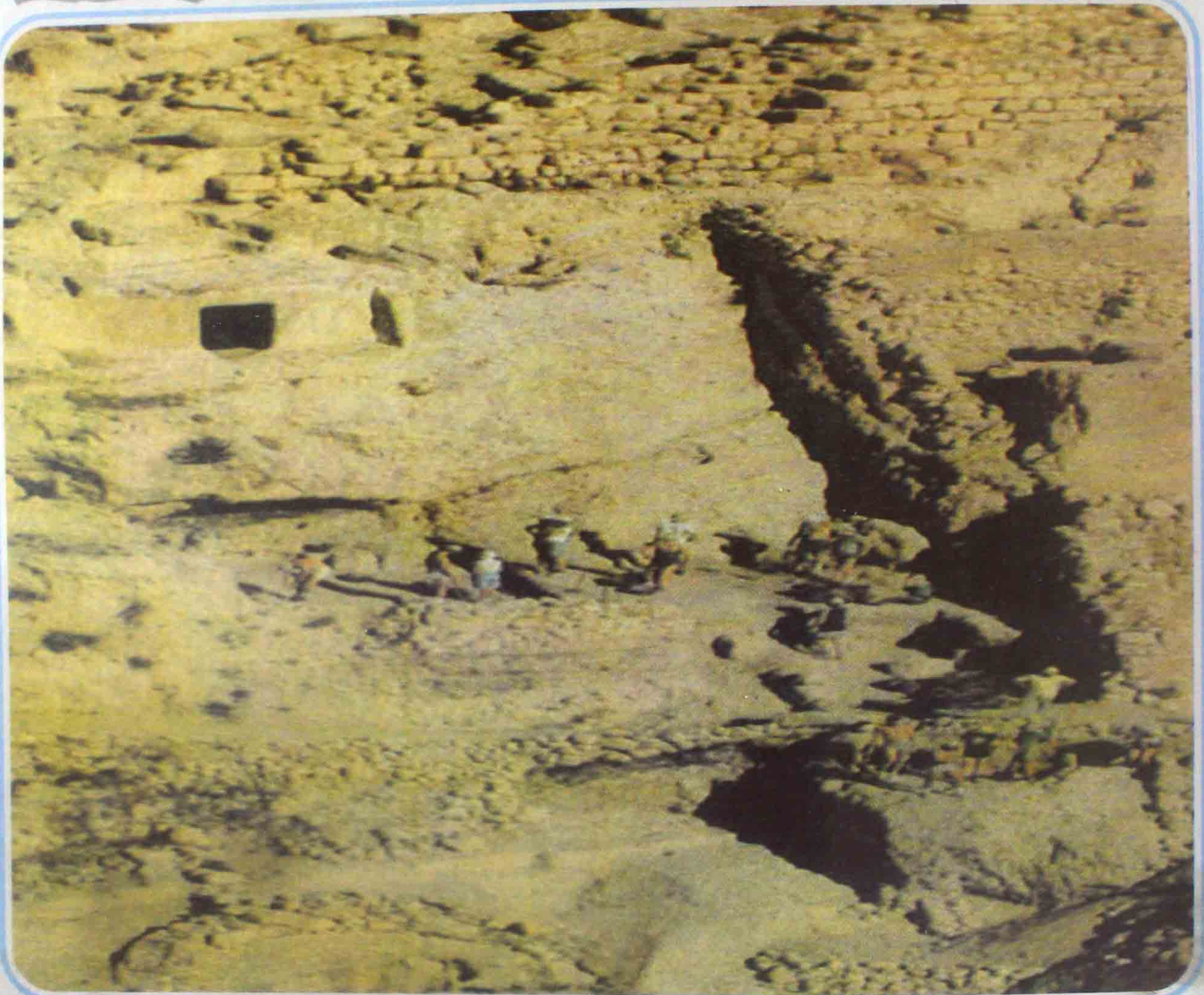
قوم جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بیت المقدس کے علاوہ اور بھی تعمیرات کیں اور بعض ایسی چیزیں بنائیں جو اس زمانہ کے لحاظ سے عجیب وغریب سمجھی جاتی تھیں چنانچہ قرآن عزیز میں ہے:

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

''اور شیطانوں (سرکش جنوں) میں سے ہم نے مسخر کر دیئے وہ جو اس (سلیمان) کے لئے سمندروں میں غوطے مارتے، (یعنی) بیش قیمت بحری اشیاء نکالتے اور اس کے علاوہ اور بہت سے کام انجام دیتے اور ہم ان کے لئے نگران اور نگہبان تھے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۗ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۗ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۗ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

اور جنوں میں سے وہ تھے جو اس کے سامنے خدمت انجام دیتے تھے اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم کے خلاف ورزی کرے گا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔ اس کے لئے وہ بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا۔ قلعوں کی تعمیر، ہتھیار، تصاویر اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند تھے اور بڑی بڑی دیگیں جو اپنی بڑائی کی وجہ ایک جگہ جمی رہتیں۔ اے آل داؤد! شکر گزاری کے کام کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں کی مدد سے تعمیر کروایا ہوا شہر ''یروشلم'' اب دریافت ہو گیا ہے۔ اس کی کھدائیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ (بشکریہ شاہ مصباح الدین شکیل)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کی عمارت کے آثار



یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی قدیم عمارت کے باقی ماندہ آثار۔ یروشلم وہ شہر ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔
یہ وہ شہر ہے جس نے ہزاروں بار آپ علیہ السلام کا دیدار کیا۔



یروشلم شہر کی کھدائی میں برآمد ہونے والے گھروں کے آثار۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ گھر ہزاروں سال پرانے ہیں۔
حتیٰ کہ بعض کا کہنا ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بنائے گئے تھے۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات کے ذریعہ بنوایا گیا قلعہ

